بعونہ تعالیٰ

صلاح الدین

یعنی

ابو المظفر الملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس کی سوانح عمری

جسمین

سلطان موصوف کے خصائل و عادات - خاندانی طفلی و حکومت کے حالات اور اُسکی بالترتیب غزوات فتح بیت المقدس اور اُسکے بعد کے واقعات مفصل لکھے گئے ہین

با جازت

خاکسار خادم الاطبار احمد حسین الہ آبادی اڈیٹر رسالہ الاسلام الہ آباد و مترجم تاریخ امام ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

سنہ ۱۸۹۸ء

مطبع قیصر ہند نغلبند ٹولہ - الہ آباد باہتمام محمد فصیح اللہ مینجر طبع ہوئی

سکنڈ ایڈیشن ۵۰۰ جلد * قیمت فی جلد بلا محصول ڈاک

الاسلام الہ آباد

آجتک ہندوستان مین کوئی ایسا رسالہ ہماری نظرون سے نہین گزرا۔ جو کہ مسلمانونکو اپنی گذشتہ تاریخ کے یاد دلانے اور اس سے دلچسپی پیدا کرنیکا باعث ہو۔ عربی مین ایسی تاریخین کثرت سے موجود ہین لیکن اُس زبان کی لاعلمی کیوجہ سے وہ عام طور ہمکو فایدہ نہین پہونچا سکتین ہمنے اسی خیال سے امام تاریخ علامہ ابن خلدون کی مشہور تاریخ کتاب العبر و دیوان المبتدا و الخبر کا ترجمہ سلسلہ اُردو زبان مین آغاز ماہ جنوری سنہ ۱۸۹۷ء سے شایع کرنا شروع کیا ہے۔ اس تاریخ (یعنی علامہ ابن خلدون) مین حضرت نوح علیہ السلام کے عہد سے آٹھوین صدی ہجری تک کے حالات کمال تحقیق و تدقیق سے لکھے گئے ہین جسکو انبیاء کرام اور سلاطین عظام اور اسلامی بزرگون کے کارنامون اور اونکی سوانح عمریان پڑہنے اور دیکھنے کا شوق ہو وہ ہمارے رسالہ الاسلام کو دیکھے اسی مین علامہ ابن خلدون موصوف کے تاریخ کا ترجمہ سلسلہ وار کتابی صورت مین شایع ہوتا ہے۔ علاوہ برین بالفعل اسکے ہمراہ ایک رسالہ اور مسمیٰ بہ تبیین الکلام فی ارکام احکام الاسلام ضمیمہ ہذی جداگانہ شائع ہوتا ہے جسمین مخالفین اسلام کا دندان شکن جواب دیا جاتا ہے اور بنظر دلچسپی اسلامی دنیا کی چیدہ چیدہ سچی سچی خبرین بھی ہوتی ہین باینہمہ قیمت سالانہ صرف ایکروپیہ معہ محصولڈاک مقرر ہے۔ چونکہ سنہ ۱۸۹۶ء کے خریدارونکو سلسلہ کے لحاظ سے سنہ ۱۸۹۷ء کے بھی پرچے دیئے جاینگے اسوجہ سے ہر خریدار کو مبلغ دو روپیہ دو سالونکا بمد پیشگی یا اجازت ویلیو کی مرحمت فرمانی چاہیئے ورنہ رسالہ جاری نہ کیا جائیگا۔

المشتہر حامد حسین مالک رسالہ الاسلام الہ آباد

بحولہ تعالیٰ

صلاح الدین

یعنی

ابوالمظفر الملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس کی سوانح عمری

جسمین

سلطان موصوف کے خصائل و عادات۔ خاندانی طفلی و حکومت کے حالات

اور اُسکی بالترتیب غزوات فتح بیت المقدس اور اُسکے بعد کے واقعات مفصل لکھے گئے ہین

باجازت

خاکسار خادم الاطباء احمد حسین الہ آبادی اڈیٹر رسالہ الاسلام الہ آباد

و مترجم تاریخ امام ابن خلدون رحمۃ اللہ علیہ

سنہ ۱۸۹۸ء

مطبع قیصر ہند نعلبند ٹولہ الہ آباد باہتمام محمد فصیح اللہ منیجر طبع ہوئی

قیمت فی جلد بلا محصول ڈاک ... ... عہ

سکنڈ ایڈیشن ... ... ۵۰۰ جلد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

دیباچہ

سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس کی سوانح عمری کا یہہ دوسرا ایڈیشن ہے۔ اِسمرتبہ اِسمین تاریخی واقعات اور اضافہ کئے گئے ہین۔ جابجا بہت سے نوٹس (حواشی) بڑہائے گئے ہین۔ موقع موقع سے مغربی تاریخون سے بھی استنباط کیا ہے غرضکہ اب میری اِس کتاب کا ماخذ مشرقی (عربی) اور مغربی (انگریزی فرانسیسی) موٌرخون کی تالیفات ہین مینے اِن دونون فریق کے متفق کرنیمین اپنے احتمالات عقلی اور قراین خارجی سے کام نہین لیا بلکہ کثرت روایات پر فیصلہ کردیا ہے۔ مین امید کرتا ہون کہ شایقین فنِ تاریخ اِس کتاب کو قدر و منزلت کی اون آنکہون سے دیکہینگے جنسے کہ ایسی کتابون کے بہتر لکہنے والے اور قابل بزرگ کی تالیف کو دیکہتے ہین۔ واللہ الموفق والمعین وہو حسبی ونعم الوکیل

خاکسار

احمد حسین الہ آبادی مترجم تاریخ علامہ ابن خلدون

الہ آباد ۲۵-اپریل ۱۸۹۸ء مطابق ۳-ذیحجہ ۱۳۱۵ھ

دیباچہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی۔

واقعی ہماری قوم کی عام ناواقفیت اور علی الخصوص فن تاریخ کی لاعلمی نے صرف اونکے خیالات کے دایرہ ہی کو تنگ اور محدود نہین کر رکھا بلکہ اس نے یہہ آفت ڈہا رکہی ہے کہ اب یہہ شجاعت۔ دلیری۔ فیاضی کی اصلی اور نقلی تصویرون کو ایک دوسرے سے ممتاز نہین کر سکتے۔ یہی وجہ ہے کہ یہہ غیر قومون کے مصنوعی مشاہیر کو خوشنما رنگین لباس مین دیکہکر فریفتہ ہوجاتے ہین اور اونکی ایجاد کی ہوئی تصویرونکو جنہین کہ محض فرضی رنگ بہرا گیا ہے قدر وعزت کی اون آنکہون سے دیکہتے ہین جن سے کہ کسی سچے بہادر فیاض و دلیر کی اصلی صورت دیکہنی چاہیے۔

ہم اسکا انکار نہین کر سکتے کہ غیر قومون مین ایسا کوئی اصلی ہیرو نہین گزرا کہ جسکے نام کو زمانہ عزت و قدر کے ساتہہ نہ لے سکے لیکن عام طور سے جب غور کی عینک لگا کر تعمق کی نظرون سے دیکہا جاتا ہے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اونمین دس فیصدی ایسے نکلینگے کہ جنکے فرضی چہرہ پر اوستادی کا پوڈر نہ ملا گیا ہو۔ با اینہمہ آجکل کے نوجوان نئی روشنی کے مقلد ابہی ایسے مشتاق اور فریفتہ ہو رہے ہین کہ اپنے اسلاف کے اکابر کی مطلقاً وقعت نہین کرتے اور اون کے سوانح کو ایسا بہولا دیا ہے کہ گویا وہ تہے ہی نہین اس سے زیادہ تو یہہ امر افسوس کے قابل ہے کہ انلوگون نے تاریخی معلومات کے ہونیکے

وجہہ سے اون مورخون کا رتبہ جنکی حیثیت شاعر یا فسانہ گو سے زیادہ نہین ہوسکتی اسدرجہ بڑہا رکہا ہے کہ اپنے سچّے۔ عادل مورخ کا نام لیتے شرماتے ہین حالانکہ ان مورخون مین جنکو فرضی خاکے مین رنگ بہرنے کے سوا اور کچہہ نہین آتا وہ وہ شان ہی نہین پائی جاتی جس سے کہ مُورّخ مُورّخ کہے جانیکا مستحق ہوسکتا ہو۔

ہمین درصل اس موقع پر اس مسئلہ سے بحث کرنی مقصود نہین ہے پہر کسی موقع پر انشاء اللہ تعالیٰ ہم اس بحث کو چہیڑکر ناظرین کو دکہلا دینگے کہ ہمارے مُورّخون اور غیر قومون کے تاریخ دانون مین کیا فرق ہے اسوقت ہم نہین جنہین ہمارے اور نیز اس خیال سے کہ قوم کو تاریخی معلومات کی سخت ضرورت ہے ایک ایسے سچّے فیاض بہادر۔ دلیر۔ کی لائف ہدیہ ناظرین کیا چاہتے ہین کہ جسکے سامنے غیر قومون کے فرضی مشاہیر کی تصویرونکی چمک دمک ماند پڑجائیگی کیا کوئی یہہ کہہ سکتا ہے کہ سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس کی سوانح ایسی نہین ہے؟ کیا کسی کے ذہن مین یہہ خیال پیدا ہوسکتا ہے کہ اسکی بہادری اور فیاضی فرضی ارتہر اور شارلیمین سے بڑہی ہوئی نہین ہے؟ کیا زمانہ اس سے واقف نہین ہے کہ اسنے رچرڈ[1] اور فلپ جیسے بادشاہون کے مددگار ہوتے شام سے عیسائیونکو نکال باہر کیا ہے؟ سارا یورپ یکطرف تہا اور یہہ ایکطرف اسکے ساتہہ کوئی بڑی جمعیت نہ تہی لیکن ہان ایک سچے مذہب کا سچّا جوش تہا کہ جسکے وجہ سے اوسنے یروشلیم (بیت المقدس) مین نہایت اچہی طرح جمے ہوئے عیسائیون کا باوجودیکہ انکی اعانت مین مسیحی سلاطین و امرا نے اپنی سلطنتین بیچڈالین جایدادین گرو کردین ایسا قلع و قمع کیا کہ آجتک وہ بیت المقدس کے فصیلکو خیال مین بہی حسد کی آنکہون نہین دیکہہ سکتے اور نہ آیندہ خدانے چاہا تو دیکہہ سکینگے یہہ پہلا وہ شخص ہے کہ جسکو تاریخی دنیا مین سیدنا عمر ابن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

---

[1] رچرڈ انگلینڈ کا بادشاہ تہا اور فلپ فرانس کا۔

کے بعد فاتح بیت المقدس کا مبارک لقب پایا ہے اسکی دلیری و جوانمردی مردانگی کیوجہ سے آجتک یہہ مقدس زمین اسلامیون کے قبضہ مین ہے چنانچہ اسوقت بہی ہمارے خلیفۃ المسلمین امیر المومنین السلطان ابن السلطان ابن السلطان الخاقان ابن الخاقان ابن الخاقان سلطان عبد الحمید خان غازی متع اللہ المسلمین بطول حیاتہ و بدوام ملکہ و بقایۂ کے قبضۂ اقتدار مین ہے۔

اس اسلامی ہیرو فاتح بیت المقدس کی سوانح کی واقفیت کے لئے ہمکو جس طرح علامہ عبد الرحمن ابن خلدون مغربی۔ علامہ ابو الحسن علی ابن ابی الکرم شیبانی معروف بہ ابن اثیر جزری۔ علامہ ابو الفدا۔ شیخ امام ابن شداد قاضی فاضل رضی اللہ تعالیٰ عنہم کا شکریہ ادا کرنا چاہیئے اوسی طرح مولفین فتح القسی فی فتح القدسی۔ نجوم الزاہرۃ فی احوال المصر و القاہرۃ۔ نوادر سلطانیہ فی محاسن یوسفیہ کے گرامی اسما تشکر و امتنان کے ساتہہ درج کرنا چاہیئے۔

ہمنے اسکی سوانح کے لکہنے مین اعتدال سے قدم باہر نہین نکالا اور نہ دلچسپی کے خیال سے کسی واقعہ کو کم و زیادہ کیا ہے جیسا کہ زمانۂ حال مین ہمارے بعض معاصرین نے تاریخ کو ناول کے پیرایہ مین ظاہر کیا ہے۔

چونکہ تاریخی معلومات کا ذخیرہ ایک ایسی زبان مین ہے کہ جسکے اولاً جاننے والے ہی کم نظر آتے ہین اور ثانیاً ہماری قوم کے عام لوگون کو اوس زبان (یعنی عربی) کے لاعلمی کیوجہ سے اون کتابون سے کچہہ فائدہ ہی نہین پہونچ سکتا اسیوجہ سے ہملوگونکی لاعلمی۔ تاریخی معلومات کی ناواقفیت سے جہالت اسدرجہ بڑہ گئی ہے کہ ہم اپنے اسلاف کے مشاہیر کے نام تک نہین جانتے اور یہی باعث ہے کہ ہم مین نہ تو وہ ہمدردی باقی ہے اور نہ اوس جوش کا کچہہ اثر ہے کہ جسکے وجہ سے ہمارے بزرگون نے کامیابی کا سکہ عالم مین چلا دیا تہا نظر برین ہم دنیائے اسلام کے اوس نامی ہیرو کی سوانح

کہ جنکا ذکرِ خیر اوپر ہو چکا ہے ہدیۂ ناظرین کیا جاتے ہین کہ جنکے دیکھنے اور سُننے سے یہہ امید کیجاسکتی ہے کہ ہملوگونمین ہمدردی - فیاضی - خودداری - مردانگی - دلیری کی صفتین پہر پیدا ہو جاینگی اور پہر ترقی یافتہ قومون مین اپنا شمار ہو جائےگا -

اے خدا تو اس کتاب کو عام مقبولیت کا خلعت عطا فرما اور اس کے دیکھنے سُننے سے ہماری مُردہ قوم مین وہی روحین پہونک دے کہ جو ہمارے اسلاف اور تیرے برگزیدہ بندون مین تہی -

اے ربّ العزت تو اس سوانح کو عزت اور امتیاز کا خوشنما دلپسند لباس مرحمت کر کہ جنکے دیکہنے سے غیر قومونکی آنکہین چکاچوند ہو جائین تاکہ تیرے اسلامی بندون کو ذلّت کی نظرون سے نہ دیکھہ سکین - خداوندا تیرے قبضہ مین سب کچہہ ہے تو مُقَلِّبُ الْقُلُوْبِ فَعَّالٌ لِّمَا یُرِیْدُ ہے تو ہماری مردہ قوم کو پہر وہی زندگی عنایت فرما کہ جس سے یہہ نیکنامی - نام آوری کے ساتہہ زندۂ جاوید کہلائی جائے - آمین ثم آمین ۵

احمد حسین غفر اللہ ذنوبہٗ - الہ آباد -

۱۱ - محرم الحرام سنہ ۱۳۱۵ ہجری مطابق ۱۳ - جون سنہ ۱۸۹۷ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سیرۃ السلطان

الملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف ایوبی کے کارنامے اسلامی دنیا مین ایسے شہرت پذیر ہین کہ کسی اسلامی ہیرو کی **لائف** اوس سے زیادہ مشہور نہو گی۔ اس کے تذکرات اسکے حالات سے شاید ہی کوئی ناواقف ہو گا۔ اس نے اسلامی دنیا مین اپنے کارنامون سے بہت بڑی شہرت حاصل کی ہے۔ یہی بانی دولت سلاطین ایوبیہ ہے۔ اسی کو صفحۂ تاریخ پر مسلمانون مین دوبارہ **فاتح بیت المقدس** کا مبارک لقب دیا گیا ہے، اسکے قومی حملون نے شام کے متبرک سرزمین کے بلند پہاڑون کی چوٹیون پر مکرر اسلامی پہریرا اوڑایا ہے۔

اسکو اکثر علماء نسابین نے عربی النسل تحریر کیا ہے اور سلسلۂ نسب[۱] عوف حمیری تک پہونچایا ہے اگرچہ بعض مورخین[۲] نے اس سے اختلاف بھی کیا ہے لیکن مجھکو یاد آتا ہے کہ اس نے خود کسی موقع پر اپنے عربی النسل ہونے پر فخر کیا ہے اسکی ولادت باسعادت ۵۳۲ ہجری

---

[۱] اس نامی ہیرو کا سلسلۂ نسب یہ ہے "سلطان صلاح الدین یوسف ابن نجم الدین ابن ایوب ابن شاذی ابن مروان ابن علی ابن عشرہ ابن حسن ابن علی ابن احمد ابن علی ابن عبد العزیز ابن ہدبۃ ابن الحصین ابن الحرث ابن سنان ابن عمر ابن مرۃ ابن عوف حمیری"

[۲] علامہ فاضل ابن اثیر نے اسکو اکراد زوادیہ شمار کیا ہی اور فاضل ابن خلکان نے تاریخ اعیان دین مین شامل کیا ہے۔

خلیفہ المقتفی[1] لامر اللہ کے عہد خلافت مقام تکریت[2] مین واقع ہوئی۔

اسکا عالی قدر باپ نجم الدین[3] اس قلعہ کا حاکم تہا اسکی دلی خواہش تو یہی تہی کہ اپنی پوری عمر اسی قلعہ کے حکومت مین صرف کر دے لیکن اسد الدین شیرکوہ[4] کیوجہ سے قلعہ تکریت کو خیر آباد کہکر اتابک شہید زنگی[5] کے پاس جانے پر مجبور ہوا۔ اسکے دربار مین ان دونون بہائیونکی بڑی آؤبہگت کیگئی۔ اور خود زنگی اپنے عزیز مہمانکی مہمانداری مین مصروف ہوا جسوقت کہ قلعہ بعلبک[6] ۵۳۳ھ ہجری مین اسکے ممالک محروسہ مین داخل ہوا فورًا اپنے محسن[7] قدیم نجم الدین ایوب کو اس قلعہ کا حاکم کر دیا۔ ان تغیرات اور تبدیلی مقامات مین ہمارا ہونہار نامی سلطان اپنے عالیقدر بزرگ باپکا برابر شریک حال رہا۔

اسکے پکے سچے مسلمانون کے سے عقائد تہے۔ مذہب شافعی رکہتا تہا کبہی اس نے

---

[1] خلیفہ المقتفی لامر اللہ کا نام ابو عبد اللہ محمد ابن المستظہر تہا یہ اٹہارہوین ذی الحجہ ۵۳۰ھ ہجری مین سریر خلافت پر متمکن ہوا۔ اور ۵۵۵ھ مین انتقال کیا

[2] تکریت بفتح تائے قرشت و سکون کاف و کسرہ رائے بے نقطہ و سکون یائے تحتانی و تائے قرشت ت ک ر ی ت۔ تکریت ایک مشہور شہر مابین بغداد و موصل دجلہ کے غربی جانب واقع ہے اسکا قلعہ نہایت مستحکم بنا ہے جسکے ایک جانب تو دجلہ ہے اور دوسری طرف جانب شرق نہر اسحاقی ہے جسکو کہ زمانہ متوکل مین اسحاق بن ابراہیم کوتوال نے کہدوائی تہی۔ بغداد سے تیس[3] فرسخ اور موصل سے چہہ روز کے راستہ پر ہے۔

[3] نجم الدین بن ایوب مقام دوین مضافات آذربائیجان مین پیدا ہوا جسوقت کہ مجاہد الدین شحنہ بغداد کے پاس عنفوان شباب مین گیا قلعہ تکریت کی حکومت اسکے سپرد کی گئی۔

[4] اسد الدین شیرکوہ نجم الدین بن ایوب کا حقیقی چہوٹا بہائی تہا۔ اسی قلعہ تکریت مین ایکروز کسی شخص سے کچہہ ایسی بحث بڑہی ورا ایسی رشتعال پیدا ہوا کہ اسد الدین نے اوس شخص کو مار ڈالا چونکہ نجم الدین ایوب بہہ نہاندیشکا اسوجہ سے بہروز نے اسکو معزول کر دیا اور اسد الدین کے گرفتاریکا حکم نافذ کیا اسوجہ سے دونون بہائی شہید زنگی کے پاس موصل کو چلے گئے۔

[5] عماد الدین اتابک شہید زنگی بن آقسنقر ماہ ربیع الثانی ۵۲۱ھ مین عراق کا والی مقرر کیا گیا۔ اور اسی سنہ کے کسی مہینہ مین بعد انتقال عز الدین مسعود بن البرسقی حاکم موصل ولایت موصل کی تولیت اسکے سپرد کیگئی۔ یہ بہت ہی بڑا لائق عالی اور منتظم تہا۔ اسنے تقریبًا کل شام کے بلاد اپنے قبضہ مین کر لئے تہے ۵۔ ربیع الثانی ۵۴۱ھ مین جبکہ جعبر کا محاصرہ کئے تہا اپنے غلامون کے ہاتہون شہید ہوا۔ ساٹہہ برس سے کچہہ زیادہ عمر پائی۔

[6] بعلبک ایک مشہور شہر ہے اسمین آثار عظیمہ اور بناء عتیقہ بہت ہین قلعہ بہت مستحکم بنا ہوا ہے۔

[7] جبکہ عماد الدین ۵۲۶ھ مین قراجا ساقی سے ہزیمت پاکر موصل کیطرف جا رہا تہا تکریت کیطرف ہو کر گذرا۔ نجم الدین ایوب نے دریائے دجلہ مین پل کشتی وغیرہ کا انتظام کر دیا تہا اور بڑی ہوم دہام سے اسکی دعوت کی تہی۔

صرف تقلید سے کام نہین لیا بلکہ مشایخین علم واکابرین علما سے ہمیشہ مناظرہ کرتا اور تحقیق حق کے درپے رہتا۔ ایسی کوئی علمی مجلس نظیر کیلئے بہی نہین ملسکتی جسمین کہ وقت بحث ومناظرہ اسکے کلام فصیح سے سامعین خوش نہوے ہون۔ کلام سنجیدہ اور متانت سے معمور رہتا تہا۔ بڑے بڑے نامی علما اسکے خدمتمین رہتے تہے۔ اِسکا دربار اہل علم وفضل سے کبہی خالی نہین رہا۔

حُفّاظِ قرآن جو مختلف وقتوںمین کلام اللہ سُناتے تہے وہ محض حافظ یا قاری ہی نہوتے تہے بلکہ علوم دینی۔ قرأت سبعہ کا جاننا۔ ورع۔ تقویٰ سے مزیّن ہونا حفّاظ کے اہم شرط اور ضروریات سے تہا۔ سلطانی باڈیگارڈ اکثر حافظ ہوتے تہے۔ رات کو انلوگون سے قرآن پڑہوا تا تہا جہان کہین کسی آیت مین عذاب۔ عقاب کا ذکر آجاتا فورًا اوسکی باعزت۔ حیادار آنکہون سے آنسو جاری ہوجاتے تہے۔

جس شوق وذوق سے اوسکے مشتاق کانومین قرآن مجید کی آیتین جاتی تہین اوسی محبت واشتیاق سے احادیث نبوی صلعم کی خوشگوار آوازین پہونچتی تہین محدثین اگر کسی وجہ سے نہ آسکتے۔ تو خود بنفس نفیس۔ اونکی خدمتمین حاضر ہوتا تہا اس نعمت عظمی سے تنہا ہی مستفید نہوتا بلکہ عام طور سے مسلمانونکو اس متبرک مجلس مین آنیکی اجازت تہی۔ کچہہ تخصیص امیر۔ غریب۔ مقرب۔ غیر مقرب کی نہ تہی شعائر اسلام کی بہت بڑی تعظیم کرتا تہا۔ فلسفہ۔ دہریت کو ذلیل آنکہون سے دیکہتا تہا۔ معاندین شریعت کا جانی[1] دشمن۔ عقاید مذہبی کا بہی حد سے زیادہ پابند تہا اپنے پاک۔ سچے خدا پر سچے دل سے بہروسہ رکہتا تہا۔

اوس نے بہت کم فسخ عزیمت کی ہے۔ نازک حالتون مین بہی اپنے ارادے

---

[1] شہاب الدین سہروردی فلسفی۔ شارح حکمۃ الاشراق۔ خاتم حکما اشراقیین کو چونکہ فلسفیانہ خیالات رکہتا تہا۔ اکثر مسایل شرعیہ کا مخالف تہا۔ ملک الظاہر نے حسب حکم سلطانی مقام حلب مین طلب کرکے بعد تحقیق واظہار قتل کیا۔ یہہ شہاب الدین علاوہ اون شہاب الدین سہروردی کے ہے کہ جو اولیاء کرام مین سلسلہ سہروردیہ کے ایک شیخ کامل ہین سہرورد بضم سین مہملہ وفتح ہا ہوز وسکون را و ضم را و فتح واو وسکون را و دال مہملہ ایک قریہ ہے۔

منہہ نہین موڑا چنانچہ جبکہ نصرانی بیت النوبہ مین اور خود یہہ اسلامی ہیرو بیت المقدس مین تہا اسکا جری لشکر واقعہ عکا[1] سے کچھہ ایسا بددل ہورہا تہا اور اسدرجہ ہلچل مچ رہی تہی کہ افسران فوج نے وقت مشورہ بالاتفاق قدس شریف چہوڑنیکی رائے دیدی تہی یہہ مجلس شوری اسوجہہ سے کہ سلطان اس رائے کا بالکل مخالف تہا ناتمام برخاست ہوئی۔

اسکی مستقل مزاجی اور توکل علی اللہ کو نہ تو ان رایون کے اختلاف نے کچھہ مضرت پہونچائی اور نہ نصاریٰ کی کثرت نے اوسکے مطمئن قلب کو خائف کیا تہا ہان بیقدر اوسکے مطمئن بشاش چہرہ پر اس خبر سے کہ عساکر اسلامی قدس شریف ضرور چہوڑ دینگے تشویش کے آثار نمایان ہوگئے تہے اوسکی بلند اور خوشنما پیشانی پر فکر کی کیفیت پیدا ہورہی تہی تاہم اوس نے فسخ عزیمت نہ کی۔ گو اسی فکر و اندیشہ سے شب بہر نہ سویا اور نہ اپنے پہلو کو آشنائے فرش راحت کیا کبہی تو پنے عجز و انکسار کے سر کو خدائے برحق کے سامنے جہکا کر التجا کرنے لگتا تہا کہ "اے منعم حقیقی کیا تو اس نعمت عظمی سے اس ناچیز بیمقدار کو مشرف کرکے پہر محروم کریگا؟ کیا تو اس مقدس مین کو پہر ایسے لوگونکے قبضے مین دیدیگا کہ جنہون نے بے امتیازی سے حق و باطل کو ایک کردیا ہے؟ کیا تو ان در و دیوارونکو کہ جنپر تیرے نور کا سایہ پڑتا ہے پہر ایسے گروہ کو دیدیگا جو کہ ان مبارک دیوارونکو تیرے ایماندار بندون کے خون سے رنگین کیے؟ کیا تو ان بلند اور شاندار میناروںپر سے اسلامی ابراہیمی پہریرہ اوڑا کے پہر صلیبی نشان بلند کرائیگا؟ کیا ان فصیلونپر متبرک صورتون کے بدلے ڈارہیان مونڈہی لبین بڑہی ہوئی بدنما شکلین چلتی پہرتی نظر آئینگی؟ کیا تجہکو یہی منظور ہے کہ اس مبارک مسجد حرام مین بجائے اذان و اقامت کے گہنٹونکی آوازین آئین؟ کیا تیرا یہی منشا ہے کہ کوئی اسلام کا نام لینے والا اس مقدس مکان مین رہنے نہ پائے؟ کیا تجہے یہی مدنظر ہے کہ تیرے برگزیدہ خاتم الانبیا کا نام تیرے نام کے ساتہہ اس پاکیزہ زمین مین نہ لیا جاے؟ میرے خدا

[1] مقام عکا مین بہت بڑی لڑائی عیسائیون سے ہوئی تہی۔ اسکا بیان آگے آے گا۔

تجھے اپنی عزت وجلال کی قسم ہے ایسا ہو۔ میرے اسباب ظاہری بالکل منقطع ہوگئے میرے قوت کے توانا بازو بالکل شل ہوگئے۔ میرے قدم استقامت ڈگ گئے۔ اُف میرے لشکری تو کیا میرا دل ہی میرے قابو مین نہ رہا۔ میرا دماغ سوچتے سوچتے تھک گیا۔ میرے ہوش وحواس بجا نرہے۔ میرے عقل کا ناطقہ بند ہورہا ہے۔ اب کوئی ذریعہ کامیابی کا سوائے اسکے نرہا۔ کہ تیرے فضل وکرم پر اعتماد کرون اور اپنے امید وتمنّا کے ہاتھون کو تیرے آگے بڑہاؤن۔ توہی میرے کامون کے لئے کافی ہے اور توہی ان اُمور کا کفیل ہے"

اور کبھی اپنے اُمرائے لشکر کی بے استقلالی کا خیال کرکے گھنٹون دل ہی دل مین کہتا تہا کہ کیا واقعی میرے رؤسا الشکر نے یہی صلاح کرلی ہے کہ قدس شریف مین مجھکو تنہا چھوڑ کر چلے جائینگے؟ کیا اونکی طبیعین دفعۃً ایسی بد دل ہوگئی ہین اور اسی پر کمربستہ ہوگئے ہین؟ کیا فی الحقیقت یہہ خبر سچ ہے کہ یہان سوائے میرے اور میرے بہائی اور اولاد کے کوئی اور نہ ٹھہرے گا اور ان مین سے کوئی میرے حکم کی اطاعت نکرے گا؟ کیا یہہ لوگ واقعہ عکا سے ایسے افسردہ ہوگئے ہین؟ کیا ان لوگون نے اپنی ہمّتون کو اسقدر پست کرلیا ہے؟ بہرحال جو کچہہ ہو خواہ ان کی بے استقلالی حد سے بڑہ جائے خواہ یہہ لوگ سب کے سب چلے جائین لیکن مین نے خدا پر بہروسا کرلیا ہے اور یہی ٹہان لی ہے کہ اپنے جیتے جی نہ تو قدس شریف کو چہوڑون گا اور نہ اسکے بلند مینار و منبر صلیبی نشان چڑہنے دونگا۔

اسی فکر وتشویش مین تہا کہ جاڑے کی لمبی چوڑی رات آن کی آن مین گذر گئی اور صبح کا کیا ذکر جمعہ کا وقت بہی آگیا سلطان نے اپنے خیالات منتشرہ جمع کیے اور حسب دستور غسل کرکے کچہہ صدقات تقسیم کئے اور مابین اذان و اقامت کے

دو رکعتین نماز قضائے حاجت کی ادا کی ہنوز دعا سے فراغت نہ پائی ہتی کہ قاصد نے پہونچکر بعد اداے مراسم آداب شاہی عزالدین جردیک کا عریضہ پیش کیا - وہ عریضہ نہ ہتا بلکہ بشارت آمیز خریطہ ہتا - اسکے دیکھنے سے اوسکی حیادار آنکھون ہی مین ٹہنڈک نہین پہونچی بلکہ اوسکے مبارک چہرہ پر بہی بشاشت و اطمینان کے آثار نمایان ہوگئے شب شنبہ کسیقدر اطمینان سے گذری خیالات بہی زیادہ پریشان نرہے صبح ہوتے ہی دوسرے عریضہ نے پہونچکر کسی قسم کا تغیر نہین پیدا کیا بلکہ اوس اطمینان کو جو کہ خط سابق سے پیدا ہوا ہتا مضبوط کردیا - ظہر کا وقت نہ گذرا ہتا کہ تیسرے رقیمہ نے اطمینان کامل کی صورت دکہلائی سلطان تو پہلے ہی سے مطمئن اور اپنے پاک خدا پر بہروسہ کئے ہتا افسران فوج اور اراکین شہر کو بہی جمعیت خاطر حاصل ہوگئی - دوشنبہ کی صبحکو جاسوسون نے خبر دی کہ نصاری جانب ملہ واپس گئے یہہ ایسی معمولی حالت نہ ہتی - کہ جس سے کسی مدبر کے خیالات اور ہوش وحواس بجا رہتے یہہ وہ حالت اور وہ کیفیت ہتی کہ کیسا ہی مستقل مزاج انسان ہوتا اوس کے مضبوط استقامت کے پانؤن ڈگ جاتے -

اِس نے ہمیشہ عدل و رحم سے اپنے دلکو خوش رکہا یہہ ضعیفون کا مددگار غریبونکا حامی ہتا - ہر ہفتہ مین دوشنبہ اور پنجشنبہ کو دربار عام کرتا ہتا اس مجلس عام مین فقہا - علما - قضاۃ حاضر رہتے تہے - بلا مزاحمت ہر شخص خواہ کسی درجہ کا ہو استغاثہ کرسکتا ہتا - یہہ خصوصیت حضر کی نہ ہتی بلکہ سفر مین بہی اپنے ان اوقات کی پابندی کرتا ہتا - علاوہ ان دنون کے جو قصہ و قضیہ اور دنون مین پیش آتے تہے اون کے انفصال کے لئے شب کا وقت مقرر ہتا -

اِس سے راہ چلتے وقت لوگ استغاثہ پیش کرتے تہے اور یہہ اوسکو بغور سنتا

اور داد دیتا تہا اس کے مجلس عدل مین سر کہہ و مہ ایک نظر سے دیکہے جاتے تہے عدل و انصاف کو بہت زیادہ دوست رکہتا تہا۔ مدعی و مدعا علیہ دونون بحیثیت ذاتی متفاوت کیون نہون۔ لیکن ایک[1] ہی پلہ مین تولے جاتے تہے۔ یہہ اسقدر سخی۔ دریا دل۔ کریم تہا کہ وقت فراخی جیسی دریادلی سے کام لیتا تہا ویسا ہی وقت تہیدستی بہی فراخ حوصلگی خرچ کرتا تہا۔ جس سائل نے اس سے سوال کیا اوسکو پہر دوسرے سوال کی ضرورت نرہی۔ اکثر اثنائے کلام مین کہا کرتا تہا "کہ مال کیطرف اون آنکہونسے دیکہنا چاہیے جن آنکہونسے کہ مٹی کو دیکہتے ہین"۔

اسکے ذاتی اوصاف سے جیسا کہ عدل و انصاف تہا ویسا ہی شجاعت و دلیری بہی خداداد تہی۔ ہمیشہ اوائل سرما مین کُل لشکر کو اونکے وطنونکی طرف چلے جانیکی اجازت دیتا تہا اور خود ایک جماعت قلیلہ سے دشمنون کے مقابلہ پر آمادہ و مستعد رہتا تہا۔ کبہی اس نے اپنے عیش و آرام کو عزیز نہین رکہا۔ اکثر بذات خود دشمنون کے کیمپ کیطرف جاتا اور اون کے حالات۔ رنگ۔ ڈہنگ دیکہتا تہا۔ حالت جنگ مین خود افسر اعلیٰ فوج کا ہوتا تہا۔ صفوف لشکر مین بآواز بلند فضائل جہاد کی حدیثین و آیتین پڑہتا تہا دشمن کی کثرت نے کبہی اسکو خائف نہین کیا۔ نہ کبہی کسی لڑائی نے اوسکی کسی تدبیر و فکر کو روکا۔ اوسکی ثابت قدمی نے مصاف اکبر مقام عکا مین باوجودیکہ مسلمانون

(۱) ابن زبیر دمشقی نے جو کہ ایک معمولی درجہ کا آدمی تہا تقی الدین برادرزادہ سلطان پر استغاثہ پیش کیا تقی الدین قطع نظر اس سے کہ سلطان کا بہتیجہ تہا اوسکی دلیری فطانت نے سب کی آنکہون مین محبوب بنا رکہا تہا سلطان نے بہت غور سے اوسکے دعوی کو سنا اور تقی الدین کو مجلس عدل مین اوسی حیثیت سے جیسے کہ معمولی مدعا علیہ پیش کئے جاتے ہین طلب فرمایا اور مستغیث کی پوری طور سے دادرسی کی اس سے تعجب خیز یہ واقعہ ہے کہ شیخ حسن عرف عمر خلاطی نے خود سلطان پر دعوی کیا تہا۔ اوسکے مقابلہ مین اپنے اپنی شہادتین اوسیطرح سے پیش کین جسطرح سے کہ مدعا علیہ پیش کیا کرتے ہین چونکہ شیخ حسن کا دعوی بلادلیل تہا فیصلہ بحق سلطان ہوا لیکن اوسنے شیخ حسن کی اس جسارت پر کچہہ تنبیہ نہ کی بلکہ حسب التجا اعیان دربار اوسکو خلعت دیکر رخصت کیا۔

کے پاؤن تاآنکہ قلب لشکر کا بھی قدم استقامت ڈگمگا گیا تھا۔ وہ کام کیا کہ صفحۂ تاریخ پر اپنی جوانمردی۔ ثابت قدمی۔ شجاعت کا آپ ہی نظیر ہوسکتا ہے۔

اِس کے دلیر جہاد کا شوق اسقدر مستولی تھا کہ سوائے اس ذکر کے دوسری باتین اوسکے کانونکو نہین خوش کرسکتی تھین۔ اسکی بامروت حیادار آنکھو نمین ہر وقت جہاد کا نقشہ پھرتا رہتا تھا۔ اسکے نظر ونکو سوائے بازار کارزار کے پھلے پھولے باغ اور سرسبز میدان مسرور نہین کرسکتے تھے۔ اس نے جہاد کی محبت مین اپنے اہل۔عیال۔ وطن اور آباد و پرفضا شہرونکی سکونت کو چھوڑ کر جنگلون و پہاڑون کے رہنے پر قناعت کی تھی۔ شاندار محل کے آرام کو اون تکالیف کے سامنے جو کہ اوسکو خیمون مین ہوتی تھین پسند نہ کرتا تھا۔ کبھی آرام و بے فکری سے نہین سویا۔ خواب مین بھی اگر کچھ دیکھتا تھا تو جہاد ہی کا نقشہ نظر آتا تھا۔ اوس کے سادہ مزاج مین کسی طرح کا تکبر و غرور نہین پایا جاتا تھا۔ ہمیشہ سادہ لباس مین معمولی آدمیونکی طرح گذران اوقات کرتا تھا۔ سلاطین اور اُمرائے متکبرین کو کبھی اعزاز و توقیر کی آنکھون سے نہین دیکھتا تھا۔ ہر اجنبی اس اسلامی ہیرے اپنے کو اورونسے ذکر جہاد کے ممتاز کرلیتا تھا جہاد کے شوق مین اس نے اپنی جانکو بھی کچھ نہین سمجھا۔

اِسکے ذاتی جوہرونمین سے ایک صبر بھی تھا۔ تکالیف بدنی جو مرض کے لاحق ہونےسے اوسکو پہونچتی تھین اوسپر کمال استقلال سے صبر کرتا تھا اور برابر اوسی دلچسپی اور جوش سے دشمن کے مقابلہ پر مستعدی ظاہر کرتا تھا جیسا کہ حالت صحت مین جان توڑ کر لڑتا تھا۔ مقام عکا مین جسوقت کہ نصاریٰ سے مقابلہ تھا۔ دُنبلون کے تکلیف سے بیٹھکر کھانا کھانا اوسکو محال تھا اور ہرگز اس قابل نہ تھا کہ گھوڑے پر سوار ہوتا اور اپنے لشکر کا کمان کرتا۔ لیکن باینہمہ وقت مقابلہ لشکر کو خود مرتب کرتا اور فجر سے مغرب تک برابر فوج کا کمان کرتا تھا

اور اوسکو اپنا ایک دینی کام سمجھکر ان تکالیف[۱] کو دل سے بہولا دیتا تہا باوجودیکہ اوسی زمانہ مین عماد الدین صاحب سنجار بہی علیل تہا لیکن نصاری کو اس نے اپنے پُر زور حملون سے جو اون کے طمع کا ذایقہ چکہایا ہے وہ اس قابل ہے کہ صفحہ تاریخ پر سونے کے حرفون سے لکہا جائے۔

اسکی جفاکشی کی اس سے اور زیادہ کیا قوی دلیل ہوسکتی ہے کہ وقت محاصرۂ سعد۔ گو طبیعت مرکز اعتدال سے گری ہوئی تہی لیکن پہر بہی اوس شب کو کہ جسکے صبح کو مقابلہ تہا نہ سویا۔ تمام رات وعظ و پند کرتا رہا۔ علاوہ اس کے اپنی فوجکو مرتب کرکے پانچ منجنیقین بنائین۔

تکالیف بدنی دنیاوی کو بالکل ہیچ سمجہتا تہا ذرّہ برابر بہی ان تکالیف کی وقعت اوس کے نزدیک نہ تہی۔ ملک اسمعیل کے انتقال نے بہی گو وہ عزیز ترین اولاد سے تہا اوسکی مستقل مزاجی ثابت قدمی کو نقصان نہ پہونچایا ہان تقی الدین کی وفات نے چونکہ ناوقت اور غیر متوقع تہی اوسکے بشاش مطمئن قلب کو کسیقدر رنج پہونچایا تہا۔

اس نے کبہی تنہا خوری نہین پسند کی ہمیشہ ایک دسترخوان پر عام طور سے ہر شخص کے ساتہہ کہانا کہاتا تہا۔ حد سے زیادہ منکسر المزاج و حلیم تہا۔ کبہی اسکو اپنے ملازمین و متعلقین پر غصّہ نہ آتا تہا۔ ہر کس و ناکس سے خلق و انسانیت سے پیش آتا تہا۔ جیسا کہ یہہ جلالت شان مین بے مثل تہا ویسا ہی ان دونون صفتون حلم و انکسار مین بہی ضرب المثل تہا۔ اوس کے حلم و انکسار کی یہہ ایک بہت بڑی شہادت ہے کہ ایک مرتبہ کسی مجاہد نے ایک عرضی پیش کی اور اسطرح سے

[۱] کسی مصاحب نے اس موقع پر بہ نظر تکلیف کچہہ گذارش کیا تہا سلطان نے جوش مین آکر فرمایا کہ اذا رکبت بزول علی المہا ختی ۲ نزل ۔ یعنی جب مین بقصد جہاد سوار ہوتا ہون تو اسکی تکلیف زایل ہوجاتی ہے تا آنکہ لڑائی سے واپس آؤن۔

روبرو کیا کہ یہہ اوسکو خود پڑہ رہا تہا۔ آخر الامر قلمدان کی عدم موجودگی دستخط کرنے سے مانع ہوئی۔ مجاہد نے گذارش کیا کہ ظل اللہ آپ متردد کیون ہین؟ قلمدان وہ رکہا ہے۔ سلطان نے بائین ہاتہہ کو ٹیک دیکر داہنے ہاتہہ سے قلمدان کہنیچ لیا۔ عبد اللہ بن یوسف مورخ کتاب نوادر سلطانیہ کے اس کلام پر کہ "انک لعلے خلق العظیم" مین آپ شریک ہوئے سلطان بول اوٹہا کہ "ماضرنا شیا قضینا حاجتہ وحصل الثواب"

یہہ ایک دوسری شہادت اوسکے حلم وانکسار کی پہلے سے زیادہ قوی ومضبوط ہے کہ ایک جلسہ مین سلطان نے پانچ بار خادم سے پانی طلب کیا لیکن خادم نے یا تو سمجہا ہی نہین۔ یا وہ دوسرے طرف متوجہ تہا۔ چہٹے بار بجائے اسکے کہ اوسکو کچہہ کہتا۔ حاضرین دربار سے فرمایا کہ "واللہ مجہکو پیاس نے مار ڈالا" الحاصل اس نے اپنے آسایش وآرام کے لئے کبہی اپنے خادمون کو کسی قسم کی مضرت یا تکلیف نہین پہونچائی۔

ہمیشہ اپنے مخاطب سے عام ازین کہ ہمپایہ ہو یا محکوم ہو اوسی حالت سے ہمکلام ہوتا تہا جس ہیئت کو وہ خود مخاطب پسند کرتا تہا۔ کبہی کوئی لفظ متکبرانہ اسکی زبان پر جو کہ اکثر ذکر وشکر سے تر رہتی ہی نہین آیا۔

اسکی بلند پیشانی پر جسطرح تبسم کے آثار پیدا رہتے تہے اوسیطرح حیا بہی نمایان رہتی تہی۔ جو شخص باریاب ہوتا اوس سے کمال خندہ پیشانی۔ بشاشت سے پیش آتا تہا اور بغیر کہانا کہلائے جانے نہ دیتا تہا۔ ڈہونڈہنے سے بہی کوئی کہین ایسی نظیر نہ ملیگی کہ وہ خندہ رو کبہی کہلکہلا کے ہنسا ہو۔ مخاطب سے اوسوقت تک کہ وہ خود سلسلہ کلام منقطع نہ کرتا بے توجہی نام کو بہی ظاہر نہین کرتا تہا۔

اس کے فیض عام سے ہر ملت و مذہب والے بہرہ یاب ہوتے تھے۔ بلا امتیاز ہر طالب و سائل کو جو وہ طلب کرتا تھا دینے مین اسکو دریغ نہوتا چنانچہ بعد صلح ماہ شوال ۵۸۸ھ وقت مراجعت بیت المقدس سے اثنارِ راہ مین پرنس صاحب انطاکیہ نے شرف باریابی حاصل کرکے اون بلاد کو جنکو کہ اس دریادل سلطان نے اسی مبارک و مقدس سنہ مین فتح کیا تہا طلب کیا اس دلیر دریا نوال نے کمال بشاشت اور طیب خاطر سے عطا فرمایا خلاصہ یہہ ہے کہ اسکے ممنون احسان صرف ہمارے بہائی مسلمان ہی اور دوست ہی نہ تہے بلکہ اوسکے خوان نعمت کے ذلہ ربائی اور مذہب والے بہی کرتے تہے۔

اہل علم کی حد سے زیادہ قدر کرتا تہا۔ خود بہی ذی علم۔ علم دوست۔ قدردان علم تہا۔ اہل علم کو اوسکے دربار مین حاضر ہونیکی عام اجازت تہی اکثر اہل علم فوجی خدمتون پر بہی مامور رہتے۔ فوجی سپاہی جیسا کہ اپنے فرایض منصبی کے ادا کرنے مین چستی کرتے تہے ویسا ہی صوم و صلوۃ و ارکان اسلام کے پابند تہے۔

خدا ترسی۔ رقیق القلبی مین بہی ضرب المثل ہو رہا تہا۔ چنانچہ ایک مقام پر اثناء لڑائی مین ایک عیسائی مذہب کی ضعیفہ عورت اُفتان و خیزان ننگے سر ایک سوار کے ساتہہ آئی۔ ترجمان کے توسط سے ماجرائے حال دریافت کیا گیا۔ ضعیفہ نے گذارش کیا کہ کل کے شب خون مین میری لڑکی کو مسلمان لوٹ لائے ہین۔ مین تمام رات اپنی لڑکی کے فراق مین نہین سوئی میرے بادشاہ نے سلطان کی رحمدلی۔ خدا ترسی کی بہت بڑی تعریف کی ہے اسوجہ سے مین حیران و پریشان آئی ہون جسطرح ہوسکے میری لڑکی مجہکو ملے۔ ورنہ مین سلطان کا

دامن نہ چہوڑونگی اور کل خدا کے روبرو اس قصہ کو پیش کرونگی" سلطان کا
یہہ سننا تہا کہ اوسکے بشاش چہرہ پر خوف کے آثار نمایان ہوگئے اوس کا
سُرخ رنگ - زردی کیطرف مائل ہوگیا - بید کیطرح اوسکا جفاکش محنتی بدن
تہر تہرا اوٹہا - تمام لشکر مین تلاش کراکے اوسکی قیمت خود اپنے جیب خاص سے
دیکر اوس ضعیفہ کو وہ لڑکی دیدی ضعیفہ دعائین دیتی ہوئی نصاریٰ کے کیمپ
کیطرف چلی گئی - دیکہئے رحمدلی - خدا ترسی اسکا نام ہے - والفضل ما شہدت
بہ الاعداء -

اپنے ساتہیون اور ملازمونسے گو وہ کیسا ہی ناگوار کام کرتے تہے کبہی غصہ سے
پیش نہ آتا تہا بلکہ حلم وتحمل سے کام لیتا تہا - ہمارے اِس دعوی کی یہہ بہت بڑی
نظیر ہے کہ ایکمرتبہ خزانچی نے دراہم سرخ مصری کے دو توڑونکو پیسونسے بدل دیئے
جب اسکی اطلاع ہوئی تو صرف سزائے معزولی دی اور کسی قسم کی تعزیر نہ دی -
وہ اونلوگونسے بہی جو کہ اوس سے لڑتے تہے اور اپنی بدنصیبی سے قید ہوکر
آتے مروت - انسانیت واخلاق سے پیش آتا تہا کبہی اوس نے محبوس ومختار کا
امتیاز نہین کیا - اوسکی بامروت آنکہون مین ہر کہہ ومہ کی یکسان عزت تہی -
مقام ساحل ۵۸۳ھ مین جبکہ پرنس ارناط (آرنلڈ) والی کرک اور شاہ
فرانس قید ہوکر آئے - شاہ فرانس نے پانی کی خواہش ظاہر کی تو اوسوقت
اس خلق مجسم نامی سلطان نے بجائے پانی کے شربت پلانیکا حکم دیا اور فرمایا
کہ وہ چونکہ ہملوگ اہل مروت ونسل عرب سے ہین جو شخص ہمارے یہان کا کہانا
کہاتا یا پانی پیتا ہے اوسکو ہملوگ ایذا نہین دیتے اِسوجہہ سے تمکو معہ تمہارے
ساتہیونکے جو کہ چار ہزار سے متجاوز ہین زادراہ دیکر آزاد کرتے ہین" سبحان اللہ کیا مروت
تہی کیسا خلوق تہا کتنی بڑی انسانیت کا یہہ کام ہے کہ دشمن قید ہوکر آئے اور

اوسکو بے دست پائی کے حالت مین صاحب قابو بنا کر اوس کے گہر کو روانہ کر دے۔ حق تو یہہ ہے کہ یہہ بڑے لوگون کا کام ہے۔ متوسطین کا یہہ ہرگز برتاؤ نہین ہے۔

علم انساب مین اپنا آپ ہی نظیر تہا۔ عالم کے عجائبات اور نادرات سے بہی کما حقہ واقفیت رکہتا تہا ایسا کبہی کوئی موقعہ نہین پیش آیا کہ انساب عرب اور عجائبات روزگار کا ذکر آیا ہو اور دوسرونکو موقع اظہار علم کا ملا ہو۔ ساتہہ ہی اسکے انساب خیل سے بہی خوب اچہی طرحسے آگاہی رکہتا تہا۔

ہر کہہ ومہ کی مزاج پرسی اور عیادت کرتا تہا۔ مریضون کے کہانے پینے علاج کا بطور خاص انتظام کرتا تہا جب کسی معمر مسن کو دیکہتا تہا کمال توقیر وتعظیم کرتا تہا۔ سلام مین ہمیشہ سبقت کرتا مصافحہ سے جبتک کہ دوسرا ہاتہہ نہ کہینچتا اپنے ہاتہہ کو علحدہ نہ کرتا تہا۔

اوسکے مبارک کانون مین کبہی کسی آواز ناجایز کی صدا تا زیست نہ گئی اور نہ اوسکے پاکیزہ زبان سے کوئی کلمہ خلاف شرع یا تہذیب کبہی نکلا اور نہ اوسکے مجلس مین وہ چیزین جسکو کہ سلاطین عشرت پسند جایز رکہتے ہین لائی گئین۔ جب وہ کلام کرتا تہا پرمعنی فصیح عبارات سے سامع کو خوش کرتا تہا۔ سننے والے کا جی اکتاتا نہ تہا جب کبہی اوسکے کانون مین آواز آتی تہی وہ حدیث اور قرآن ہی کی صدا ہوتی تہی۔

المختصر ہمارا الملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف تحاسن ظاہری وباطنی سے موصوف۔ پابند شریعت غرا۔ حامی دین متین سچا پکا مسلمان۔ جفاکش محنتی۔ اور عشرت پسندی خودبینی سے بالکل

مُبترا تہا۔

مین نے یہہ محاسن اخلاق و مکارم عادات۔ نہ کسی قصہ خوان۔ داستان گو سے سُنا ہے اور نہ کسی ناولسٹ سے اخذ کیا ہے اور نہ مین نے خلاف روایتون سے کام لیا ہے اور نہ مین نے اپنے قوم پر دہبہ لگانیکے لئے محض بہ نظر دلچسپی بے بنیاد قصہ اختراع کرکے شہرت کا ذریعہ ٹھہرایا ہے اور نہ مین نے خوش کرنے والے جہوٹے قصون کو سچی باتون مین ملایا ہے بلکہ مین نے بلا افراط و تفریط وہ حالات قلمبند کئے ہین جنکو کہ خود مؤلف کتاب نوادر سلطانیہ فی محاسن یوسفیہ نے حضر و سفر مین ساتہہ رہ کر دیکہا اور مورخین نے اپنے صداقت آگین کتابون مین بیان و تحریر کیا ہے۔ واللہ اعلم بالصواب وعندہ ام الکتاب۔

تغیرات احوال

مصر بہت ہی قدیم شہر جانب غربی نیل کے واقع ہے۔ اسی کو عین شمس کہتے تہے مشہور یون ہے کہ عین شمس فرعون کا شہر تہا۔ مصر کو جسوقت اسلامی بہادرون نے فتح کیا بجائے اوسکے فسطاط نامی دوسرا شہر جانب شرق آباد کیا۔ فسطاط اور عین شمس کے مابین تین فرسخ کا فاصلہ ہے۔ قاہرہ فسطاط کے پہلو مین واقع ہے۔ پہلے کسی زمانہ مین مابین قاہرہ و مصر خالی میدان پڑا تہا لیکن ابتو قاہرہ سے مصر تک برابر عمارتین بنی ہوئی ہین۔ اسکو قاہرۃ المعزیہ بہی کہتے ہین۔ اسوجہ سے کہ ایام خلافت المعز ابی تمیم علوی مین اوس کے غلام جوہر نے ۳۵۸ھ ہجری مین آباد کیا تہا۔ اسی کے عہد خلافت سے لوگ فسطاط بہول گئے اور

قاہرہ بوجہ تطاول کہنے لگے۔

رمضان ۵۵۸ھ ہجری مین ضرغام[51] نے جوکہ ایک مدبّر ہوشیار پولیٹکل دماغ رکہتا تہا اور ہمیشہ وزارت کے اول دالعینین اپنے کو شمار کرتا تہا ایک جماعت کثیرہ لیکر شاور[52] وزیر مصر پر حملہ کیا۔ اس حملہ مین شاور نے بوجہہ غفلت شکست اوٹہائی۔ گو اوس نے ظاہر ابزدلی سے کام نہین لیا لیکن انجام غفلت یہہ ہوا کہ شاور کو بہت بڑی ناکامیابی ہوئی۔

مصریون نے چونکہ ہمیشہ سے انلوگون کی یہی پالیسی تہی کہ صاحب منصب جسوقت اپنے کسی مدمقابل سے مغلوب ہوجاتا تہا یہہ لوگ بہی شخص غالب کے طرفدار ہوکر صاحب منصب کو مصر سے نکالدیتے تہے اپنے اس وزیر کو بہی بےخانمان کرکے مصر سے نکالدیا شاور خلیفہ عاضدلدین اللہ العلوی[53] کیطرف جوکہ اوس زمانہ مین برائے نام خلیفہ تہا نہ گیا۔ بلکہ ماہ ربیع الاول ۵۵۹ھ

---

[51] ابوالاشبال ضرغام بن عامر بن سوار ملقب بہ فارس المسلمین لخمی منذری پہلے دربانونکا جمعدار تہا بعد چندے خلیفہ کے باڈی گارڈ کا افسر ہوگیا تہا۔

[52] ابوشجاع شاور بن مجیر بن نزار بن عشائر بن شاس بن مغیث بن حبیب بن حرث بن ربیعہ بن مخیس ابن ابی ذوئب عبداللہ والد حلیمہ مرضعہ جناب سالتمآب صلعم کی اولاد سے تہا اسکو صالح نے اپنے اخیر زمانہ مین بندر صعید کا والی کردیا تہا صالح کے بعد اسکے لڑکے عادل نے اپنے باپ کے وصیت پر خیال نکرکے بغرض معزولیت شاور ایک جماعت کو روانہ کیا شاور نے اوس جماعت کا صرف مقابلہ ہی نہین کیا بلکہ ایک گروہ کثیر لئے ہوئے مصر مین آیا اور عادل کو گرفتار کرکے قتل کیا اور کل مال و اسباب اوسکا لوٹ لیا۔ ماہ صفر ۵۵۸ھ مین منصب و خلعت وزارت سے مشرف ہوکر امیر الجیوش سے اپنے کو ملقب کیا۔

[53] خلیفہ عاضد لدین اللہ ابی محمد عبداللہ بن یوسف بن حافظ ۵۵۵ھ ہجری مین سریر خلافت پر متمکن ہوا۔ سب سے پہلے صالح بن زریک نے اسکے ہاتہ پر بیعت کی حالانکہ اسکا باپ خلیفہ نہ تہا۔ اور اپنے لڑکی کے ساتہہ نکاح کردیا۔ اوس وقت یہہ خاتم خلفاء علویین قریب سن بلوغ کو پہونچ چکا تہا اسی کے اخیر زمانہ مین سب سے پہلے خلیفہ مستضی بامراللہ کا خطبہ پڑہا گیا۔ ۱۲ محرم ۵۶۷ھ ہجری مین انتقال ہوا۔

مین دمشق پہونچکر ملک العادل نورالدین[1] زنگی سے بہت رویا گایا۔ اس نے کمال رحمدلی اور حمیت سے اپنے نامی سپہ سالار اسدالدین شیرکوہ کو اس کام کے سر کرنے کے لئے متعین کیا۔

چونکہ اسدالدین شیرکوہ کو کبرسنی نے ایسا پُھرتیلا لڑانے والا کمانڈر نہ رکھا تھا جیسا کہ وہ عالم جوانی مین تھا۔ بایں نظر ملک العادل نورالدین زنگی نے اوسکے ساتھ اوسکے ہونہار بھتیجے سلطان صلاح الدین ایوب کو روانہ کرنا مناسب سمجھا۔ گو اس معیت سے ہمارا ہونہار ہیرو ہرگز خوش نہ تھا لیکن ایک تو چچا کا کہنا دوسرے باپ کے محسن کا فرمانا ایسا ہونہار صاحب عقل کیسے قبول نہ کرتا بجبر واکراہ روانگی پر آمادہ ہوا۔ اسکے فطانت و ذکاوت فطری نے اسدرجہ محبوب کر رکھا تھا کہ اسدالدین شیرکوہ سے تجربہ کار نے اسکو اپنے لشکر کا کمانڈنگ افسر مقرر کردیا۔ دونون نامی سپہ سالار منزل بہ منزل کوچ کرتے ہوئے ۲- جمادی الثانی ۵۵۹ھ ہجری کو مصر مین پہونچے۔

سب سے پہلے ناصرالدین برادر ضرغام مصریون کے لشکر کو ہمراہ لیکر مقابلہ پر آیا دو ہی چار ہاتھ لڑکر تاب مقابلہ نہ لا سکا خائب و خاسر بھاگا ۳۰ جمادی الثانی کو خود ضرغام قاہرہ سے بہ جماعت کثیرہ نکلکر مقابل ہوا۔

---

[1] ملک العادل نورالدین زنگی ماہ ربیع الثانی ۵۴۱ھ ہجری مین بعد شہادت اپنے بزرگ باپ اتابک زنگی کے تخت حکومت پر بیٹھا جسوقت اسنے دمشق کا قصد کیا نجم الدین ایوب نے اسکے مقصد دلی کو انجام تک پہونچانے مین بہت بڑی سعی کی۔ یہہ ہمیشہ اپنے شہید باپ کی طرح نجم الدین ایوب اور اسدالدین شیرکوہ کو اعزاز کے آنکھوں سے دیکھتا تھا اس سے بڑھکر اور کیا اعزاز ہوسکتا ہے کہ اسدالدین شیرکوہ کو اپنا ہر کام مین معتمد علیہ اور اپنے کل فوج کا سپہ سالار یا کمانڈر انچیف کردیا تھا۔ ۲۱ شوال ۵۶۹ھ ہجری یوم چہارشنبہ کو قلعہ دمشق مین انتقال ہوا۔ اسنے بہی دنیاء اسلام مین بہت بڑی بڑی کامیابیان حاصل کین ہتین۔

اِس نے ہاتھہ پاؤن بہت مارے لیکن اس کے تقدیر نے ساتھہ نہ دیا۔ تدبیر وانتظام کے اوراق اولٹ پلٹ گئے۔ قریب مشہد سیدہ نفیسہ[۵۱] قتل کیا گیا اور وہاڈین مدفون ہوا۔ شاور بہت بڑی کامیابی سے پہلی رجب ۵۵۹ھ کو دوبارہ خلعت وزارت سے مشرف ہوا۔

اسدالدین شیرکوہ معہ اپنے ہونے والے ہیرو سلطان صلاح الدین کے

ساتوین ذیحجہ ۵۵۹ ہجری کو مصر سے روانہ ہوا۔ اس پہلی کامیابی نے سلطان کو ہر کہہ ومہ کے آنکھون مین اسقدر عزیز کردیا تہا کہ کل کام تجربہ کار اسی کے صلاح ومشورہ سے کرتے تہے۔ اکثر قوانین ملکداری کی ترمیمات اسی کے نازک ودوربین خیالات کے موافق ہوا کرتی تہین۔

زیادہ دن نہ گذرنے پائے تہے کہ شاور کے کانون تک سچ یا جہوٹ جون ہی یہہ خبر پہونچی کہ "اسدالدین شیرکوہ مصر کو بہت عزیز رکہتا ہے" گہبرا گیا ہے۔ کبہی تو پہلی غفلت کا نتیجہ چوکنا کردیتا تہا اور کبہی ان اسلامی دلیرون کی لڑائیان اوسکو مہیب خوفناک صورتین دکہلایا کرتی تہین اور گاہے گاہے اوسکو اوس بدعہدی[۵۲] کا بہی خیال آجاتا تہا جسکا وہ کسی

---

[۵۱] سیدہ نفیسہ بنت ابو محمد حسن بن زید بن حسن بن علی رضی اللہ تعالی عنہم اپنے شوہر اسحاق بن جعفر صادق علیہ السلام کے ساتھہ مصر مین آئین یہ بہت نیک مزاج اور ذی علم تہین مشہور یوں ہے کہ امام شافعی نے انکو بہی حدیثین سنائی تہین اہل مصر انکی بہت بڑی عزت کرتے تہے ۲۰۸ھ ماہ مبارک رمضان مین انتقال کیا اور مابین مصر وقاہرہ مدفون ہوئین۔

[۵۲] مورخ ابن اثیر اور صاحب حماۃ تحریر کرتے ہین کہ شاور نے نورالدین زنگی سے اقرار کیا تہا کہ "بشرط کامیابی علاوہ مصارف فوج کشی اسدالدین شیرکوہ کو حق السعی مین ثلث ملک مصر یا ثلث مال مصر دونگا" لیکن بعد کامیابی ایفاء وعدہ کا کیا ذکر۔ اسدالدین شیرکوہ کو جسوقت کہ اس نامی صف شکن نے بعد غداری شاور شہر بلبیس لے لیا تہا۔ اس محسن کش نے شاہ فرانس سے ملکر تین مہینہ کامل محاصرہ مین رکہا تہا۔ عجب نہ تہا کہ اس محاصرہ مین اسکو کامیابی ہوجاتی لیکن چونکہ نورالدین زنگی نے قلعہ حارم کو فتح کرکے آگے بڑہ رہا تہا اسوجہہ سے فرانسیسی بمجبوری وبخیال حفاظت بلاد اسدالدین شیرکوہ سے مصالحت کرکے واپس گئے۔ شاور بہی چونکہ اوسمین کوئی قوت ذاتی تو تہی نہین اپنا سا مُنہہ لیکر خاموش ہوگیا۔ اور ان دونون نامی دلیرون نے دمشق کی طرف بلا مزاحمت مراجعت فرمائی۔

زمانہ مین مرتکب ہوچکا تہا۔ غرضکہ اُسکو انہین بیچ پیدگیون نے اس امر پر آمادہ
کر دیا کہ بے سوچے سمجھے نصرانیون کو اپنا یار و یاور بنالے۔ لیکن اس بدنصیب کو
یہہ خیال ہی نہوا کہ عجلت کا بہی نتیجہ اکثر وہی ہوتاہے جو کہ غفلت کا ہوا کرتاہے
یہہ خبر رفتہ رفتہ دمشق تک پہونچی تہی کہ دوراندیش **ملک العادل نورالدین زنگی** نے
فوراً دوبارہ اسدالدین شیرکوہ کو ایک ہزار سوار جرّار کے ساتہہ معہ اوس کے
ہونہار بہتیجہ سلطان صلاح کے مصر کیطرف روانہ کیا۔ اور خود اس خیال سے
کہ قوت و توجہ نصاریٰ کی منقسم ہوجائے قلعہ منطیرہ[91] کی طرف قتل و غارت
کرتا ہوا بڑہا۔

اتفاقات سے **اسدالدین شیرکوہ** اور نصاریٰ تہوڑے ہی لون آگے
پیچہے مصر مین پہونچے۔ گو نصاریٰ کی قوت اسوجہہ سے کہ شاور معہ مصریون کے
اونکا ساتہہ دے رہا تہا دوچند تہی لیکن باین ہمہ اوس لڑائی مین جو کہ
مقام البوان[92] یا بابین مین ہوئی تہی نصرانیون اور مصریونکو ہزیمت ہوئی
مگر شیرکوہ کیوجہہ سے مصر کیطرف متوجہہ نہوا۔ بلاد جیرہ کی طرف بڑہا
اسکندریہ[93] کے بلند و شاندار میناروں پر اپنی کامیابی کا پہریرہ اوڑاتا ہوا
اپنے ہونہار بہتیجے کو یہین چہوڑکر جانب صعید[94] روانہ ہوا۔

---

[91] قلعہ منطیرہ سرزمین شام مین قریب طرابلس کے واقع ہے۔
[92] البوان بلاد مصر مین تین مقامون کا نام ہے ایک البوان عطیہ ہے جو کہ اشمونین مین جانب غربی نیل ہے اور دوسرا البوان کوزہ بہنسا و بندر صعید کے قریب ہے تیسرا البوان میاط کے قریب ہے۔ یہہ مقابلہ البوان عطیہ مین ہوا تہا۔
[93] اسکندریہ ایک مشہور شہر ساحل بحر روم پر واقع ہے اسکو دریا چارون طرف سے گہیرے ہوئے ہے۔ اسکی بنا کے نسبت اسکندر کے طرف کرتے ہین۔ یہہ بہت آباد اور بڑے شہرون مین شمار کیا جاتا ہے۔
[94] صعید اعمال مصر سے بہت مشہور شہر اور بندرگاہ ہے۔

ماہ رمضان توبخیریت گذرا۔ بعد رمضان پہر نصاریٰ اور مصریون نے ملکر یورش کی اور اسکندریہ کا محاصرہ کرلیا۔ شیرکوہ کو جسوقت کہ اس واقعہ سے آگاہی ہوئی فوراً صعید سے اسکندریہ کے طرف روانہ ہوا نصرانیون نے اسوجہہ سے کہ **ملک العادل نورالدین زنگی** کے قوی حملون نے قلعہ منطیرہ کو فتح کرلیا تہا۔ شیرکوہ کے پہونچتے ہی صلح کے پیغام بہیجے۔ آخرالامر اس شرط پر صلح ہوئی کہ علاوہ اسکے جو مال و اسباب لڑائیون مین اسکے ہاتہہ آیا ہے پچاس ہزار دینار بعوض اسکندریہ کے مصری دیا کرینگے اسکو اسکندریہ یا اوسکے کسی قریہ پر کسی قسم کا اختیار نہوگا۔ اور نہ یہہ اونکو ویران کرسکے گا کہ اور نہ اونکو اپنے مقبوضات مین داخل کریگا چنانچہ بعد صلح اسکندریہ کو سپرد کرکے ۱۸ ذیقعدہ سنہ ۵۶۲ھ کو دمشق مین دونون چچا بہتیجے پہونچ گئے۔

بعد مراجعت اسدالدین شیرکوہ ناعاقبت اندیش شاور نے نصاریٰ سے بخیال شیرکوہ یہہ معاہدہ کرلیا کہ "قاہرہ مین نصرانیون کا ایک شحنہ اور شہر پناہ پر سواران نصاریٰ کا پہرہ رہے"۔ چنانچہ نصرانیون نے مصر مین چند منتخب لوگون کو چہوڑکر ساحل شامی سے اپنے بلاد کا راستہ لیا۔

اب ہم ایک سرسری نظر سے اوس سین کو دیکہا اور دکہلایا چاہتے ہین جہانکہ ہمارا نامی **ملک العادل نورالدین زنگی** نصرانیون سے دست بدست لڑ رہا ہے اور اپنے تیز اور پرزور حملون سے اونکو تنگ کررہا ہے۔ ایک طرف تو اسلامی لشکر کا دل پیہم کامیابیون سے ہاتہون بڑہتا جاتا ہے اودہر دوسرے طرف بیچارے ناکامیاب مسیحی صلیبین لئے ہوئے باوجود ناکامیابی دعائین مانگ رہے ہین شکست پر شکست ہزیمت پر ہزیمت پاتے جاتے ہین اسی اثنا مین چودہوین رجب سنہ ۵۶۴ھ کو قلعہ منطیرہ پر اسلامی پہریرہ اوڑتا نظر آیا۔

اسلامی لشکر تکبیرین کہتے ہوئے قلعہ مین داخل ہوئے مسیحیون نے امانین طلب کین۔ فوراً بے تامل ذمیون مین داخل کرلئے گئے۔

شیر دل زنگی اوسی جوش و مردانگی سے اون قلعات کو بہی جو کہ اُسکے گرد لواح مین تہے اپنے مقبوضات مین داخل کرنے کی کوشش کرہی رہا تہا کہ ان فتوحات کے سلسلہ کو زین الدین کی غیر متوقع وفات نے آگے بڑہنے نہ دیا اور یہہ ایک غیبی موقع نصرانیون کو جان بچانے کا بہت اچہا ہاتہہ آگیا۔

اِن نصرانیون نے جو کہ مصر مین بطور محافظ کے رہ گئے تہے بادشاہ شام کو جو کہ مذہب عیسوی رکہتا تہا مصر و مضافات مصر کے قبضہ کرلینے پر آمادہ کرلینا چاہا گو پہلے اوس نے انجام بینی کو پیش نظر رکہہ کے انکی امیدون کا جواب اِس مختصر عبارت سے دیکر اونکی تمناؤن کا خاتمہ کردیا کہ "اگر مصر کا قصد ہم کرینگے تو ضرور عوام اور بعض خواص مصر ہمارے اس قصد کو پورا نہونے دینگے اور بصورت کامیابی و قبضہ نور الدین زنگی اور اوس کے مشیر باتدبیر اسد الدین شیر کوہ سے جان نہ بچیگی اور بجائے اِس کے کہ ہم ممالک اسلامیہ پر قبضہ کرین ہمارے ممالک مقبوضہ ہمارے ہاتہون سے جاتے رہین گے" لیکن اِن نصرانیون کے اصرار نے جنہون نے مصر کو اپنا آبائی ملک سمجہہ رکہا تہا اوسکو مجبورانہ مصر کے قبضہ کرنے پر آمادہ ہی کردیا۔ چنانچہ شامیون نے پہلی صفر ۵۶۴ھ مین شہر بلبیس کو فتح کرکے دسوین صفر سنہ مذکور کو مصر کا بہی محاصرہ کرلیا اسوجہہ سے کہ درپردہ بعض رؤسا مصر ابن خیاط اور ابن فرحلہ وغیرہ نے بوجہ عداوت شاور اعانت و مدد کا اقرار کرلیا تہا۔

اِس موقع پر شاور نے یہہ بہت بڑی چالاکی کی کہ قبل اسکے کہ نصارائے شام مصر کا محاصرہ کرین شہر جلادیا اور اوسکے رہنے والے تجارت پیشہ و رؤسا کو

قاہرہ مین بلالیا۔ مصر برابر پینتالیس ۴۵ روز تک جلتا رہا۔

خلیفہ عاضد لدین اللہ نے نورالدین زنگی کی طرف ایک قاصد معہ اپنے دستخطی خط[۱] کے روانہ کیا۔ اتفاق وقت سے جسروز اس خاتم خلفاء علویئین کا قاصد یہہ خط لئے ہوئے دربار زنگی مین فایز ہوا اوسی روز اوسکا شیر دل شیرکوہ نامی سپہ سالار داخل دمشق ہوا۔

ملک العادل نے شیرکوہ کی اس غیر متوقع آمد کو حسن تفاول پر محمول کرکے سامان واسباب جنگ کے علاوہ دولاکہہ دینار دیکر بسرگروہی ساٹہہ ہزار سواران جرّار مصر کی طرف روانہ کیا اور خود باب دمشق تک رخصت کرنے کو آیا اور ہر سوار کو جوکہ اس نامی شیردل کے کمان مین تہے بیس بیس ۲۰ دینار بطور انعام عطا فرمائے اور ایک جماعت کو اُمراء نوریہ سے مثل عزالدین جردیک۔ غرش الدین قلج شرف الدین برغش۔ عین الدولہ باروقی۔ قطب الدین ینال بن حسان منبجی وغیرہ کو ساتہہ کردیا ہمارا ہونہار سلطان اسی خیال مین کہ اس مرتبہ معیت سے نجات ملی مصر بچانا پڑا مصر کی مصیبتون اور تابعداری کی تکلیفون سے جان بچی دل ہی دل مین شکریہ ادا کر رہا تہا کہ ملک العادل نورالدین زنگی کی منور آنکہین اسکے چمکتے چہرہ پر جس سے کہ بشاشت و فکر کے آثار نمایان تہے پڑگئین اور اوسکو بہی اونہین دلیرون مین جوکہ مہم مصر کے لئے تیار ہوکر جارہے تہے نامزد کردیا۔ چارناچار اوسی حالت سے اپنے چچا کے ساتہہ

[۱] مضمون خط یہہ تہا کہ "چونکہ نصرانیون نے اب اپنی طمع کا ہاتہہ بڑہانا شروع کردیا ہے بنظر برین دولت علویہ کی حمایت ضروری ہے اگر اس گروہ کا قلع قمع کردیا تو ثلث بلاد مصریہ حق السعی مین دیا جائیگا۔ اور شیرکوہ افسر اعلی ملکی وجنگی محکمہ کا مقرر کیا جائیگا"

منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا مصر کیطرف روانہ ہوا اور ملک العادل زنگی اپنے دار الحکومۃ مین واپس آیا۔

اسد الدین مصر پہونچا اور نصرانی مصر سے چلے گئے

ربیع الاول ۵۶۴ھ کا نصف اول گذر چکا تہا۔ نور مہتاب جوکہ اپنی ٹہنڈہی روشنی سے عالم کو منور کر رہا تہا ترقی سے تنزلی کیطرف مائل ہو رہا تہا کہ یہہ مہم جسکا افسر اعلی اسد الدین شیرکوہ اور اوسکا ہونہار بہتیجا صلاح الدین تہا قریب مصر پہونچگئی۔ ہمارے ناظرین کو اس بین کے ملاحظہ سے تعجب وحیرت تہوڑی بہت کچہہ نہ کچہہ ضرور جہلک دکہلاہی دیگی اور یقینی سکتہ کا سا عالم ہوجائیگا کہ نصرانی اس مہم کے پہونچتے ہی مصر چہوڑ کر کیون چلے گئے اسد الدین شیرکوہ کچہہ شیر تو تہا ہی نہین کہ انصرانیون کو دفعتہً پہاڑ ڈالتا اور نہ برق خاطف تہا کہ اونکی قوت و توانائی کے آنکہون سے یکایک نور اوچک لیجاتا لیکن کیا آپلوگ اس سے ناواقف ہین کہ نصرانی اسکا لوہا پہلے ہی مان چکے ہین اس کے قوی حملون نے مسیحیون کے توانا بازو کو شل کر دیا ہے؟ اسکے دلیری جوانمردی نبرد آزمائی کا سکّہ اونکے خالف اور طمعی دلونپر بیٹہا ہے؟ اوس نے ایک مدت سے ان لوگونکو تختہ مشق بنا رکہا ہے؟ اسکے نام سے نصرانیون کی روحین فنا ہوتی ہین؟ اس نے بارہا مسیحیون کے امید وآرزو کے سرسبز و خوشنما باغات کو تاراج کیا ہے؟ اسکو جیسا کہ مبدء فیاض نے دلیری۔ مردانگی۔ شجاعت کا بہت بڑا حصہ دیا تہا ویسا ہی اقبال وکامرانی مین بہی بےمثل بنایا تہا۔ چنانچہ ۸ ربیع الثانی سنہ مذکور کو شیرکوہ بلا جد وجہد مظفر ومنصور قاہرہ مین داخل ہوا۔

خلیفہ عاضد نے شیرکوہ کا استقبال کیا

خلافت علویہ کے اخیر نام لینے والے خلیفہ عاضد لدین اللہ نے کمال جوش وخوشی سے شیرکوہ کا استقبال کیا اور باقتضائے جبلت

آتش حسد و رشک سے جلگیا اور اوس کے آنکھون پر نا انجام بینی کے پردے پڑگئے گو جلالت اسدیہ اور کثرت فوج نے اوس کے دنی اور پست ارادون کو آگے نہ بڑہنے دیا۔ تاہم اوسکے خباثت نفس نے دعوت کے بہانہ سے مُحسن کُشی پر آمادہ کر دیا تہا لیکن **کامل** ابن شاور نے اپنے ناحق شناس باپ کی ایک ہی نہ چلنے دی۔ اوسکے سارے ارمان جوکہ مُحسن کُشی۔ ناحق کشی۔ حسد و رشک پر مبنی تہے دل کے دل ہی مین رہ گئے۔

شاور قتل کیا گیا اور اوسکا محل لوٹ لیا گیا۔

ساتوین ربیع الثانی سنہ مذکور کو **شاور** اثنا راہ مین گرفتار کرلیا گیا اور سترہوین ماہ مذکور کو باشارہ **خلیفہ عاضدلدین اللہ** قتل کیا گیا اور اوسکا سر دار الخلافت پر لٹکا دیا گیا **شیرکوہ** جسوقت بعد **قتل شاور** قاہرہ مین داخل ہوا آدمیون کی کثرت بازاریون کے انبوہ نے اوس کے اوس چہرہ پر جس سے اطمینان اور وقار کا چمکتا نور ظاہر ہو رہا تہا فکر اور تردد کے آثار نمایان کر دیئے۔ چلتے چلتے رُکنے ہی کو تہا کہ یہہ شیر دل باطمینان تمام اپنے مطمئن قلب کو سنبہالکر کہنے اوٹہا کہ "امیر المومنین خلیفۃ المسلمین عاضدلدین اللہ العلوی نے شاور کے مکان لُوٹ لینے کا حکم عام دیا ہے" عوام الناس یہہ سُنتے ہی **شاور** کے مکان کیطرف لُوٹ پڑے۔ اور آن واحد مین اوس کے سجے ہوئے محل کو لُوٹ لیا۔

شیرکوہ کو خطاب دیا گیا

اِس مجمع کے منتشر ہوتے ہی **شیرکوہ قصر خلافت مین حاضر ہوا۔** **خلیفہ** نے کمال عزت افزائی سے معانقہ کرکے اعزاز کی کرسی پر بٹہلایا اور خلعت وزارت سے مشرف فرماکے **الملک المنصور امیر الجیوش** کا معزز خطاب مرحمت کیا۔ تہوڑی دیر تک آمر و مامور مین باہم باتین ہوتی رہین

پولیٹکل معاملات چھپے رہے۔ اثنا مکالمہ مین طرفین نے جانبین کا پاس ولحاظ رکھا۔ باتین کچھہ ایسی دلچسپ ہو رہی تہین جس سے یہہ صاف صاف ظاہر ہو رہا تہا کہ شیرکوہ خلیفہ کے دربار خاص سے دو چار دن مین اوٹھیگا لیکن انتظام و کثرت کار نے دربار خلیفہ سے اوٹھا کر دار الوزارت مین پہونچا دیا۔

جسوقت کہ مصر کے شاندار دار الوزارۃ مین شیرکوہ اپنے جری وبہادر فوج کو انعام واکرام سے خوش اور اس غیر متوقع کامیابی سے جو کہ بلا جد وجہد اوسکو حاصل ہوئی تہی اپنے دل کو محظوظ کر رہا تہا۔ **خلیفہ عاضد** کا آخری فرمان صادر ہوا۔

شیرکوہ کا انتقال

اِس فرمان نے شیرکوہ کے دل کو ہاتہون بڑہا دیا جامہ مین پہولا نہ سماتا تہا لیکن افسوس ہے! کہ یہہ سال جیسا کہ کامیابی اور خوشی سے شروع ہوا تہا ویسا ہی پورا نہ ہونے پایا۔ چنانچہ ۲۲۔ جمادی الثانی سنہ ۵۶۴ھ کو دولت نوریہ کے جری لشکر کا نامی جنرل **خلیفہ عاضد علوی** کے اُمید وآرزو کا توانا بازو **اسد الدین شیرکوہ** خلعت ووزارت سے سبکدوش ہو کر انتقال کر گیا۔ آعیان دولت نوریہ کو جسقدر اس غیر متوقع حادثہ سے صدمہ ہوا ہوگا اوسکا اندازہ ہر فرد بشر کر سکتا ہے۔

سلطان کی وزارت

اگرچہ امراء نوریہ سے عین الدولہ باروقی۔ قطب الدین ینال۔ سیف الدین مشطوب۔ شہاب الدین محمود الحارمی وغیرہ نے وزارت عاضدیہ اور افسری عساکر نوریہ کی درخواستین کین۔ لیکن چونکہ یہہ دولت ازل ہی سے ہمارے ہونہار ہیرو **سلطان صلاح الدین یوسف** کے حصہ مین آچکی تہی اور آیندہ اِس سے ہزارہا ایسے بڑے بڑے کام ہونیوالے تہے

کہ جسکا تذکرہ صفحۂ تاریخ مین تا قیام قیامت خوبی و نیکنامی سے باقی رہجائیگا۔
اسوجہہ سے **خلیفہ عاضد لدین اللہ** نے کسیکی درخواست پر توجہ نہ کی۔
اور نوعمر ہونہار بانی دولت ایوبیہ سلطان صلاح یوسف کو بارگاہ خلافت
مین طلب کرکے "**الملک الناصر**" کے خطاب سے مخاطب کرکے خلعت وزارت
سے ممتاز فرمایا۔

فقیہ عیسیٰ کی رفاقت

فقیہ عیسیٰ ہکاری[1] نے اس موقع پر رفاقت اسدیہ کا حق
اس طور سے ادا کیا کہ امراء نوریہ کو جبکہ وہ وزارت سلطانی سے کبیدہ خاطر
ہوکر منحرف ہونے لگے پہیر پہار سمجہا بوجہا کر جماعت اسدیہ سے علیحدہ
نہ ہونے دیا۔ البتہ **عین الدولہ بار وقی** پر **فقیہ عیسیٰ** کی تقریر نے کچہہ
اثر نہ ڈالا۔ یہہ اپنی ناکامیابی سے ایسا بردا شتہ خاطر ہوا کہ قاہرہ مین
دم بہر نہ ٹہرا۔ فوراً اسی حالت مین تنہا منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا **نور الدین زنگی**
کے خدمت مین پہونچگیا۔

سلطان کی عمر

گو اس فخر خاندان دولت ایوبیہ کی عمر جسوقت کہ یہہ عہدۂ وزارت سے
ممتاز ہوا تہا صرف ۳۲ برس کی تہی۔ لیکن عقل۔ فراست۔ انتظام مین

---

[1] انکی کنیت ابو محمد اور نام عیسیٰ تہا محمد ابن عیسیٰ ابن محمد بن احمد بن یوسف بن قاسم بن عیسیٰ بن محمد ابن القاسم بن محمد بن حسن بن زید بن حسن بن علی کرم اللہ وجہ کا لڑکا تہا ہکاری بہی کہتے ہے اور ضیاء الدین کے لقب سے مشہور رہتا۔ یہہ پہلے حلب کے مدرسہ زجاجیہ مین فقہ پڑہاتا تہا بعد چندے اسد الدین شیرکوہ نے اسکو امامت کے لئے مقرر کرلیا جب اسد الدین شیرکوہ مصر مین آیا تو اسکو عہدہ وزارت سے سرفراز کیا بعد وفات اسد الدین شیرکوہ سلطان صلاح الدین نے بہی اسکی بہت بڑی توقیر کی یہہ ہمیشہ سلطان کے ساتہہ رہتا تہا لڑائیون مین بہی برابر شریک رہا ۵۸۵ھ ہجری مقام خروبہ مین یوم سہ شنبہ وقت طلوع آفتاب اسکا انتقال ہوا اور بیت المقدس کے باہر دفن کیا گیا۔

سِن رسیدوں سے کہین بڑہا ہوا تہا۔ اِسکے فطانت ہی نے اسکو ہر کہہ و مہ کے آنکہون مین عزیز بنار کہا تہا جیسا کہ خلیفہ **عاضدلدین اللہ العلوی** نے اِسکو اعزاز کے آنکہون سے دیکہکر اپنی وزارت سے مشرف فرمایا تہا ویسا ہی **الملک العادل نورالدین زنگی** بہی بکمال عزت و فرط محبت سے اسکو ''امیر سپہ سالار'' کے خطاب سے اپنے خطوط مین یاد کرتا تہا۔

حوادث

الملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف کو سال بہر بہی عہدۂ وزارت عاضدیہ پر نہ گزرنے پایا تہا کہ پے درپے دو ایسے حادثے واقع ہوئے جنکے تصوّر سے ہر شخص یہی خیال کر سکتا ہے کہ اگر سلطان اول حادثہ مین ثابت قدم رہا تو دوسرے حادثہ مین بالکل ہی غیر ممکن ہے کہ ممالک مصریہ پر اسکا قبضہ رہ جائے۔ لیکن دونون حادثون مین کچہہ ایسی غیر متوقع غیبی کامیابیان اِس بااقبال ہونہار کو ہوئین کہ جس سے اسکے قدم استقامت وزارت مصر پر جمگئے۔ اور اِس کے وہ بداندیش بدخواہ جو کہ خواہ مخواہ سدّراہ ہورہے تھے اور جن کے آنکہون مین اسکی کامیابیان کانٹا سی کہٹکتی ہتین۔ وہ ہمیشہ کے لیے خائب و خاسر ہوگئے۔

ماہ ذیقعدہ ۵۶۴ھ کا پہلا ہفتہ ختم ہو رہا تہا۔ کچہہ ہلکی ہلکی چاندنی چہٹکی ہوئی تہی ماہتاب اپنی دہیمی دہیمی روشنی سے عالم کو منور کر رہا تہا۔ گو رات کچہہ ایسی زیادہ نہ گذری تہی لیکن رَوند پہرنے والے۔ عامۂ خلائق کے حفاظت کرنے والے اپنے اپنے ناکون اِسٹیشنون سے نکل چکے تھے کہ ایک قاصد مسافر سوار جسکا ظاہری لباس تو یہہ کہہ رہا تہا کہ یہہ کوئی پہلا حادثہ

کاروباری معمولی سا آدمی ہے لیکن اوسکا طرز نشست اور سانڈنی کی رفتار اور اوسکی صورت وشکل اس امر کی زبان حال سے شہادت دے رہی تہی کہ یہہ ہو نہو کوئی سرکاری ملازم ہے بیر بیضاء کی طرف ہوکر کمال تیزی سے مسافت طے کرتا ہوا گزرا۔ اتفاق وقت سے ایک ترکمان نے اوسکو اس رنگ وڈہنگ کا دیکہکر اوس سے تعرض کیا چور کا دل کیسا ہی کچہہ ہو ہوتا ہی کتنا ہے اناپ شناپ جواب دینے لگا۔ ترکمان نے اس قاصد کو گرفتار کر کے فورًا اپنی حراست مین لے لیا

اس طرف تو تہوڑی دیر کے بعد ترکمان کے شبہات نے قوت پکڑنی شروع کر دی رفتہ رفتہ وہ ظنی خیال یقین کی صورت متمثل ہونے لگا۔ اور اوس طرف قاصد کے چہرہ کا رنگ ساعۃً فساعۃً متغیر ہونے لگا ترکمان نے قاصد کی جیبین ٹٹولین۔ کپڑے جہاڑے عمّامہ دیکہا۔ لیکن اوس کے دلکو صبر نہ آیا۔ تسکین نہ ہوئی۔ سکوت کے عالم مین کہڑا تہا کہ ناگاہ اوسکی فراست کی نظر قاصد کے اوس نئے جوتے پر پڑی جسکے تلون مین اس نے **مؤتمن[1] الخلافۃ** کے خط کو حفاظت سے رکہکر سلا دیا تہا۔ قاصد کا رنگ فق ہو گیا۔ رہی سہی رونق جاتی رہی ساری شب بہر ترکمان نے اسکو اپنی ہی حراست مین رکہا صبح ہوتے ہی دربار نور الدین مین قاصد کو مع خط مؤتمن الخلافۃ پیش کیا خط کا دیکہنا تہا کہ اہل دربار کا کیا ذکر ہے خود ہمارا مستقل مزاج ہیرو گہبرا گیا اوسکی بلند اور شاندار ماہتاب سی چمکتی پیشانی پر عرق تردد کے قطرات نمایان ہونے لگے تہوڑی

[1] مؤتمن الخلافۃ خلیفہ عاضد لدین اللہ العلوی کے قصر خلافت کا داروغہ تہا۔ اس نے سازش و اتفاق رائے بعض امراء مصر اپنے دستخطی خط کے ساتہ اس قاصد کو نصرانیون کی طرف روانہ کیا تہا۔

دیر تک سبھوں پر سکوت کا عالم طاری رہا۔ آخرالامر خود ہمارے نامی سلطان ہونے والے فاتح بیت المقدس نے اس مُہر سکوت کو توڑا اور واقعات کی تفتیش کی۔ حالات جانچے۔ قاصد اور کاتب کو تو اوسیوقت قید حیات سے آزاد کرادیا باقی رہا موتمن الخلافتہ وہ بخوف جان چندروز دار الخلافت سے نہ نکلا۔ لیکن یہہ کب ممکن تہا کہ وہین ساری عمر بسر کرتا چار ناچار نکلنا ہی پڑا۔ قصر خلافت سے جوہین نکلکر قریہ خرقانیہ کیطرف روانہ ہوا کہ اون ترکمانون نے جو کہ اسکی گرفتاری پر مامور تہے۔ فورًا گرفتار کرکے اوسیوقت اسکا خاتمہ کردیا۔

انتظام

سلطان نے اس واقعہ کے بعد ہی قصر خلافت کے کل خادمون کو معزول کردیا اور بجائے اونکے اپنے چُنے ہوئے جان نثارون کو متعین کیا اور بقایم مقامی موتمن الخلافت۔ قصر خلافت کی تولیت بہاء الدین قراقوش اسدی[۱] کے سپرد کیئے گیئے۔

سوڈانیونکی بغاوت

دو چار روز بہی اس واقعہ کو نہ گذرنے پائے تہے کہ سوڈانی بوجہ محبت و ہم قومیت موتمن الخلافت کے خون کا بدلہ لینے کو اوٹھہ کہڑے ہوئے۔ اور اپنے خیالی ہوا کے جھوکھون سے اس روشن شمع کو جس سے کہ دنیاء اسلام روشن ہونیوالی تہی بجہانے پر آمادہ ہوگئے چنانچہ

---

[۱] ابوسعید قراقوش بن عبد اللہ اسدی ملقب بہ بہاء الدین سلطان صلاح الدین یا شیرکوہ کا خادم تہا نہایت نیک مزاج پاک طینت تہا اسکے اہتمام مین مصر کا شہر پناہ اور قلعہ بنایا گیا ہے سلطان کا یہہ معتمد علیہ تہا۔ چندے حکومت عکا بہی اس کے سپرد رہی۔ آخری جنگ عکا مین نصرانیون نے اسکو گرفتار کرلیا تہا سلطان نے اسکو دس ہزار دینار فدیہ دیکر چہوڑایا تہا غرہ رجب ۵۹۷ھ ہجری مقام قاہرہ مین انتقال ہوا۔

عساکر سلطانیہ سے مابین قصر خلافت و دارالوزارت مقابلہ کر بیٹھے۔ طرفین سے صدہا آدمی کام آئے۔ گو ظاہراً سودانی مقابلہ سے مُنہ پہیرتے نظر نہین آتے تہے لیکن چونکہ سلطانی دلیرون نے منصورہ مین آگ لگا دی۔ اسوجہ سے سودانی بخیال حفاظت مال و اہل و عیال اپنے مالوف مقام کیطرف متوجہ ہوئے۔ اور سلطانی فوج نے تلوارونپر رکھہ لیا۔ ہزارون بچے سودانیون کے یتیم اور لاکھون عورتین بیوہ صدہا مکانات بے چراغ ہوگئے۔ سُلطانی فوج کا جوش اوسوقت یہہ ظاہر کر رہا تہا کہ اگر تہوڑی دیر تک یون ہی لڑائی اور رہی تو ان سودانیون کا نام و نشان تک نہ بچائیگا۔ سودانیون نے جب اپنے گروہ کے تعداد کو لحظہ بلحظہ گہٹتے دیکہا چار ناچار مرتا کیا نہ کرتا امانین طلب کین۔ الامان۔ الامان کے آوازون نے بہادر سپاہیونکے تیز تلوارونکو حملہ سے روک دیا۔ بازار کارزار جو کہ سودانیون کی خونریزی سے گرم ہو رہا تہا فوراً سرد ہوگیا۔

شمس الدولہ

سلطانی فوج تو کامیابی کے ساتہہ کمپ کیطرف روانہ ہوئی اور سودانی چونکہ اس بغاوت کیوجہ سے شہر بدر کردیئے گئے تہے بلاد جیرہ کیطرف چلے اسی اثنا مین سلطان کا بڑا بہائی شمس الدولہ[۱۵] اس واقعہ سے مطلع ہوکر تہوڑی سی فوج لیکر سودانیون کے سر پر آپہونچا اور

[۱۵] الملک المعظم شمس الدولہ توران شاہ بن نجم الدین ایوب بن شاذی الملقب بہ فخرالدین سلطان صلاح الدین کا بڑا بہائی تہا۔ اسکو الملک العادل نورالدین زنگی نے شام سے کاروبار وزارت مین سلطان کے مدد دینے کو بہیجا تہا چنانچہ ۳۔ ذیقعدہ کو داخل مصر ہوا اور بیوم شنبہ ۲۰۔ ذیقعدہ کو خود سودانیون کے معرکہ مین شریک ہوا۔ اسنے عبد النبی بن مہدی کی لغاوت کو یمن مین فرو کیا تہا۔ سلطان اسکی بہت بڑی عزت کرتا تہا حتی کہ اپنے نفس پر اسکو ترجیح دیتا تہا پانچوین صفر سنہ ۵۷۶ھ مقام اسکندریہ مین انتقال کیا۔

ہزارون کا وارا نیارا کر دیا۔ جو معدودے چند بچگئے تھے حیران پریشان بلا د جیزہ مین پہونچگئے۔

دوسرا حادثہ

اگرچہ اس سے پہلے کہ ہمارا ہونہار۔ با اقبال سلطان وزارت عاضدیہ کے زینہ پر قدم رکہتا عیسائیون نے اپنے اون ہم مذہبون سے جو کہ صقلیہ اور اُندلس مین رہتے تھے اوسیوقت سے جبکہ مرحوم شیرکوہ وزارت مصر سے مشرف ہوا تہا بخیال حفاظت بیت المقدس مدد طلب کی تہی لیکن نصرانیان صقلیہ اور اُندلس اپنے ہم مشربون کے کمک کو اوسوقت پہونچے جسوقت کہ شیرکوہ انتقال کر چکا تہا۔ ادہر تو یہہ ناعاقبت اندیش اس موقع کو غنیمت سمجھکر مصر کیطرف بڑہے اور فورًا دمیاط[۱] کا محاصرہ کرکے دل ہی دل مین اس خیالی پلاؤ سے مزے لینے لگے کہ آج ہم دمیاط کو لیتے ہین اور کل اگر مسیح نے ہماری مدد کی تو مصر پر بہی قابض ہو جائینگے جسکا خوف تہا وہ اب نرہا۔ نوعمر و کے ہاتھہ مصر کی حکومت ہے۔ مصر کا لے لینا ہمارے بائین ہاتھہ کا کہیل ہے! خلیفہ کا نام ونشان تک نرکہینگے! نورالدین زنگی تک خبر پہونچنی دشوار ہے! اِس جدید کفر (اسلام) کو نیست ونابود کر دینگے! اُودہر ہمارا بیدار مغز مدبّر فاتح بیت المقدس بہی ان کے حالات سے غافل نہ تہا۔ خود تو اِس مہم پر نہ گیا۔ لیکن ایک فوج کثیر التعداد معہ اسباب وسامان جنگ براہ دریائے نیل دمیاط کیطرف روانہ کرکے الملک العادل نورالدین زنگی کو

---

[۱] دمیاط قدیم شہر مابین تینس اور مصر کے بحر روم اور نیل کے زاویہ پر واقع ہے اس کے شمال جانب سے نیل دریائے شور سے مقام اشموم مین ملتاہے۔ اس مقام پر دونو جانب ایسے بڑے بڑے دو برج بنے ہوئے ہین کہ بغیر اجازت کوئی کشتی اوس مقام سے عبور نہین کرسکتی تہی۔ دو مرتبہ یہہ شہر ویران کیا گیا۔ ایک بار تو یہہ شہر ویران کرکے اسی کے قریب دوسرا شہر چہوٹا سا منتیہ نام آباد کیا گیا اور دوبارہ ۲۳۸ھ زمانہ خلیفہ متوکل عباسی مین نصرانیونکے حملونسے برباد ہوا۔

اس واقعہ سے بذریعہ خط مطلع کیا۔

ہم اس موقع پر اس امر کو ظاہر کرنا چاہتے ہین کہ خلیفہ عاضد اور الملک العادل زنگی نے اس جدید وزارت پناہ کے ساتہہ ویسی ہی ہمدردی کی ہے جیسے کہ موصوفین صدر سے توقع کیجا سکتی ہے۔ خلیفہ عاضد نے باوجودیکہ خلافت کا نام ہی نام رہ گیا تہا بدفعات ہزار ہزار دینار مصری علاوہ اسباب وسامان جنگ کے سلطان کے پاس بہیجے۔ اور الملک العادل نورالدین زنگی اپنے امیر سپہ سالار کا خط پاتے ہی آگ بگولا ہو گیا حسب ضرورت و مقتضاء وقت پے در پے فوجین فوجین دمیاط کیطرف روانہ کرنے لگا جب اسپر بہی اوس کے پرجوش دلکو صبر نہ آیا تو خود بہی قتل وغارت کرتا ہوا اپنی سرحد سے آگے بڑہا۔

عیسائیونکی ناکامی

جسوقت کہ لشکر نور یہ جسمین کہ ہر فرد بشر بجائے خود کار آزمودہ تہا منزل بہ منزل کوچ کرتا ہوا دمیاط کے قریب پہونچا۔ عساکر سلطانی کے دل ہاتہون بڑہ گئے۔ نصرانیون کی روحین پرواز کرنے لگین۔ کچہہ تو اسلامی لشکر کے قومی حملون نے اونکو پریشان کر دیا اور کسیقدر ان خبرون نے اون کو متوحش کر دیا کہ آج زنگی کے پرزور حملہ مین اتنے صلیبی کام آئے اور آج اوس کے لشکر نے فلان قریہ کو ویران کر دیا۔ اسوجہ سے خواہ مخواہ عیسائیون کو بعد پچاس دن کے دمیاط کے محاصرہ سے دست کشی کرنی پڑی۔

مراجعت نصاریٰ

نصرانیون کو اس محاصرہ اور حملہ مین کچہہ بہی حاصل نہوا بلکہ بجائے نفع کے نقصان اوٹہا کر واپس ہونا پڑا۔ مزید بران الملک العادل نورالدین زنگی کے حملون نے جسقدر ان طماع کو نقصان جانی اور مالی

پہونچایا ہوا وسکا کچھہ حساب نہین ہم اون واقعات کو جنہین کہ الملک العادل نورالدین زنگی کو خاطر خواہ کامیابیان ہوئین اس خیال سے کہ ہمارے معزز ناظرین کا قابل قدر و قیمتی وقت کسیقدر ضایع ہوگا نہین ذکر کیا چاہتے۔

فتوحات

جسطرح زمانہ کے تغیرات اور تبدیلیات کو ہر شخص نے تسلیم کرلیا ہے اوسیطرح ترقی اور تنزلی کو بھی مان لیا ہے۔ زمانہ کبھی ایک حالت پر نہین رہا اس کو حکما نے غیر قار کہا ہے۔ اسکے رنگ ڈہنگ پر عقلا نے کبھی اعتبار نہین کیا۔ اسکو رُوپ بدلتے کچھہ دیر نہین ہوتی۔ آج عالم طفلی ہے تو کلھہ جوانی کے دن ہین دو روز کے بعد دیکھا تو بڑھاپے نے اپنا جلوہ دکھلا دیا۔ تہوڑے ہی عرصہ مین موت کا بھی پیام آگیا لیجئے قصہ تمام ہوگیا۔ غرضکہ اسکے ناقابل اعتماد غیر قار ہونے کی ہزار ہا متثیلین ہین۔ منجملہ اونکے ایک یہہ بھی نظیر قابل یاد رکھنے کے ہے کہ اس سے چند روز پہلے (جبپر ایک صدی بھی پوری نہین گزری) نصرانیون کے صلیبی نشان ممالک اسلامیہ پر لہرا رہے تھے ہر عیسائی کا یہی خیال تہا کہ جہانتک ہوسکے مسلمانون کو برباد اور اون کے بلاد کو تباہ کرو۔ اور آج خدا خدا کرکے وہ دن آیا کہ مسلمانون نے پہر ہاتھہ پاؤن بڑھانے شروع کردئیے ہین اور اون ممالک کو جو کہ ان کے قبضہ اقتدار سے نکل گئے تھے واپس لینے کی کوششین کر رہے ہین۔ موقع و محل دیکھہ کر اون کے آباد و سرسبز شہرون پر بھی حملہ کر دیتے ہین۔ چنانچہ ۵۶۶ھ ہجری مین ہمارا نامی ہیرو سلطان صلاح الدین بقصد اعلاء کلمتہ اللہ ایک تہوڑے سے جری۔ بہادر جوانون کو لیکر بلاد النصاریٰ کے طرف روانہ ہوا جس وقت کہ یہہ نامی ہیرو

عسقلان[۱] کے قریب قتل و غارت کرتا ہوا پہونچا شاہ فرانس بھی ایک جماعت لیکر جوکہ فی الحقیقت قلیل تہی لیکن بہ نسبت سلطانی لشکر کے بہت زیادہ تھی مقابلہ پر آیا۔ طرفین سے لشکری جی توڑ توڑ لڑے۔ متعدد لڑائیان ہوئین اثناء لڑائی مین جسقدر سلطان کی کامیابی کا وقت بہت ہی قریب آرہا تہا اوسیقدر شاہ فرانس کی ناکامی شکست۔ ذلت و رسوائی کی گھڑی اوس کے سر پر آتی جاتی تہی۔ لیکن چونکہ مشیت ایزدی اس امر کی بالفعل مقتضی نہ تہی دفعۃً سلطان کے دل مین یہی خیال آگیا کہ مصر پہونچکر بعد طیاری جہازات ایلہ[۲] پر حملہ کرنا چاہیے رفتہ رفتہ ادہر اس خیال نے اسقدر ترقی کی کہ مصر کیطرف مراجعت کرنے پر آمادہ ہوگیا اور ادہر نصاریٰ کی بدنصیبی ناکامی یہہ رنگ لائی کہ میدان جنگ مین ایک لحظہ نہ ٹہر سکے کمال بے سروسامانی سے مُنہہ پہیر کر بہاگے۔ اور سُلطان منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا مصر پہونچا۔

سلطان نے مصر مین بہت ہی کم قیام کیا۔ کمال تیزی سے اپنی بحری قوّت کو دُرست اور جہازات تیّار کرکے ایلہ کے طرف روانہ ہوا یہہ مہم ہنوز پہونچنے نہ پائی تہی کہ اہل ایلہ اپنے آنے والے حریف کے مقابلہ پر تُل گئے۔ لیکن اونکی ان تیّاریون مستعدیون نے کچھہ کام نہ دیا۔ ہمارے نامی سُلطان کی نیک نیتی اور محاصرے نے جوکہ اوس نے ایلہ کا بحراً و براً کرلیا تہا ماہ ربیع الاول ۵۶۶ھ کے

سلہ یہہ شہر ممالک شام سے ہے زمانہ خلافت ظافر باللہ علوی ۵۴۴ھ مین نصرانیون نے اسکو لے لیا تہا لیکن بعد پینتیس ۳۵ برس کے الملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف نے اخیر ماہ جمادی الثانی ۵۸۳ھ مین پہر اپنے ممالک مفتوحہ مین داخل کرلیا تہا۔

سلہ ایلہ ایک چہوٹا سا شہر ساحل بحر قلزم پر واقع ہے اسمین ایک مختصر سا قلعہ بہی تہا حجاج مصر کا یہی راستہ ہے یون مشہور ہے کہ اسی شہر کے یہودی مسخ ہوکر بندر و خنزیر ہوگئے تھے۔ واللہ اعلم۔

اول ہی عشرہ مین مظفر و منصور آیلہ مین داخل کر دیا۔ یہہ پہلی کامیابی تھی کہ اسکو بعد شیر کوہ کے حاصل ہوئی۔

نصرانیان آیلہ کو بوقت کامیابی عساکر اسلامیہ ضرور یہہ خیال پیدا ہوا ہوگا کہ جسطرح اسلامی بہادرون کی چمکتی ہوئی تلوارونکی ہماری جانین اثناء لڑائی مین نذر ہوئین ہین اوراوسیطرح مال واسباب اہل وعیال بہی اون کے قوی پنجون مین پڑکر ہمیشہ کے لئے دین مسیحی سے محروم ہو جائین گے۔ لیکن اونکا یہہ صرف خیال ہی خیال تہا۔ ہمارے رحمدل سلطان نے بعد فتح وکامیابی نہ اونکے جانون کو نقصان پہونچایا اور نہ اون کے مال واسباب کو لوٹا۔ بلکہ دو چار روز ٹھہر کر مصر واپس آیا۔

اسی سنہ مین جبکہ سلطان بعد فتح آیلہ مصر واپس آیا دار المعونتہ کو جو کہ قیدخانہ تہا منہدم کراکے بجائے اوس کے مدرسۂ شافعیہ بنوا دیا اور مصر کے قاضیان اہل التشیع کو معزول کر کے بقائم مقامی اون کے قضاۃ شافعی المذہب مقرر کیا۔ بتیسوین جمادی الثانی سنہ مذکور تک جہانتک ہمارا علم شہادت دے رہا ہے ہم لکہہ سکتے ہین کہ تمام ممالک محروسۂ سلطانی مین قضاۃ شافعیہ مقرر ہو گئے۔

اِس کامیابی کے بعد پہر ہمارے نامی سلطان نے بعد دو برس چند مہینون کے ماہ شوال ۵۶۸ھ مین کرک[1] پر فوج کشی کی۔ گو چند مقابلہ ہوئے لیکن نہ تو ان حملون مین اسلامی لشکر ہی کو کوئی فائدہ پہونچا اور نہ اون

---

[1] کرک اور شوبک یہہ دو نون شہر اطراف شام مین مابین عمان و ایلہ واقع ہین اکثر یہان کے رہنے والے عیسوی المذہب ہین۔ اسکے قلعہ کے نیچے سے دو ایسے بڑے چشمے جاری ہین جس سے تمام شہر کے باغات کی آبپاشی کیجاتی ہے۔

نصرانیون کو جو کہ ان سے دو چند سہ چند تھے ان لڑائیون مین نقصان صریح اوٹھانا پڑا۔

ہم ۵۶۹ھ کے اون نمایان کارنامون سے جنمین کہ شمس الدولہ سلطان کا بڑا بھائی پیشوا تھا اور اوسی کے ہاتھون سرہوئے تھے قطع نظر کرکے اسی سنہ کے اوس غیر متوقع حیرت انگیز واقعہ کو لکھا چاہتے ہین جو کہ ہر پہلو سے محذوش نظر آرہا ہے۔ ہمکو اس موقع پر یہہ ظاہر کردینا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ شیعیان مصر سلطان کی وزارت سے ہرگز ہرگز خوش نہ تھے۔ اون کا دلی منشا یہی تھا کہ دولت علویہ کے اقبال کا ستارہ پھر چمک جائے قاضیان مصر جو معزول کردیئے گئے ہین وہ بحال ہوجائین اور دولت عباسیہ کا آفتاب کامرانی ترقی سے تنزلی کیطرف مائل ہوجائے انہین پیچیدہ معاملات اور پریشان خیالات نے عمارہ بن ابی الحسن شاعر یمنی۔ عبدالصمد کاتب قاضی عویرس وغیرہ کو اس امر پر آمادہ کردیا کہ ان ناعاقبت اندیشون نے نصرانیون کو صقلیہ اور ساحل شام کیطرف سے مصر پر حملہ کرنے کے لئے مستعد کردیا۔ اس خیال سے کہ اگر اس جابد وزیر (یعنی سلطان) نے مصر سے نکلکر نصرانیون کا مقابلہ کیا تو ہم لوگ مصر کو لے لینگے اور اگر اس واقعہ کی اوسکو اطلاع نہوئی اور غالبًا نہوگی تو سبوقت کہ نصاریٰ صقلیہ اور سواحل شام سے حملہ کرینگے ضروری یہہ امر ہے کہ صلاح الدین مقابلہ نکرسکے گا۔ الغرض ہمارا الّو کہین نہین جا ئیگا دونون صورتین ہماری بہبودی کی ہین اوس فتنہ انگیز مشورہ مین بعض بعض سلطانی امرا بھی شریک تھے۔ باتین کل بحث و پختہ ہوچکی تھین صرف نصرانیون کا اپنے اپنے بلاد سے روانہ ہونا باقی تھا کہ بنی زریک اور بنی شاور باہم مخالفت نے زین الدین علی بن نجا کو سلطان سے اس واقعہ کی اطلاع

دینے کی جرأت دلادی۔

زین الدین علی بن نجا مصلحۂ حسب اشارہ سلطان اسی فتنہ پرداز جماعت مین چندے ملا رہا اور روزانہ پرچہ نویسی کا کام انجام دیتا رہا تاآنکہ قاہرہ کے طرف نصرانیون کا ایک قاصد آتا ہوا دکھلائی دیا جو کہ بظاہر سلطان کے پاس کچھہ تحفے لارہا تہا اور درحقیقت اوس گروہ ناعاقبت اندیش کیطرف جارہا تہا۔ چونکہ سلطان کو خفیہ نویسون نے اس کیفیت اور قاصد کے حلیہ سے پہلے ہی اطلاع دیدی تہی۔ اسوجہ سے قاصد فوراً گرفتار کرلیا گیا۔ بعد تفتیش و انکشاف حال اس گروہ کے پیشواؤن عمارہ۔ عبدالصمد کاتب عویرش وغیرہ کو تو گرفتار کرا کے دار پر کہچوا دیا۔ اور اپنے امرا اور اون بعض لشکریون سے جو کہ اس فتنہ پردازی مین شامل تھے نہ تو اس واقعہ کو دریافت کیا اور نہ اون سے کچھہ متعرض ہوا ہان جنود مصریہ (یعنی مصری لشکر) کو مصر سے نکالکر صعید کیطرف روانہ کردیا۔ اور قصر خلیفہ کو پورے طور سے اپنی حفاظت مین لے لیا۔

ہم قبل اسکے کہ کچھہ ۵۷۰ھ ہجری کے حالات تحریر کرین ناظرین کو اس امر سے مطلع کرنا چاہتے ہین کہ نصرانیان سواحل شامی تو اس واقعہ سے آگاہ ہوکر آگے نہ بڑہے البتہ صقلیہ کو اسکی اطلاع ہی نہوئی وہ اپنے طمعی خیال مین سرشار ہوکر اسکندریہ کیطرف متوجہ ہوئے۔

ماہ صفر ۵۷۰ھ مین کنز (یا کنز الدولہ) نے جو کہ درپردہ دولت صلاحیہ کی مدتون سے مخالفت کر رہا تہا ایک گروہ سودانیون اور بادیہ نشین یا خانہ بدوش عربون کا لیکر امیر ابوالہیجا کے بہائی پر جو کہ اوس اطراف مین عہدہ امارت سے ممتاز تہا حملہ کیا اور اوس ناکردہ گناہ کو

شہید کرنیکے آگے بڑہنے پر جری ہو رہا تھا کہ ہمارے نامی ہیرو نے امیر ابو الہیجا[۵۱] کو بسرگروہی[۵۲] چند جوانان نبرد آزما کنز کیطرف روانہ کیا۔ اس گروہ کا پہونچنا تہا کہ کنز اور اوس کے ساتہیون کے نام ونشان اسطرح سے مٹائے گئے کہ بعد اسکے بغاوت کی آگ مشتعل ہی نہوئی۔

نصرانیون کا وہ جہازی بیڑہ جو کہ صقلیہ سے نکلکر اسکندریہ کیطرف جارہا ہے اوسکی جمعیت کچہہ کم نہ تہی جس سے کہ یہہ توقع کیجاتی ہے کہ آیندہ اہل اسکندریہ یا کہ معدودے چند عساکر سلطان مل جُل کر ان مسیحیون کو پسپا کردینگے۔ ان نصرانیون کا افسر علی صاحب صقلیہ کا چچازاد بہائی ہے اور پچاہزار پیادے ڈیڑہ ہزار سوار اسکے کمان مین ہین چہہ بڑی کشتیان آلات واسباب حرب کی اور چہتیس ۳۶ لوٹ باربرداری کے اور چالیس چہوٹی کشتیان رسد وغیرہ کے ہمراہ ہین۔

جسوقت کہ نصرانیون کا یہہ جہازی بیڑہ ساحل اسکندریہ پر پہونچکر لنگرزن ہوا اور نصرانیان صقلیہ دریا سے خشکی پر اوترے۔ اوسوقت اسکندریہ والون کو اطلاع ہوئی۔ اس امر کا اندازہ تو ہر شخص کرسکتا ہے کہ ایسی مستعد فوج کا جو کہ لڑائی ہی کے قصد سے آئی ہو کوئی ایسا گروہ جو کہ بیفکری کے عالم مین عیش وآرام سے بیٹہا ہو ہرگز مقابلہ نہین کرسکتا۔ لیکن باین ہمہ اسکندریہ والون نے جس استقلال اور مردانگی سے اپنے حریف کا مقابلہ کیا وہ بیشک

---

[۵۱] امیر ابو الہیجا بہت بڑا شجاع ودلیر اور کریم النفسی مین بہی عدیم النظیر تہا سلطان اسکی بہت عزت کرتا تہا نابلس کا رہنے والا تہا یوم یکشنبہ ماہ شوال سنہ ۵۸۸ھ مین انتقال ہوا۔

[۵۲] صاحب نوادر سلطانیہ فی محاسن یوسفیہ تحریر کرتا ہے کہ اس مہم کا کمان افسر سلطان کا بہائی الملک العادل سیف الدین تہا۔ اس نے ساتوین صفر سنہ ۵۷۰ھ مین کنزیونکی بغاوت کو فرو کیا تہا۔

اس قابل ہے کہ ہزار ہزار زبان سے اوسکی داد دیجلئے۔ پہلے روز صبح سے
دوپہر ڈھلے تک لڑائی ہوتی رہی۔ نصرانیون کے دانت اونہین معدودے چند
مسلمانون نے ایسے کہٹے کردیے کہ چارناچار اونکو لڑائی کے میدان سے واپس ہونا پڑا
دوسرے روز صبح ہوتے ہی پہر وہی لڑائی کا نقشہ آنکہون کے سامنے دکھلائی دیا۔
ایک طرف سے صلیبی نشان اور دوسرے جانب سے اسلامی ابراہیمی پہریرہ
ہوا مین لہراتا نظر پڑا۔ کشت وخون کا بازار پہر گرم ہوگیا۔ موت سرون پر
کہیلنے لگی گو نصرانیون نے آجکی لڑائی مین اسقدر یورش کی کہ شہرپناہ کے
فصیلون تک پہونچگئے۔ لیکن اسکندریہ والون نے دامن استقلال کو ہاتہہ سے
نہ چہوڑا برابر مقابلہ کرتے رہے بظاہر دونون حریف ایک دوسرے سے ایسے
دست وگریبان ہو رہے تہے اور ایسے جوش سے جی توڑ توڑ کر لڑ رہے تہے کہ
ایک دوسرے سے علیحدہ ہوتے نظر نہ آتے تہے لیکن جون ہی سلطان اللیل کا
سیاہ پہریرا لہراتا نظر آیا۔ فریقین جنگ گاہ سے اپنے اپنے فرودگاہ کے طرف
لوٹے دونون فریق نے رات تو کسی نہ کسی طرح سے گذرانی صبح ہوتے ہی تلوارین
پہر کہنچ گئین۔ اس تیسری لڑائی کا نتیجہ غالباً ہر شخص یہی سمجہتا ہوگا کہ خدانکردہ
آج ضرور اسکندریہ کے بلند اور شاندار مینارون پر صلیبی نشان اوڑا دیا جائیگا۔
بجائے اذان واقامت کے گرجاؤن سے گہنٹون کی آوازین آئین گی لیکن
معاملہ کچہہ ایسا برعکس ہوگیا کہ اسی شب کو اسکندریہ کے قرب وجوار مین عساکر
اسلامی آگئے تہے اسوجہ سے اسکندریہ والونکو اور زیادہ اطمینان سے
مقابلہ کرنے کا موقع ملگیا تہا۔ دوپہر تک تو برابر کی لڑائی ہوتی رہی لیکن
دوپہر کے بعد بحکم آیہ کریمہ کم من فئۃٍ قلیلۃٍ غلبت فئۃً کثیرۃً
نصرانیون پر شکست کے آثار نمایان ہونے لگے اور مسلمانون کے دل

کامیابی کے خیال سے ہاتھون بڑہنے لگے - دن ڈہل چلا تھا - راہ رو منزل کی
پہونچنے کے خیال سے تیزی سے قدم اوٹھا رہے تھے لڑائی کا بھی بازار
کسی قدر سرد ہو چلا تھا کہ یکایک یہہ شور اوٹھا کہ "الملک الناصر سلطان
صلاح الدین یوسف ایک فوج جری لئے ہوئے آپہونچا" اس امر کا اندازہ
تو ہر شخص کر سکتا ہوگا کہ اس خبر فرحت اثر نے جسقدر مسلمانون کے تن مُردہ مین
تیزی سے تازہ روح پہونکدی ہوگی اوسیقدر نہین بلکہ اوس سے بدرجہا زیادہ
نصرانیون کو زندہ درگور کر دیا ہوگا مسلمانون نے پہر دوبارہ حملہ کیا -
لوٹنے کا خیال دل سے دور کرکے پہر دست بقبضہ حریف سے جا بہڑے ہم اس سے
پہلے کہ اس تیسری لڑائی کے نتیجہ کا فوٹو کہینچکر آپ لوگون کو دکہلائین یہہ ظاہر
کئے دیتے ہین کہ جسکے نام نے مسلمانون مین ایک تازہ روح پہونک دی ہتی
وہ نہین آیا تہا بلکہ اوسکا ایک جنرل آیا تہا جسکے ہمراہی مین گنتی کے چند آدمی
تہے خیر یہہ تو ایک جملہ معترضہ تہا اب اصل واقعہ کو سنئے کہ عساکر اسلامیہ نے
شام ہوتے ہوتے ایسا قوی حملہ کیا کہ نصرانیون کے ہاتہہ پاؤن ٹہنڈے ہوگئے
ہوش و حواس جاتے رہے تمام رات لڑائی ہوتی رہی صبح ہوتے ہی نصرانیون کے
پاؤن اوکہڑ گئے - بعض تو کشتیون پر سوار ہوکر صحیح و سالم بہاگ گئے - اور
بعض کشتیان دریا مین ڈوبا دیگئین - تین سو (۳۰۰) سوار جو کہ بخوف جان ایک
ٹیلہ پر چڑہ گئے تہے وہ بہی مسلمانون کی تیز تلوارون کے نذر ہوگئے - دوپہر تک
یہہ سلسلہ بہاگنے تعاقب کرنے لوٹ وغارت کا جاری رہا - زوال آفتاب کے
ساتہہ نصاریٰ صقلیہ جو معدودے چند مقابلہ مین رہ گئے تہے میدان جنگ سے
مُنہہ پہیر کر بہاگے اور اہل اسکندریہ نے مظفر و منصور مال غنیمت اور قیدیون کو
لئے ہوئے شہر مین واپس آئے -

اِس سے تھوڑے ہی دن کا ہے کو چھہ سات مہینہ پیشتر دمشق[1] کی کچھہ کیفیت ہی اور تھی اسلام اور اسلامیون کا مرکز بنا ہوا تھا۔ اسکی سرسبزی شادابی کا حال سُن سُنکر غیر قومون کے مُنہہ مین پانی بھر آتا تھا لیکن الملک العادل نورالدین زنگی کے خوف سے کوئی حدود دمشق مین پاؤن نہ رکھہ سکتا تھا اور اب یہہ کیفیت ہو رہی ہے کہ آپس مین بھی نا اتفاقی خاصے طور سے پھیلی ہوئی ہے نصرانی بھی جو کہ اوس کے قرب وجوار مین ہین شطرنجی چالین چل رہے ہین ظاہرا سوائے اس کے اور کوئی وجہ نہین معلوم ہوتی کہ الملک العادل نورالدین زنگی کا انتقال ہو چکا ہے اور بجائے اوسکے ایک اوسیکا نوعمر لڑکا جسکی عمر دس اگیارہ برس سے زیادہ نہو گی الملک الصالح اسمٰعیل نامی دمشق کی حکومت کر رہا ہے۔ ہزارہا تغیرات پیدا ہو گئے ہین اور آیندہ پیدا ہونے کی اُمید کیجا سکتی ہے۔ بعض اُمرا وارا کین دولت تو یہ اس سے نفرت بھی کرتے ہین۔ بعضون نے یہہ رنگ ڈہنگ دیکھکر بخیال حفاظت بیضۂ اسلام ہونیوالے فاتح بیت المقدس سلطان صلاح الدین کو طلبی کے خطوط لکھنے شروع کر دیئے ہین۔ چنانچہ اخیر ماہ ربیع الاول ۵۷۰ھ مین سلطان مصر کا خاطر خواہ انتظام کر کے سات سو سوارونکی جمعیت ہمراہ لیکر بلا خیال اس امر کے کہ اثناء راہ مین نصرانیون کا ملک اور ٹڈی دل لشکر ملیگا منزل بہ منزل کوچ کرتا ہوا اخیر ماہ ربیع الثانی ۵۷۰ھ یوم سہ شنبہ کو دمشق پہونچا۔

اہل دمشق نے جس جوش اور خوشی سے اپنے نووارد مہمان کا استقبال کیا غالبًا اوسکا اندازہ ہر شخص کر سکتا ہے۔ ہر کہہ ومہ کی یہی تمنا تھی کہ قابل قدر

---

[1] دمشق سرزمین شام کا ایک مشہور ہے۔ خلفاء بنی اُمیّہ کا یہہ پایہ تخت تھا جیسا کہ بغداد خلفاء عبّاسیہ کا۔

سلطان ہماہی مہمان ہو ہمارے ہی مشتاق مکان کو اپنے قدوم میمنت لزوم سے سرفراز فرمائے لیکن اسکو اوس فطری محبت نے جو کہ ہر شخص کو اپنے مالوف وطن یا آبا و اجداد کے گرے پڑے ہوئے مکانات کے ساتھ ہوتی ہے کہین نہ ٹھہرنے دیا سیدہا وادی عقیقی مین پہونچا دیا جو کہ اسکے بزرگ باپ نجم الدین ایوب کا قدیم مکان تہا۔ دوسرے دن صبح ہوتے ہی کمال الدین[۵۱] ابن شہرزوری کو جو کہ قاضی شہر اور الملک الصالح کے کل کامون کا مدار المہام تھا جمال الدین ریحان حاکم قلعہ دمشق کے پاس یہہ پیغام لیکر بہیجا کہ "دمشق کے لینے سے میری کوئی ذاتی غرض نہین ہے اور نہ مین نے اس سے منتفع ہونے کی اُمید پر اسکا قصد کیا ہے بلکہ میرا دلی مدعا یہہ ہے کہ الملک الصالح اسمعیل کی مدد کرون اور اون شہرونکو جو کہ اوسکی کمسنی یا ناتجربہ کاری کیوجہہ سے نکل گئے ہین پہر واپس لیلون اوسیکے نام کا خطبہ تمام شہرون کے ممبرون پر پڑہا جائیگا اور اوسیکا سکہ کل ممالک

[۵۱] ابو الفضل محمد بن ابو محمد عبد اللہ بن ابو احمد قاسم شہرزوری ملقب بہ کمال الدین شافعی المذہب تہا اس نے بغداد مین اسعد مہینے سے فقہ پڑہی اور ابو البرکات محمد بن محمد بن خمیس موصلی کو حدیث سُنائی پہلے یہہ موصل کا قاضی مقرر ہوا اور وہین اس نے ایک مدرسہ شافعیہ جاری کیا اور مدینہ منورہ مین ایک سرا بنوائی۔ ابتداً سیف الدین غازی نے اسکی اسقدر عزت کی تہی کہ سلطنت کے کل کاروبار اسیکے سپرد کردیا تہا لیکن معلوم نہین کسوجہہ سے ۵۴۲ھ مین اسکو قید کردیا تہا پہر بعد چندے خلیفہ مقتفی کی سفارش سے آزاد ہوگیا تہا۔ بعد انتقال سیف الدین غازی دمشق مین نور الدین محمود زنگی کے پاس چلا آیا اور یہان اوسنے ایسی ترقی کی کہ عبکا شان وگمان بہی نہ تہا چنانچہ ماہ صفر ۵۵۰ھ مین الملک العادل نور الدین کا وزیر ہوگیا جسطرح یہہ عہد حکومت نور الدین مین عزت سے بسر کرتا رہا تہا اوسیطرح اوسکے انتقال کے بعد بہی رہا۔ بلکہ تا زیست اپنے اوسی محترم عہدہ پر رہا کیونکہ سلطان صلاح الدین نے بعد قبضہ دمشق اسکو اوسی عہدہ پر رکہا۔ فقیہ۔ ادیب۔ شاعر۔ ظریف تہا مقام موصل مین ۴۹۲ھ مین پیدا ہوا اور اسّی برس کی مہینہ کی عمر مین ۶۔ محرم الحرام ۵۷۲ھ مقام دمشق مین انتقال کیا۔

محروسہ لوزیہ مین چلیگا" قاضی کمال الدین نے جون ہی اپنے سلسلہ کلام یا کہ سلطانی پیام کو منقطع کیا ریحان قلعہ دار نے خوشی کے مارے اوسیوقت قلعہ کی کنجیان قاضی کے ہاتہہ مین رکہہ دین اور بسر و چشم سلطان کی اطاعت قبول کر لی۔

اس خداداد کامیابی نے جو کہ اِس ہونہار سلطان کو ابتدائً اوس مقام و شہر مین ہوئی جہانکہ اوس نے نشو و نما پایا تہا اوس کے مضبوط قلب کو ہرطرح سے مطمئن کر دیا۔ اور مالی حالت کو بھی سبنہال دیا۔

ہمارے ناظرین کو یہہ گمان پیدا ہو رہا ہوگا کہ سلطان دمشق مین برس چہہ مہینہ نہین تو دو چار مہینہ ضرور قیام کرے گا کیونکہ یہہ مقام اوس کے نشو و نما اور ترتیب کا ہے۔ اسی دمشق سے اوسکے خاندان کو ترقی ہونی شروع ہوئی تھی۔ اِس شہر سے اوسکو قلبی تعلق ہونا چاہئے۔ لیکن اوس کے عالی دماغ مین تو دوسری ہی ہوا سمائی ہوئی تھی اوسکے حوصلے بلند ہو رہے تھے۔ اوس نے معمولی آدمیون کیطرح تعلقات وطنی کا پابند رہنا پسند نہ کیا چنانچہ دمشق مین سیف الاسلام[1] طغتکین ابن ایوب اپنے بہائی کو اپنا قایم مقام کرکے پہلی جمادی الاول سنہ مذکور کو دمشق سے روانہ ہو گیا۔

ہم اسی موقع پر یہہ امر بھی ظاہر کئے دیتے ہین کہ امیر فخر الدین مسعود زعفرانی

---

[1] سیف الاسلام ابو الغوارس طغتکین بن ایوب بن شادی۔ الملک الناصر سلطان صلاح الدین کا بہائی تہا نہایت ہی شجاع و کریم النفس تہا۔ ملکداری کی عمدہ قابلیت رکھتا تہا۔ ہرکہہ و مہ اسکی حسن سیرت سے خوش رہتے تہے۔ ۱۹ ونیسوین ماہ شوال سنہ ۵۹۳ ہجری کو مقام منصورہ مین انتقال کیا۔

طُغتِکین بضمہ طاء مہملہ و سکون غین معجمہ و کسر تاء مثناۃ و کاف و سکون یاء و نون۔ لغت ترکی ہے۔

عہدِ حکومت الملک العادل نورالدین زنگی سے حمص[1] اور حماۃ[2] وغیرہ بلادِ جزیرہ کا حاکم تہا لیکن اسکی بدمزاجی و غفلت سے اکثر قلعات اِس کے قبضۂ اقتدار سے نکلگئے تھے چنانچہ اندنون حمص پر بہی ایک دوسرا شخص حکومت کر رہا تہا۔

۱۱۔ جمادی الاول سنہ مذکور کو جسوقت سلطان حمص کے قریب پہونچا والی حمص نے پہلے تو یہی قصد کر لیا تہا کہ ہرچہ باداباد حمص ممالک محروسہ سلطانی مین داخل نہونے پائیگا چنانچہ اسی پر دوپہر تک برابر جواب ترکی بہ ترکی دیتا رہا بعد دوپہر شہر تو سلطان کے قبضہ مین آگیا لیکن قلعہ بدستور اوسی کے قبضہ اقتدار مین رہا۔ سلطان نے باقتضائے مصلحت وقت قلعہ سے کچہہ بھی تعرّض نہ کیا بلکہ شہر کا انتظام و انصرام درست کر کے حماۃ کیطرف بڑہا والی حماۃ امیر عزالدین جردیک نے (جو کہ ممالک نوریہ کا ایک ممتاز شخص تہا) پہلے تو حیلہ و حوالے سے ٹالتا رہا لیکن جب اوسکو سلطان کے اس ارادے سے آگاہی ہوئی کہ اِس سفر و عزیمت سے اس نامی ہیرو کا اصلی مقصود حفظِ بلادِ اسلامیہ ہے نہ کہ ملک گیری فوراً اطاعت قبول کر لی۔

اس اثنا مین کہ سلطان حماۃ سے حلب[3] کیطرف جارہا تہا سیف الدین

---

[1] حمص ایک مشہور شہر مابین حلب و دمشق نصف راستہ پر واقع ہے۔ یہان کی آب و ہوا بہت خوشگوار ہے۔

[2] حماۃ قدیم شہرون مین شمار کیا جاتا ہے۔ اسکا ذکر کتب اسرائیلین مین بہی آیا ہے۔ اسکا قلعہ بہت ہی خوبصورت اور مضبوط بنا ہوا ہے۔ کسی زمانہ مین یہہ مضافات حمص سے شمار کیا جاتا تہا۔ گو اب یہہ مستقل اور ایک عظیم الشان شہر تسلیم کیا جاتا ہے۔

[3] حلب ایک مشہور قدیم شہر ہے اسکا قلعہ بہت ہی مضبوط اور بلند اور اوسکی فصیلین شاندار ہین۔ شام کے سرسبز شاداب شہرون مین اسکا شمار ہے۔ اسکی وجہ تسمیہ یون بیان کی جاتی ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ علیہ اسی مقام پر اپنی بکریون کے دودہ ہر جمعہ کو دوہ کر صدقہ کرتے تہے اور عربی مین حلب دودہ دوہنے کو کہتے ہین۔ واللہ اعلم۔

صاحب موصل کے آنکھون مین اِنکی کامیابیان کانٹاسی کھٹک گئین اُوس کے عظمت وشان نے اِسکے حاسِد قلب کو ایسا مضطرب کر دیا کہ اسکو نیک و بد کا امتیاز نہو سکا فورًا اپنے بہائی عزالدین مسعود کو جسکو زلفندار بہی کہتے ہتے ایک کافی لشکر کے ساتہہ سُلطان کے مقابلہ کے لئے روانہ کیا۔ ہنوز سلطان کو مہم حلب سے فراغت حاصل نہوئی تہی کہ دفعتًہ سیف الدین صاحب موصل کی اِس گرم جوشی نے اِس جدید مہم کے مقابلہ کیطرف اوسکو متوجہ کر دیا۔ چنانچہ حلب سے پہلی رجب کو مراجعت کر کے حماۃ ہوتا ہوا حمص مین پہونچا۔ اِدہر تو کامیابی کے ساتہہ اِس نے قلعہ حمص کو بہی لے لیا۔ اُدہر عزالدین مسعود حلب ہوتا ہوا اور حلبیونکو اپنے ہمراہ لیتا ہوا حماۃ کیطرف چلا۔ رمضان ۵۷۰ھ ہجری کا دوسرا عشرہ ختم ہو چلا تہا کہ اِن دونون لشکرون کا شہر حماۃ کے باہر ایک مقام پر جسکو قرون حماۃ کہتے ہین مقابلہ ہو گیا۔ عزالدین مسعود کو بہت بڑے نقصان کے ساتہہ پسپا ہونا پڑا۔ ایک گروہ کا گروہ اپنی بدبختی سے قید ہو گیا لیکن سلطان کی نیک نیتی یا اپنی خوش قسمتی سے آزاد کر دیا گیا۔

اِس واقعہ کے بعد ہی سلطان دوبارہ حلب کیطرف متوجہ ہوا اہل حلب نے اولًا بہت کچہہ حیلہ و حوالہ کیا مقابلہ پر بہی آمادہ ہوئے لیکن آخر الامر بعوض معرہ[1] اور کفرطاب[2] صلح کر لی۔

یہہ تو ہم پہلے ہی لکہہ چکے ہین کہ الملک الصالح اسمٰعیل کی نوعمری ناتجربہ کاری نے

---

[1] معرہ مضافات حمص سے ہے اور معرۃ النعمان ایک بڑا شہر ہے میوہ جات وہان بکثرت پیدا ہوتے ہین۔

[2] کفرطاب ایک چہوٹا سا شہر مابین معرہ اور حلب کے واقع ہے۔ یہہ بہی مضافات حمص سے شمار کیا جاتا ہے۔

فرماکے خود بہی آواخر ماہ شوال مین حماۃ سے دمشق مین واپس آیا۔

۵۷۰ھ کے ختم ہوتے ہی بعض لوگون کو یہہ خیال پیدا ہو رہا ہوگا کہ اب خانہ جنگیون کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ فریقین مین باہم مصالحت ہوگئی۔ امروز فردا مین دائرہ اسلام کی توسیع شروع ہو جائیگی آج اگر یروشلیم کی پہاڑیون کی چوٹیون پر اسلامی پھریرا اُڑتا نظر آئیگا تو کلہہ خدا نے چاہا تو بیت اللحم سے بجائے گہنٹون کے اذان و اقامت کی آواز آئیگی لیکن شاید وہ اس سے واقف نہین ہین کہ **سیف الدین** غازی بن مودود الملک الصالح **اسمعیل** کا چچازاد بہائی ابہی خیر سے زندہ ہے گو اس سے پہلے اوس نے کچہہ کم خفتین نہین اوٹہائین اور اب بہی اوسکے ہمراہی جنکو اوس نے کسی کو ہمت اور کسیکو بطمع اپنے دام تزویر مین پہنسا رکہا ہے رسد کی کمی سے گہبرا گہبرا کر لوٹے جا رہے ہین اور وہ اس مراجعت کو کامیابی سے کہین زیادہ مناسب سمجہتے ہین۔

سیف الدین غازی ابن مودود زنگی کی ناکامی کا یہہ پہلا شگون ہے جو کہ قدرۃً اس پیرایہ مین ظاہر ہوا کہ اسکے ہمراہی بغیر کسی خوف و مقابلہ کے اسکا ساتہہ ہنوز چہوڑ کر چلے جا رہے ہین تاہم اس نے اس موقع پر بہی اپنی چالاکی نہین **سعد الدین کمشتکین** کو جو کہ **الملک الصالح** کا خادم اور اوسکے کل امور کا مدبر تہا دم دلاسا دیکر سلطان کے مقابلہ پر آمادہ کر لیا۔

اس طرف سے تو **سیف الدین** اور **کمشتکین** ایک جمعیت[1] کثیرہ لئے ہوئے روانہ ہوئے اور اوس طرف سے ہمارا نامی سلطان دمشق سے حلب کیطرف ڈبل

[1] سیف الدین کے ہمراہ اس واقعہ مین بیس ہزار سوار تہے خیال یون کیا جاتا ہے کہ چہہ ہزار تو اس کے خاص ہمراہی تہے اور باقی چودہ ہزار والی ماردین اور والی حصن کیفا کے آدمی تہے۔

کوچ کرتا ہوا ٹربالوین شوال ۱۷؁ ۵۷۱ھ یوم چہارشنبہ کو دونون فوجین تل سلطان[۱] پر پہونچ گئین۔ صبح ہوتے ہی طرفین نے تلوارین کہینچ لین۔ ایک دوسرے دست و گریبان ہوگئے۔ اگرچہ اس مقابلہ مین پہلے ہمارے فتح نصیب سلطان ہی کو ناکامیابی نے اپنا موہنہ دکہلایا تہا۔ چنانچہ اسکے میسرہ کو جسکا کمانڈنگ افسر زین الدین تہا سیف الدین کے میمنہ سے جسکا افسر مظفر الدین تہا ایسی کچہہ ہزیمت ہوئی جس سے یہہ اُمید کیجا سکتی تہی کہ سیف الدین کو پوری پوری کامیابی حاصل ہوگی لیکن سلطان کے بشاش چہرہ پر اس واقعہ سے شکن تک نہ آیا اور نہ اُسکے مطمئن قلب پر اس غیر متوقع حادثہ کا کچہہ اثر پڑا فوراً اوس نے اپنے پُرجوش تقریر سے منتشر جماعت یا منہزم گروہ کو پہر جمع کرلیا اور ایسا قوی حملہ کیا کہ فریق مخالف کے قلب کا پاؤن ڈگ گیا۔ سیف الدین غازی سخت ہزیمت کے ساتہہ پسپا ہوکر لڑائی کے میدان سے ایسی بے سروسامانی و اضطراب سے بہاگا کہ حلب مین بہی نہ ٹہر سکا دریائے عبور کرکے موصل کیطرف روانہ ہوا اور فخر الدین اور عبد السمیع وغیرہ کو جو کہ سیف الدین کے اُمراء کبار سے تہے اور اس لڑائی مین اپنی تیرہ بختی سے گرفتار ہوگئے تہے سلطان نے آزاد کردیا۔ اون کے ساتہہ وہ برتاؤ نہین کیا جو کہ غیر قوم کے قیدیون کے ساتہہ برتے جاتے تہے اِس سے ہر شخص اندازہ کرسکتا ہے کہ سلطان اِن خانہ جنگیون مین دست اندازی کسی ذاتی منفعت کے خیال سے نکرتا تہا بلکہ بنظر حفظ بیضۂ اسلام اُنہین جہگڑون مین چندے منہمک رہا۔

سلطان نے بعد ہزیمت سیف الدین غازی پنجشنبہ کا بقیہ دن

---

[۱] تل سلطان ایک مقام کا نام ہے اس مین ایک سرائے فندق نامی تہی۔ حلب سے ایک منزل کی دمشق کے جانب واقع ہے۔

تو اسی جنگ گاہ مین گزرا نا دوسرے روز فجر ہوتے ہی شہر منبج[51] اور قلعہ اعزاز[52]
کیطرف بڑھا۔ منبج تو دو ہی چار خفیف لڑائیون کے بعد ممالک محروسہ سلطانی مین
داخل ہو گیا اور والی قلعہ قطب[53] الدین ینال منبجی گرفتار بھی ہو کر آیا اور
آزاد بھی کر دیا گیا۔ باقی رہا قلعہ اعزاز اسکو بھی بعد متعدد لڑائیون اور
اڑتیس[۳۸] یوم کے محاصرہ کے اگیارہوین ذیحجہ ۵۷۱ھ کو اہل قلعہ نے امان کے
ساتھ قلعہ کو ہمارے فتح نصیب سلطان کے سپرد کر دیا۔

اس خداداد کامیابی کے بعد تیسرے روز ۱۴۔ ذیحجہ سنہ مذکور کو
قلعہ اعزاز سے روانہ ہو کر سولہوین تاریخ کو حلب کا دوبارہ محاصرہ کر لیا یہہ
وہ وقت تھا کہ الملک الصالح اسمٰعیل معہ اپنی فوج کے اسکے قلعہ مین تھا۔
انیسوین[۱۹] محرم ۵۷۲ھ تک برابر کچھ نہ کچھ کم زیادہ لڑائیان ہوتی رہین گو
لڑائی کی ظاہری صورت تو یہی کہہ رہی تھی کہ نہ تو ہمارا نامی اسلامی ہیرو
محاصرہ سے دست کشی کریگا اور نہ الملک الصالح اسمٰعیل مقابلہ سے باز آئیگا
فریقین نے اپنی اپنی قسمت کا فیصلہ اسی لڑائی کے خاتمہ پر منحصر کر دیا ہے
لیکن اصل بات تو یہہ ہے کہ جب تک طرفین مین دم باقی رہتا ہے جواب ترکی بہ ترکی
ایک دوسرے کو دیتے جاتے ہین اور جہان اونمین سے کیسکی قوت گھٹنی شروع ہوئی

---

[51] منبج قدیم شہر ہے اسکی بہت ہی وسیع آبادی ہے۔ فرات سے ساڑھے چار کوس اور حلب سے پندرہ کوس کے فاصلہ پر ہے۔

[52] اعزاز و عزاز ایک چھوٹا سا شہر لیکن نہایت ہی شاداب حلب کے شمال غرب مین چند میل کے فاصلہ پر واقع ہے اسمین ایک قلعہ بھی ہے۔ آب و ہوا یہان کی اسقدر عمدہ اور صحیح ہے کہ حشرات الارض کا وجود تک نہین پایا جاتا۔

[53] قطب الدین اس واقعہ کے بعد سیف الدین غازی کے پاس موصل چلا گیا۔ اوسنے قطب الدین کو رقہ کا حاکم کر دیا۔

فوراً امان طلب کرتے ہین یا صلح کرنے پر آمادہ ہوجاتے ہین چنانچہ کلھہ تک آپ لوگ
بہی دیکہتے آئے ہین کہ الملک الصالح اسمعیل کمال مردانگی سے اپنے مقابل کا
مقابلہ کررہا تہا حریف کے قوی سے قوی حملون کا جواب اوسی استقلال سے
دیتا جاتا تہا جس استقلال کی اوس سے امید کیجا سکتی ہتی اور آج ۵۷۲ھ ہجری کے
پہلے مہینہ کی بیسوین تاریخ کو صلح کے پیام بہیج رہا ہے مردانگی کا یہہ اشارہ ہے
کہ جو کچہہ ہو مقابلہ سے قدم نہ ڈگنے پائے اور قوت کا یہہ حال ہے کہ لحظہ بلحظہ
گہٹتی جاتی ہے ہمارے سلطان کو کچہہ اس سے ذاتی خصومت تو تہی نہین
اور نہ وہ خود پسند سلاطین کیطرح اپنے نفس کا پابند تہا دو چار بار رد و قبول کے
بعد اس نے الملک الصالح کی درخواست قبول کر لی اور باہم مصالحت[۱] ہو گئی
قبل اسکے کہ سلطان حلب سے روانہ ہو کر بلاد اسماعیلیہ کو بہی اپنی مردانگی
اور قوت کی ایک خفیف سی جہلک دکہلاتا ہوا مصر کے طرف مراجعت فرمائے
مرحوم الملک العادل نور الدین زنگی کی ایک کمسن لڑکی عجب نہین کہ
اس مین اوسکے بہائی الملک الصالح اسمعیل کا اشارہ ہو سلطانی خیمہ مین آئی
سلطان نے جیسا کہ مناسب تہا اوسکی خاطر داری کی اور بہت کچہہ اوسکو
تحفے تحائف دیئے۔ اسپر بہی اوسکے فیاض دل کو صبر نہ آیا تو کمال ملاطفت سے
استفسار کیا ماتریدین (کیا چاہتی ہو) لڑکی دبے ہوئے الفاظ مین
فقرہ "ارید قلعة اعزاز" (مین قلعہ اعزاز چاہتی ہون) پورے طور سے نہ ادا کرنے
پائی ہتی کہ اس دریا نوال سلطان نے خوشی اور مسرت کے لہجہ مین کہا آیا

---

[۱] فریقین مین منجملہ شرائط صلح یہہ بہی قرار پایا تہا کہ ہر ایک دوسرے کا درانحالیکہ کوئی غیر حملہ
کرے معین و مددگار رہیگا۔ اس صلح مین الملک الصالح اسمعیل ہی اکیلا نہ تہا بلکہ سیف الدین
صاحب موصل اور صاحب حصن کیفا اور والی ماردین بہی شریک تہے۔

(ین نے اوسکو یعنی قلعہ اعزاز کو بچے دیدیا) کہکر اوسکی اوس شرمندگی کو
جو کہ ہر شریف کے چہرہ سے سوال کیوقت عرق ہو کر نمایان ہوتی ہے دور کردیا
اور اوس کے دوسرے ہی دن سنان سرگروہ اسماعیلیہ کو اوس کے
اوس پیشقدمی کا جسکا ذکر ہم اس سے پہلے کر چکے ہین ذایقہ چکہانے کے غرض سے
بلاد اسماعیلیہ کیطرف بڑہا۔

مضیات پر حملہ اور صلح

سب سے پہلے قلعہ مضیات[۱] کا جو کہ بلاد اسماعیلیہ کے مستحکم قلعون مین شمار
کیا جاتا تہا محاصرہ کیا چارون طرف سے منجنیقین[۲] نصب کین۔ سلطان کا
اقبال بآواز بلند پکار پکار کہہ رہا تہا کہ صبح ہوتے ہی زیادہ برین نیست
ظہر کے وقت تک اسکی کامیابی کا پہریرہ اس قلعہ پر بہی اوڑا دیا جائے گا
لیکن سنان حاکم قلعہ نے شہاب الدین الحارمی صاحب حماۃ کے ذریعہ سے
جو کہ سلطان کا ماموں تہا فوراً مصالحت کرلی اور اس قلعہ کی بلند فصیلونکو
سلطانی بہادرون کے ہاتہون زیر و زبر ہونے دیا۔

سلطان نے مصر کیطرف مراجعت کیا

اس واقعہ کے بعد سلطان کو مصر کے تعلقات نے ایسا برداشتہ
خاطر کیا کہ دور وز کی مسافت ایکروز مین طے کراتے ہوئے ماہ ربیع الاول
۵۷۲ھ ہجری کے نصف اول ہی مین مصر کی خوشنما سین کو دیکہلا دیا مصر کو

---

[۱] یہہ ایک مشہور قلعہ قریب طرابلس کے ساحل پر واقع ہے۔ شہر حماۃ اور حمص اور مضیات بشکل مثلث ایک دوسرے سے تہوڑے فاصلہ پر ہین شرقی زاویہ پر حماۃ ہے اور زاویہ غرب شمال مین مضیات ہے اور جانب غرب جنوب حمص ہے۔ شہر مضیات بہی نہایت شاداب اور زرخیز ہے یہی شہر گویا اسماعیلیہ کا مرکز تہا۔

[۲] منجنیق بالفتح فلاخن وہندی گوپہنا اسکو حکیم ارشمیدوس یونانی نے ایجاد کیا تہا قلعہ کی فصیلون اور دیوارون کے توڑنے مین یہہ کام آتا تہا۔

کمال جوش و خوشی سے اپنے فتح نصیب سلطان کا خیر مقدم کیا سلطان نے اسی سنہ مین مصر اور قاہرہ کے شہر پناہ بنانے کا حکم دیا اور جبل مقطم پر قلعہ[1] بنانیکا بنیادی پتہر اپنے مبارک ہاتہہ سے رکہا۔ ماہ جمادی الاول سنہ ۵۷۲ ہجری کی پہلی یا دوسری تاریخ تہی کہ امام شافعی رضی اللہ عنہ کے مزار کے قریب ایک مدرسہ اور ایک بیمارستان (یعنی شفاخانہ) قایم کیا۔ اور ان دونون کے مصارف کے لئے بہت بڑی جائداد وقف کردی۔

ہزیمت رملہ

انہین کامیابیون کے سلسلہ مین ہم اوس عارضی ناکامی کو بہی بیان کئے دیتے ہین جو کہ بمشیت ایزدی مقام رملہ[2] مین ہمارے نامی سلطان کے لشکر ظفر پیکر کو ہوئی تہی اگرچہ اس ناکامی کو اپنے ماسبق حالات سے نہ تو باعتبار سنہ و سال تعلق ہے اور نہ باعتبار دلچسپی و کامیابی کچہہ سروکار ہے لیکن دنیا مین یہہ ہوتا ہی چلا آتا ہے ہمیشہ لڑائیون مین جو شخص فتح نصیب کہلاتا ہے اوسیکو گاہے گاہے شکست بہی ہوا کرتی ہے یہہ کچہہ ضروری نہین ہے کہ جو شخص برسر حق ہو ہمیشہ اوسی کو کامیابی ہو کبہی کبہی عارضی غیر ضروری ناکامی بہی ہو جایا کرتی ہے بقول شخصے ؎

گرتے ہین شہسوار ہی میدان جنگ مین ✳ وہ طفل کیا کریگا جو گہٹنون کے بل چلے

اگر عارضی طور سے کہین کسی لڑائی مین ہمارے نامی سلطان کو ناکامی بہی

---

[1] اس قلعہ کا دور انتیس ہزار تین سو دراع ہاشمی تہا سلطان کے انتقال کے وقت تک اسمین برابر بڑہ لگی رہی سنہ ۵۹۰ھ کے اخیر مین اسکی عمارت تمام و کمال تیار ہو گئی۔

[2] رملہ ایک شہر ہے سرزمین فلسطین مین سلیمان ابن عبد الملک اموی نے اسکو لوٹ لیا تہا عزیزی لکہتا ہے کہ رملہ فلسطین کا ایک قصبہ ہے بیت المقدس سے ایک روز کے رستہ پر۔ رملہ کو اس لئے قدیم شہرون مین نہین شمار کیا بلکہ اوسکا یہہ خیال ہے کہ لُد پورانا شہر تہا جسکو سلیمان ابن عبد الملک اموی نے ویران کرکے لُد سے تین کوس کے فاصلہ پر جانب مغرب رملہ کو آباد کیا۔

ہوئی تو کیا۔ یہہ کچہہ اوسکی لشکریون کی پست ہمتی یا بزدلی پر دلالت نہین کرسکتی جس نے ہمیشہ مقصود و کامیابی کے ہرے بہرے باغ شکرگزاری کے ساتہہ دیکہے ہونگے وہ اوسی دلچسپی سے ناکامی و نامرادی کے سُنسان میدانکی بہی کمال صبر و شکر سے سیر کرے گا۔ آئے! آپکو ہم رملہ کی لڑائی کا دلچسپ سین دکہلائین

ماہ جمادی الاول ۵۷۳ھ کے دوسرے عشرہ کے اخیر مین ہمارا نامی سلطان مصر سے ایک جمعیت کے ساتہہ بلاد نصاری کیطرف روانہ ہوا۔ چوبیسوین جمادی الاول کو اطراف عسقلان مین پہونچا خاطرخواہ لشکریون نے کسی قریہ کو لوٹ لیا کسی کو برباد و ویران کردیا۔ اکثر کو قید اور بعضون کو قتل کیا لیکن نصرانیون مین سے ایک متنفس بہی اپنے صلیبی بہائیون کی مدد کو برسر مقابلہ نہ آیا عساکر اسلامی ایک تو خود ہی قلیل تہے دوسرے مختلف مقامات کیطرف منتشر ہوگئے چنانچہ سلطان صلاح الدین بہی تہوڑے سے جوانون کو ہمراہ لئے ہوئے رملہ کے طرف جا رہا تہا ہنوز نہر سے عبور بہی نہ کرنے پایا تہا کہ مسیحی لشکر صلیبی پہریرے لئے ہوئے دست بدست لڑنے کو مقابلہ پر آگیا سب سے پہلے عساکر اسلامیہ سے جو لڑنے کو لڑائی کے خوفناک میدان مین آیا وہ محمدؒ ہمارے سلطان کا بہتیجا تہا او مقدمۃ الجیش کا کمانڈنگ افسر تہا۔ اِس نے کامل چار گہنٹے تک اپنے حریف کا مقابلہ کیا پانچوان گہنٹہ شروع ہی ہوا تہا کہ محمدؒ تو شہید ہوا اور احمدؒ ابن تقی الدین[1] اسلامی پہریرہ لئے ہوئے کمال تیزی اور شوق سے قدم بڑہائے ہوئے آگے بڑہا احمدؒ ابن تقی الدین کچہہ تجربہ کار رسیدہ آدمی نہ تہا بلکہ ہمارے خیال مین اوسکا پورے طور سے

[1] تقی الدین ایک دوسرا لڑکا شہنشاہ نامی کو نصرانیون نے دہوکا دیکر قید کر لیا تہا سات برس کے بعد سلطان نے کثیر التعداد روپیہ دیکر چہوڑایا تہا۔

سباب بہی نہین آیا تہا البتہ اوسکے سُرخ چہرہ پر کسیقدر خطوط نمایان ہو چلے تہے
اس نے اپنے اون دولون حملون مین جو کہ بقوت تمام مسیحی فوج پر کرکے ایسے
ملک مین پہونچگیا جہان کہ کبہی کسی قسم کی لڑائی کی ہوا بہی نہ جاسکے گی یہہ ثابت
کردیا تہا کہ باوجود حداثت سن کے مردانگی واقفکاری نبرد آزمائی مین اپنا
آپ ہی نظیر تہا۔

پرنس ارناط (آرنلڈ) نے جو کہ صلیبی لشکر کا افسر اعلیٰ تہا بعد اس واقعہ کے
گہبرا کر ایک مجموعی قوت سے ایسا قوی حملہ کیا کہ اسلامی عساکر کے کچہہ لوگ میسرہ
سے میمنہ اور میمنہ سے میسرہ مین خلط ملط ہوگئے اور کچہہ ایسے حواس باختہ ہوگئے
کہ ان کے قدم استقامت ڈگمگا گئے سلطان نے ہرچند کوشش کی کہ یہہ
منہزم گروہ لوٹ آئے۔ حریف مقابل سے بزور قوت نمایان کامیابی
حاصل کرے لیکن کچہہ بہی کارآمد نہ ہوئی۔ جب تک آفتاب اپنی تیز روشنی سے
عالم کو روشن کرتا رہا اسلامی بہی تیزی سے قدم بڑہائے ہوئے چلے جاتے تہے
نہ کسی سے انکو رستہ دریافت کرنے کی ضرورت تہی نہ انکو خود بہی راہ
بہول جانے کا اندیشہ تہا لیکن جیسے ہی شب نے آفتاب کو اپنی گود مین لیلیا
اور تاریکی نے عالم سے روشنی کا نام تہوڑی دیر کے لئے کافور کردیا یہہ بیچارے
جنپر ہزیمت کی نئی آفت پڑی تہی رستہ بہول گئے اثنار راہ مین بڑی بڑی
دقتین اوٹہانی پڑین کچہہ تو قلت رسد کے نذر ہوگئے اور بعضے مبتلائے مرض
ہوکر ہمیشہ کے لئے مصائب سفر و مقابلہ سے بچگئے سیکڑون باربرداری کے
خچر سواری کے گہوڑے بے دانہ گہاس مرگئے ماہ جمادی الثانی ۵۷۳ھ کا
نصف اول گذر چکا تہا کہ سلطان معہ اون لشکریون کے جو کہ مقابلہ اور
مصائب سے باقی رہ گئے تہے پنجشنبہ کے روز قاہرہ مین داخل ہوا۔

لشکر کا وہ حصہ جو کہ عسقلان ہی سے علیحدہ ہو کر اطراف وجوانب مین پہیل گیا تہا اور اوسکا افسر **فقیہ عیسیٰ** ہکاری تہا وہ بخوف وخطر بلاد نصاریٰ مین چلا جا رہا تہا ۔ ہنوز کسی کامیابی کے میدان مین نہ پہونچنے پایا تہا کہ اوسکا بہی مقابلہ نصرانیون کے ایک ایسے گروہ سے ہو گیا جو کہ اس سے سہ چند چہار چند تہے پہلے ہی حملہ مین مسلمانون کے پانوُن اکہڑ گئے جنکی قسمتون مین قسام ازل نے شہادت لکہہ دی تہی وہ تو شہید ہوئے اور جنکے نصیب مین قید ہونا تہا وہ نصرانیون کے پنجۂ غضب مین پڑگئے ۔ معدودے چند جان بچا کر مصر پہونچے ۔ سلطان نے دو برس کے بعد ساٹہہ ہزار دینار دیکر فقیہ عیسیٰ کو معہ اون مسلمانون کے جنکو کہ اس واقعہ مین نصرانیون نے قید کر لیا تہا رہائی دلائی ۔

سلطان نے خود اس واقعہ کو اجمالاً اپنے اوس خط مین جو کہ اسنے مصر سے **شمس الدولہ توران شاہ** کے پاس دمشق کے طرف بہیجا تہا اسطرح ذکر کیا ہے کہ ولقد اشرفنا علی الھلاک غیر مرۃ وما انجانا اللہ سبحانہ منہ الا لامر یریدہ سبحانہ ۔ یعنی ہم مکرر ہلاکت کے قریب پہونچگئے تہے اللہ سبحانہ نے اوس سے ہم کو نہین نجات دی مگر یہہ کہ کسی کام کے غرض سے جسکا وہ قصد رکہتا ہے ۔

علامہ **ابو الحسن** علی بن **ابو الکرم** معروف بہ **ابن اثیر** جزری صاحب تاریخ کامل نے اس خط کو خود اپنے آنکہون سے دیکہا ہے ۔

اس واقعہ غیر متوقعہ کے بعد ہی نصرانیون نے دو مرتبہ **حماۃ** پر حملہ کیا اور دونون بار ناکامی کے ساتہہ پسپا ہوئے ایک تو ماہ جمادی الاول ۵۷۳ھ مین جسوقت کہ **سلطان** بعد ہزیمت رملہ مصر کیطرف جا رہا تہا اور ظاہرا

اس حملہ کا سبب یہی کمبخت ہزیمت ہوسکتی ہے اور دوسری بار ماہ ربیع الاول ۵۷۴ھ
مین شام کے نصرانیون نے باتفاق حماۃ پر فوجکشی کی۔ اور یہہ وہ زمانہ تھا
کہ سلطان مصر سے بقصد دمشق روانہ ہوکر حمص کے قریب پہونچگیا گیا تھا۔
سلطان پہلے حملہ مین نصرانیون کے جواب دینے کو پہونچ ہی نہین سکتا تھا۔
باقی رہا یہہ دوسرا حملہ اس مین گو یہہ ممکن تہا کہ سلطان خود اس طمعی گروہ کا
مقابلہ کرتا لیکن اوسکو اس امر کی ضرورت ہی نہ ہوئی حماۃ کے اسلامی لشکر نے
نصرانیون کے دانت کھٹے کردیئے اور بہت بڑے نقصان کے ساتھہ ان کو
پسپا کرکے اون مسلمانون کو جنکو نصرانیون نے حماۃ کے قرب وجوار کے قصبات
سے گرفتار کرلیا تہا چھوڑالیا اور اون کے مقتولون کے سرون کو سلطان
کیخدمت مین حمص مین بہجدیا۔

اسی ۵۷۴ھ مین شمس الدین محمدؒ بن عبدالملک المقدم اور ہمارے
نامی سلطان سے کسیقدر کیا بہت بڑی ناصافی ہوگئی تہی۔ وجہ اوسکی یہہ تہی
کہ جسوقت سے سلطان نے بعلبک کو اپنے مقبوضات مین شامل کرلیا تہا
اوسیوقت سے بعوض حسن خدمت واطاعت بعلبک کی حکومت شمس الدین محمدؒ
ہی کے قبضۂ اقتدار مین تہی۔ اسی اثنا مین کہ ہمارا نامی ہیرو حمص کے قریب
مقیم تہا کہ شمس الدولہ محمدؒ بن ایوب نے اپنے بھائی ہونہار سلطان سے بعلبک کی
حکومت کی خواہش ظاہر کی سلطان نے شمس الدین حاکم بعلبک کو
یہہ لکھا کہ بعلبک تو تم شمس الدولہ کو دیدو اور ہم تمکو اس کے عوض مین
جس شہر کی تم حکومت پسند کروگے بے تامل دیدینگے شمس الدین معلوم
نہین کس خیال مین تھا سلطان کے اس کہنے پر کچھہ بھی ملتفت نہوا۔
نتیجہ اسکا یہہ ہوا کہ سلطان نے بعلبک کا محاصرہ کرلیا گو بعد چندے سلطان

سلطان اور والی بعلبک کی ناصافی اور صفائی

تو دوسرے طرف چلا گیا لیکن حصار بدستور رہا۔ آخر الامر **شمس الدین** نے صلح کے پیام بھیجے اور معافی چاہی **سلطان** نے بوجہ صفائی باطنی صلح کرکے بعلبک تو **شمس الدولہ** کے سپرد کر دیا اور شمس الدین کو بجائے اس کے دوسرا شہر مرحمت فرمایا۔

نصرانیون نے دمشق پر حملہ کیا اور ناکام رہے

نصرانیون نے پھر اسی **سنہ ٥٧٤ھ** کے اخیر ماہ ذیقعدہ مین ایک جمعیت کثیرہ سے شہر دمشق پر حملہ کیا۔ اطراف و جوانب شہر دمشق کے جو قصبات اور چھوٹے چھوٹے گاؤن تھے اونکو لوٹ لیا مسلمانون کو قتل و قید کرنا شروع کر دیا **سلطان** نے ایک دستہ فوج بسرگروہی اپنے بھتیجے **فرخ شاہ** کے بطور مقدمۃ الجیش کے روانہ کیا اور بتاکید سمجھا دیا تھا کہ جسوقت نصرانیون کے قریب پہونچ جانا فورًا اطلاع دینا کہ مین خود مقابلہ پر تلا بیٹھا ہون۔ اتفاق کچھ ایسا ہوا کہ فرخ شاہ ایسے حالت مین نصرانیون سے مڈبھیڑ ہو گیا کہ اوسکو اطلاع کا موقع نہ ملا۔ طرفین سے تلوارین کھنچ گئین موت سرون پر کھیلنے لگی۔ اس لڑائی مین عجب تھا کہ بوجہ قلت جماعت مسلمانون ہی کی شکست ہوتی لیکن فرخ شاہ کے توانا بازون اور اوس کے مضبوط دل نے ایسا حملہ کیا کہ نصرانیون کے پاؤن اوکھڑ گئے۔ اس لڑائی مین نصرانیون کے بڑے بڑے دلاور نبرد آزما مارے گئے منجملہ اونکے ہنفری[1] بھی جو کہ شجاعت و دلیری مین ضرب المثل تھا کام آیا۔

غالبًا آپ لوگون کے اذہان مین یہہ خطرہ گزر رہا ہوگا کہ ہمارا **سلطان بعلبک** سے روانہ ہوکر کسطرف جا رہا ہے اور اسکا ارادہ کیا ہے انہین جانہ جنگیون کے رفع دفع کرنیکے لئے تیزی سے قدم اوٹھائے چلا جاتا ہے یا کہ نصرانیون کے آتش فتنہ و فساد کے فرو کرنیکے عوض سے دو دونکی منزل ایکدن مین

[1] اسکا نام رناڈ دی چیٹیلان تھا فرانس سے لوئیس کی فوج کے ساتھ ایشیا مین آیا تھا اور ریمنڈ والی انطاکیہ کی فوج مین نوکر ہو گیا جب ریمنڈ ایک لڑائی مین مارا گیا تو اوسکی بی بی نے اسکو اپنی شوہریت کیلئے منتخب کرکے اسکے ساتھ عقد کر لیا تھا۔

طے کرتاہے اور یا سوا اسکے اور کوئی ضرورت پیش آئی ہے۔ ہم سمجھتے ہین کہ آپ لوگون نے کسی قدر عجلت سے کام لیا ورنہ ہم تو یہہ بتلانیوالے ہی تھے کہ ہمارا سلطان بعلبک کو بحالہ محاصرہ مین چہوڑکر بانیاس کیطرف جارہا ہی۔

نصرانیونکی شکست

وجہ اسکی یہہ تہی کہ نصرانیون نے بانیاس کے قریب ایک جدید قلعہ بنوالیا تہا جوکہ آیندہ بیت المقدس کے فتح کرنے مین کسیقدر خلل انداز ہوسکتا تہا اسوجہ سے سلطان بعلبک کا حصار چہوڑکر بانیاس کیطرف قتل و غارت کرتا ہوا بڑہا۔ ہمارے اس کہنے سے کہ اثناء راہ مین نصرانیون کے قصبات اور چہوٹے چہوٹے مواضع کو سلطانی لشکر غارت و برباد کررہا تہا یہہ نہ سمجھہ لینا کہ نصرانیون کو بلاامتیاز عورت و لڑکے و بڈہے کے عساکر صلاحیہ قتل کررہا تہا بلکہ حسب تعلیم شارع عورتون لڑکون بڈہون سے تو کچہہ تعرض ہی نہ کرتے تہے البتہ وہ ایسے مردون کو درانحالیکہ نہ وہ اسلام ہی قبول کرتے تہے اور نہ فدیہ دیتے تہے قتل یا قید کرلیتے تہے غرض کہ بہت ہی قلیل عرصہ مین **بانیاس** پہونچکر قلعہ کا محاصرہ کرلیا۔ سنہ مذکور تو دوچار معمولی لڑائیون مین تمام ہوگیا لیکن ۵۷۵ھ کا داخل ہونا تہا کہ طرفین کے قلوب قابو سے باہر ہوگئے نصرانیون نے ہر چہار طرف سے حملے شروع کردیئے قریب تہا کہ سلطانی لشکر محاصرہ مین آجائے یا کہ اپنے مورچہ سے پیچہے ہٹ آئے لیکن ہمارے شیردل فتح نصیب **سلطان** نے اس آواز پر کہ الجنۃ تحت ظلال السیوف (جنت تلوارون کے سایہ کے نیچے ہے) ہر فرد بشر مارنے اور مارے جانے پر تل گیا اور ایسا قوی حملہ کیا کہ نصرانیون کی جماعت منتشر ہوگئی ہزارہا نصرانی تیغ اجل کے نذر ہوگئے لاکہون کا مال ضایع ہوا بیشمار مسیحی تیرہ بختی سے مسلمانون کی غلامی کے لئے قید ہوئے منجملہ اون کے والی رملہ و نابلس جوکہ نصرانیون کا بہت بڑا مدبر

پیشوا تہا اور حاکم طبریہ جیبل جو کہ نصرانیون کے مشاہیر جنرل سے تہے گرفتار ہوکے دربار سلطانی مین حاضر کیے گئے صاحب علیہ نے تو ڈیڑھ لاکہہ دینار صوریہ فدیہ دیکر اور ایک ہزار مسلمان قیدیون کو آزاد کرکے قید کی ذلّت سے نجات پائی اور باقی سب قیدخانہ کے سپرد کیے گئے۔

قلعہ کے محاصرہ مین کامیابی

اس کامیابی کے بعد سلطان پہر قلعہ کے محاصرہ مین مشغول ہوا اور اوسکو اس امر کا پورا پورا الیقین ہوگیا کہ نصرانی اب ہرگز بہی مقابلہ پر نہ آئینگے جہانتک ممکن ہو اوس سے بہی جلد منجنیقین قایم کرکے قلعہ کو زمین دوش کردینا چاہیئے لیکن جاولی اسدی نے جو کہ عساکر اسدیہ کا ایک نامی افسر تہا اس رائے سے مخالفت کی اور یہہ مشورہ دیا کہ پہلے نصرانیون کی قوت کو اپنے قوی حملون سے توڑنا چاہیئے اگر ہم اس مین کامیاب ہوگئے تو فبہا ورنہ بدرجہ مجبوری قلعہ کو منجنیقون کے ذریعے سے مسمار کردینگے سلطان نے اس رائے کو پسند کیا اور اگلے دن سے حملے شروع ہوگئے۔ اسلامی لشکر کا ایک حصہ قلعہ کے فصیلون تک پہونچگیا گو نصرانیون نے اونپر کہڑکیون سے تیرباری شروع کردی لیکن ان کے قدم استقامت ذرا بہی نہ ڈگے یہانتک کہ شام ہوگئی۔ لڑائی کا بازار بہی سرد ہوگیا **سلطان** نے مصلحتاً اس گروہ کو شب بہر اوسی مقام پر رکہا صبح ہوتے ہی سُرنگ مین جو کہ ایک ہی شب مین تیار کی گئی تہی آگ مشتعل کیا لیکن قلعہ کی دیوارین چونکہ عریض زیادہ تہین اسوجہ سے پہلے دن ناکامی ہوئی دوسرے روز بہت عمیق سُرنگ کہودی گئی۔ اور آگ مشتعل کرتے ہی ایک ایسی ہیبت ناک آواز لڑنے والون کے کانون مین آئی کہ جس سے ہر شخص جس حالت مین تہا حیرت زدہ سکتہ کے عالم مین کہڑا رہگیا بعد ایک ساعت کے ہوش وحواس بجا ہوئے تو یہہ دیکہا گیا کہ قلعہ کی شمالی دیوار زمین دوش ہوگئی ہے اور اسلامی پہریرہ قلعہ کے بلند مینار پر کامیابی کی ہوا مین

اُوڑ رہا ہے مسلمان قیدی جو کہ اس سے پہلے نصرانیون کے پنجہ عضب مین گرفتار ہوگئے تہے آزاد ہوکر اپنے حریف سے بدلہ لیتے ہین نہ تو نصرانیون کا صلیبی نشان کہین دکھلائی دیتا ہے اور نہ اونکا وہ دم خم باقی ہے قیدیون کو تو سلطان نے دمشق کے طرف روانہ کردیا اور خود اس موقع سے جب تک کہ قلعہ زمین کے برابر نہ کردیا گیا اوس نے کسی طرف کا قصد نہ کیا۔

اسی موقع پر یہہ امر بہی ظاہر کردینا چاہیئے کہ لڑائی سے پہلے ہمارا نامی سلطان ساٹھہ ہزار دینار مصری نصرانیونکو اس غرض سے دے رہا تہا کہ بغیر جدال و قتال اس قلعہ کو مسلمانون کے حوالہ کردین و یا خود ہی منہدم کردین لیکن نصرانیونکو تو اپنی کثرت اور قوت پر غرّہ تہا اس امر پر راضی نہوئے اور نتیجہ وہی ہوا جو کہ ہم لکھہ چکے ہین۔

قلیج ارسلانکی دست درازی

اسی سنہ مین سلطانی لشکر اور قلیج ارسلان[۱] بن مسعود بن قلیج ارسلان صاحب بلاد روم سے معرکہ آرائی ہوئی۔ وجہ اسکی یہہ تہی کہ نورالدین زنگی نے کسی زمانہ مین قلعہ رعیان[۲] قلیج ارسلان سے فتح کرلیا تہا اور اسوقت تک شمس الدین بن المقدم اس قلعہ کا حاکم تہا۔ اندنون چونکہ مابین الملک الصالح اور سلطان کے ناصافی کیا بلکہ پورے طور سے چل رہی تہی اسوجہہ سے قلیج ارسلان نے بلا سوچے سمجہے بیس ہزار کی جمعیت سے قلعہ پر حملہ کیا اور کامل طور سے محاصرہ کرلیا سلطان نے فورًا اپنے بہتیجے تقی الدین عمر کو اس مہم کا افسر مقرر کرکے روانہ کیا۔

تقی الدین عمر نے بہت ہی ہوشیاری سے اس مہم کو سر کیا اکثر فخریہ نہرمت

---

[۱] قلیج ارسلان ۵۵۸ھ مین بعد انتقال اپنے باپ مسعود بن قلیج ارسلان صاحب بلاد روم کے سریر حکومت پر بیٹھا ۲۷ برس تک اسنے حکومت کی اور ۵۸۸ھ مین مقام قونیہ یا قیساریہ مین انتقال کیا۔

[۲] قلعہ رعیان شمالی جانب حلب کے واقع ہے۔

بالف مقاتل عشرین الفا (یعنی ہزار جنگی سپاہیوں سے مینے بتیس ہزار کو شکست دی) کہا کرتا تہا۔ اس کامیابی کے بعد تقی الدین اولٹے پاؤن سلطان کیطرف واپس آیا اور قلیج ارسلان ناکامی کے ساتہہ اپنے دارالحکومتہ کو لوٹ گیا۔

قلیج ارسلان اور قزا ارسلانکی مصالحت

ہم پہلے کل اون اُمور سے جنکو آیندہ تحریر کرنے والے ہین یہہ بات ظاہر کیا چاہتے ہین کہ نورالدین قزا ارسلان کو تہوڑے دنون سے معمولی عورتون کی طرف کچہہ ایسا میلان ہوگیا ہے کہ اوسنے اپنی منکوحہ بی بی کو نہین چہوڑا بلکہ جہاد فی سبیل اللہ کو بہی بہولا دیا ہے یقیناً اسیوجہ سے قلیج ارسلان والی بلاد رُوم نہ محض اس خیال سے کہ قزا ارسلان اوسکی لڑکی کیطرف ملتفت نہین ہوتا بلکہ وہ چونکہ از خود رفتہ ہوتا نظر آتا ہے اون بلاد کے واپس لینے پر آمادہ ہوگیا ہے ظاہرا یہی توی سبب ان خسرو داماد مین ناصافی کا ہوا ہے اور رفتہ رفتہ یہہ ناصافی اسدرجہ پہونچگئی کہ سلطان کو اسطرف متوجہ ہونا پڑا۔

سلطان کو پہلے یہہ شبہہ پیدا ہوگیا تہا کہ اس معاملہ مین قلیج ارسلان کی زیادتی ہے۔ یہہ قزا ارسلان کو کسی پولٹیکل خیال سے معزول کیا چاہتا ہے اور اس شبہہ کے پیدا ہونیکا موقع بہی تہا کیونکہ سلطان کے خدمت مین قزا ارسلان کا قاصد پہلے ہی واویلا وا مصیبتاہ کرتا ہوا حاضر ہوا اور قلیج ارسلان کی ایک ایک زیادتیون کی تصویرین کہینچکر دکہلا دی تہی۔ یہی وجہ تہی کہ سلطان قلیج ارسلان کے مقابلہ پر تُل گیا لیکن جسوقت ہمارا نامی سلطان ملطیہ کے حدود پر پہونچا قلیج ارسلان کا ایک معتمد امیر سلطان کی خدمتمین حاضر ہوا اور قزا ارسلان کا سارا حال عرض کر دیا۔

سُلطان کے آنکہون مین اُون حالات کے سُننے سے جسقدر قزا ارسلان کی صورت ناپسندیدگی کے لباس مین بدنما نظر آئی ہوگی اوسکا اندازہ تو ہر شخص

کرسکتا ہے ہم اس واقعہ کے تفصیلی حالات سے قطع نظر کرکے مختصرًا اسیقدر تحریر کیا چاہتے ہین کہ قزل ارسلان نے سلطان کے دباؤ سے کُل اون حرکات رکیکہ و افعال ذمیمہ سے جسکی لت بدوا وسکو یہہ پاڑین ہیلنی پڑی تہین توبہ کیا اسیوجہ سے سلطانکو ان معاملا مین دست اندازی کی ضرورت پیش نہ آئی معاملہ کا رنگ ہی بدل گیا سب کے سب اپنے اپنے ممالک محروسہ کے طرف لوٹ گئے۔

ابن لیون ارمنی کی سرکوبی

اس اثناء مین کہ سلطان کو کسیقدر خانہ جنگیون اور اہتمام و انصرام ممالک محروسہ سے فراغت حاصل ہوچلی تھی اور اوسکے خیال مین وہ دن بہت ہی قریب آگیا تہا جو کہ ازل ہی سے اسکے کامیابی کے لئے لکہہ دیا گیا تہا لیکن ضرورتًا تہوڑی دیر کے لئے جسطرح ہمارا نامی سلطان کرک وغیرہ کے حملون سے پہلے بلاد قلج ابن لیون ارمنی کیطرف متوجہ ہوگیا ہے اوسیطرح ہم امید کرتے ہین کہ ہمارے ناظرین بہی ایک سرسری نظر سے اس سین کو بہی دیکہہ لینگے جسمین کہ قلج ابن لیون ارمنی کچہہ روز پہلے ترکمانون پر قتل و غارت کے ہاتہہ صاف کر رہا تہا اور اب چند دنون کے بعد اسکا ملک ہمارے نامی سلطان کے لشکر کا تختہ مشق بن رہا ہے۔

اصل واقعہ یہہ تہا کہ پہلے ابن لیون نے سرحدی ترکمانونکو یہہ اجازت دیدی تہی کہ بلا خوف و خیال خطر اوسکے مُلک کے سرسبز میدانون مین یہہ لوگ اپنے مویشیون کو چرائین لیکن بعد چندے ابن لیون نے غدّاری شروع کردی ترکمانون کے مویشیون کو چہین لیا بعضون کو قتل اور اکثر کو قید کرلیا چار ناچار سلطان کو اسکی سرکوبی کیطرف مائل ہونا پڑا۔

سلطان کا پہلا مقام قری حصار پر ہوا۔ اگلے دن منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا جسوقت کہ نہر ارزق پر پہونچا جو کہ مابین بہسہ و حصن منصور واقع ہے جلی لشکر بہی آگیا۔ ایک روز اس مقام پر قیام کرکے بعد ترتیب فوج نہر اسو کیطرف روانہ ہوا

نہر اسود کے کنارے کنارے چہوٹے چہوٹے بہت سے شہر آباد تہے اور وہ کل ابن لیون کے مقبوضات مین شامل تہے سُلطانی لشکر جسوقت انکو تخت وتاراج کر رہا تہا ابن لیون نے قبل اسکے کہ مقابلہ پر آئے اوس قلعہ کو جو کہ نہر اسود کے کنارے ایک چہوٹی سی پہاڑی پر نہایت مضبوط بنا ہوا تہا اس خیال سے کہ مسلمانون کے قبضہ مین یہہ آباد قلعہ نہ آجائے ویران کر رہا تہا قلعہ کے شمالی دیوار قریب قریب زمین دوش ہونے کے ہوگئی تہی کہ سلطان کو اس خبر نے فوراً اس قلعہ پر پہونچا دیا۔ قلعہ کی شمالی دیوار زمین دوش ہو ہی گئی تہی اسلامی لشکر قضائے مبرم کیطرح برہنہ خون آشام تلوارین کہینچے ہوئے قلعہ کے اندر داخل ہوگئے اور **قلیج ابن لیون** ارمنی کے جانبازون سے کچہہ بہی نہ بن آئی سیکڑون کو تہ تیغ کیا اور ہزارون کو گرفتار کرلیا **ابن لیون** نے صبح ہوتے ہی **سلطان** کی خدمت مین یہہ پیام بہیجا کہ ہم ترکمانون کو معہ اُنکے اسباب و مواشیون کے آزاد کئے دیتے ہین لیکن شرط یہہ ہے کہ آپ اپنے ممالک محروسہ کیطرف واپس چلے جایئے **سلطان** نے اس شرط کو قبول کرلیا۔ اور آخر ماہ جمادی الثانی ۵۷۶ھ مین بعد مصالحت مصر کیطرف واپس ہوا۔

الملک الصلح کا انتقال اور سلطان کا آخری سفر شام کو

مصر مین سلطان کو پہونچے ہوئے کچہہ زیادہ دن نہ گذرے تہے اور نہ چندان بیفکری سے دم لینے پایا تہا کہ یکایک الملک[1] الصالح اسمٰعیل کے انتقال اور عیسائیونکی مداخلت اور حملون کے خوف نے اوس خیال کو جو کہ اسکے مبارک دماغ مین بابت فتح بیت المقدس سمایا ہوا تہا منتشر کر دیا چار ناچار اِنہین خیالات اور ضروریات کیوجہ سے پہر اسکو ممالک شام کے طرف متوجہ ہونا پڑا۔ اخیر ماہ محرم ۵۷۸ھ کے کسی تاریخ مین مصر سے روانہ ہوکر بیروت مین عیسائیون سے لڑتا ہوا ۷۔ صفر سنہ مذکور کو دمشق

[1] ۲۳۔ رجب ۵۷۷ھ کو الملک الصالح اسماعیل کا بعارضہ قولنج انتقال ہوا۔ ۲۰۔ شعبان کو عزالدین مسعود بن قطب الدین اسکا جانشین ہوا۔ اور پانچوین شوال کو اسنے الملک الصالح کی ماں سے عقد کرلیا۔

مین پہونچا بظاہر اسکو موصل[1] پر حملہ کرنے کی ضرورت نہ تہی لیکن شاید ناظرین کی نظر اہل موصل کے ان حرکات پر نہین پڑی کہ یہہ لوگ نصرانیون کو سلطان کے مخالفت پر اکسا رہے ہین ساتہہ ہی دینے کو کہہ رہے ہین مالی مدد پہونچانے کا وعدہ وثوق کے ساتہہ کئے جاتے ہین اگرچہ بظاہر اوس عہدنامہ کی بہی پابندی کر رہے ہین جو کہ بحالت حیات الملک الصالح اسماعیل وقت محاصرہ حلب ہوا تہا لیکن درحقیقت عہدشکنی کا اعلان تہا سلطان کے کانون تک اس خبر کا پہونچنا تہا کہ آگ بگولا ہوگیا اوس نے پورا پورا ارادہ کرلیا کہ عیسائیون کی لڑائیون کے ساتہہ ان ناعاقبت اندیش امیرون کو بہی سر کرتا جاے جو کہ باوجود دعواے اسلام اسلامیون سے عہدشکنی کرتے ہین اور عیسائیون سے سازش رکہتے ہین ۱۸- جمادی الاول کو دمشق سے روانہ ہوکر حلب مین پہونچا- یہان تین روز تک بغرض تحقیق و انکشاف حال ٹہیر ارہا ۲۱- ماہ مذکور کو دریاے فرات عبور کرکے مظفرالدین صاحب حرّان سے ملتا ہوا ۱۱- رجب سنہ مذکور یوم پنجشنبہ کو موصل کے قریب پہونچکر کامل طور سے اوسکا محاصرہ کرلیا-

موصل کا محاصرہ

شہر موصل چونکہ بہت بڑا عظیم الشان شہر تہا اسوجہ سے سلطان کو یہہ خیال پیدا ہوا کہ موصل کا سردست آسانی سے فتح ہونا تو مشکل ہے البتہ اس ذریعہ سے کامیابی ہوجائیگی کہ حصار اوسکا بدستور رکہا جاے اور اسکے گرد و نواح کے قلعات و بلاد پر حملہ کرکے مقبوضات مین شامل کرلئے جائین تاکہ آیندہ خانہ جنگیون اور اندرونی نقصانات سے فراغت حاصل ہوجاے چنانچہ اسی خیال سے موصل کو بحالہ محاصرہ مین چہوڑ کر ۱۶ شعبان کو سنجار کیطرف بڑہا-

[1] موصل ایک بہت بڑا مشہور شہر دجلہ کے کنارہ پر واقع ہے اسکی وجہ تسمیہ بعض تو یہہ بیان کرتے ہین کہ یہہ شہر جزیرہ اور عراق کے حدود سے ملا ہوا ہے اسوجہ سے اسکو موصل کہتے ہین اور بعض یہہ کہتے ہین کہ اس شہر کو موصل نامی ایک بادشاہ نے اپنے نام سے آباد کیا اسکے ایکطرف تو دجلہ ہے اور مشرق کیطرف نینوی ہے وسط شہر مین جو جیس نبی کی قبر ہے مابین اسکے اور بغداد کے نشتر ایکہتر کوس کی مسافت ہے -

فتح سنجار

اہل سنجار[۱] نے شہر کے دروازے بند کر لیے چودہ روز تک برابر لڑائی ہوتی رہی انجام کار ۲- رمضان ۵۸۰ھ کو سنجار ممالک محروسہ سلطانی مین داخل ہوگیا اور شرف الدین بن قطب الدین والی سے معہ اپنے چند مصاحبون کے سنجار کے دوسرے دروازہ سے نکلکر موصل کے طرف چلا گیا- سلطان نے سنجار کا انتظام اپنے برادر زادہ تقی الدین کے سپرد کر دیا اور خود مہم نصیبین کی تیاری کرنے لگا-

اہل موصل کی شاہ ارمن سے سازش

اس اثنا مین اہل موصل نے میدان خالی دیکھکر شاہ ارمن صاحب خلاط کو اپنا پشت پناہ سمجھکر خطوط لکھنے شروع کر دیے- قاصد پر قاصد بھیجنے لگے چنانچہ شاہ ارمن بغرض امداد اہل موصل کوچ کرتا ہوا مقام حرزم مین پہونچا- صاحب موصل اور والی ماردین اور حلب کے بعض لشکری سب کے سب بقصد مقابلہ سلطان یہین آکر جمع ہوئے- شاہ ارمن نے بکتمر کو بتوسط شیخ الشیوخ سلطان کی خدمت مین مصالحت کا لیکر بھیجا لیکن شرائط کچھ ایسے پیش کیے کہ جس سے مصالحت ہو سکے اور ہمارا نامی سلطان اپنی جری فوج کو لیے ہوئے بغرض مقابلہ اون کے طرف بڑھا اس خبر نے انلوگون کو ایسا پریشان کر دیا کہ کسی سے کچھ بن نہ آئی- ہر ایک کو بلا کسی مقابلہ کے لڑائی کے موقع سے روپوشی کرنی ہی پڑی شام کے وقت یہہ مجمع متفرق ہوا اور اوسکے صبح کو سلطان اس مقام پر وارد ہوا- چند ساعت آرام لینے کے غرض سے ٹھہرا دوسرے وقت بعد ظہر بارادۂ آمد روانہ ہوا-

فتح آمد

اہل آمد[۲] نے پہلے ہی قلعہ بندی کر لی تھی شہر پناہ کے دروازہ بند کر لیے تھے

[۱] سنجار نصیبین کے جنوبی جانب موصل سے پچھم تین منزل پر واقع ہے اسکا قلعہ نہایت عمدہ اور خوبصورت ہے- پہاڑیان اسکی بہت ہی سرسبز و شاداب ہین- بلاد جزیرہ مین اس سے زیادہ کوئی شہر شاداب نہین ہے-

[۲] آمد (بمد الف و کسر میم و سکون دال مہملہ) ایک قدیم شہر ہے دجلہ کے کنارے شہر پناہ اسکا بہت مضبوط سیاہ پتھر کا بنا ہوا تھا- دجلہ اسکو ہلال کی صورت مستدیراً گھیرے ہوئے ہے اسکا قلعہ بھی بہت مستحکم خوبصورت بنا ہے-

تمام شب بخوف سلطان جاگ کر صبح کرتے تھے۔ اون مین سے کسی کی یہہ رائے تھی
کہ بغیر جدال و قتال کے شہر دیدینا چاہیے اور بعضے غرور جوانی و شجاعت مین
لڑنے پر تلے تھے کہ ناگاہ سلطانی عساکر کا مقدمۃ الجیش آمد کے قریب پہونچکر
مورچہ بندی مین مصروف ہوگیا رات بھر مین ان لوگون نے دمدمہ باندہ لیے
مورچہ قائم کرلیا صبح ہوتے سلطان بھی معہ بقیہ لشکر کے پہونچ گیا۔ بہاء الدین
ابن بنیسان والی قلعہ بھی مستعد ہوکر مقابلہ پر آگیا آٹھہ روز تک برابر لڑائی ہوتی رہی
نوین روز جب ابن بنیسان کو اہل شہر کی بددلی اور اپنے ضعف کا احساس ہوا
تو اس نے اپنی عورتون بچون کو قاضی[1] فاضل کے پاس بھیجدیا اور امن و امان و صلح کے

[1] ابوعلی عبدالرحیم ابن قاضی اشرف بہاء الدین ابوالمجد علی ابن قاضی سعید ابو محمد محمد ابن
حسن ابن حسین ابن احمد ابن مفرج ابن احمد لخمی عسقلانی المولد مصری المسکن معروف بہ قاضی فاضل
ملقب بہ مجیرالدین سلطان صلاح الدین فاتح بیت المقدس کا وزیر تھا اپنی لیاقت ذاتی
و فطانت فطری سے مقبول خواص و عوام و مرجع امور سلطان تھا فن انشاء مین متقدمین و متاخرین
سے بڑہا ہوا تھا علامہ ابن خلکان تحریر کرتا ہے کہ مجھہ سے ایک فاضل نے چشم دید روایت کی ہے کہ
"اگر قاضی فاضل کے مسودات اور تعلیقات جمع کیجائین تو یقیناً سو جلدون سے متجاوز ہوجائینگی"
عماد کاتب اصفہانی جریدہ مین اسکو رب القلم و البیان و اللسن و اللسان تحریر کرتا ہے اور اسکی
انشاء پردازی کی شریعت محمدیہ سے تشبیہہ دیتا ہے جب ایدطولی اسکو نثر مین حاصل تھا ایسا ہی
ملکہ نظم مین بھی تھا اعلی درجہ کا طباع و ذہین تھا۔ الملک العزیز بحالت حیات سلطان اس سے
بہت زیادہ مانوس تھا ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ الملک العزیز ایک خادمہ کیطرف ایسا مائل ہوا
کہ کسیقدر اپنے کار مفوضہ سے غافل ہوگیا جب اسکی خبر سلطان کو ہوئی تو اوسنے الملک العزیز کو
اس فعل سے منع کیا الملک العزیز کو یہہ امر شاق گذرا لیکن اپنے باپ کی حکم کی مخالفت نکرسکا بعد ایک
مدت کے الملک العزیز کے پاس نمبر ایک کا گولا بھیجا گیا الملک العزیز نے جب اوسکو توڑا تو اوسکے
اندر سے زر کا ایک ٹکڑا ملا الملک العزیز نے اسکو قاضی فاضل کے پاس بھیجدیا قاضی فاضل نے
اس کے جواب مین یہہ دو بیتین لکھہ کر بھیجدین ۔ ابدت لک العنبر فی وسطہ ۔ (دیکھو صفحہ ۷۳)

استدعا کے ساتھ تین یوم کی مُہلت چاہی تاکہ اپنے مال و اسباب کو بآسانی دوسرے

(بقیہ نوٹ متعلقہ صفحہ ۷۲)۔ زرمن التبر دقیق اللحام + فالزر فی العنبر معناہما + زر بکذا استترا فی الظلام + (ہمکو ہدیۃً عنبر دیا گیا جسکے وسط مین تہوڑا سا باریک سونا تہا + پس زر او رعنبر کے معنی یہہ ہین کہ اسطرح چہپکر اندہیرے مین اوسکی زیارت کر +) قاضی فاضل پندرہوین جمادی الثانی ۵۲۹ھ کو مقام عسقلان مین پیدا ہوا۔ اسکا باپ قاضی اشرف بہاء الدین ابو المجد علی بیان کا قاضی تہا اسیوجہ سے یہہ بیان کیطرف ثبوت کیا جاتا ہے اس مقام مین اسنے نشو ونما پایا اخیر ۵۴۳ھ مین اپنے باپ کے ساتھہ مصر مین زمانہ خلافت ظافر مین حا مین آیا۔ شب یکشنبہ اگیارہوین ربیع الاول ۵۴۶ھ مین اسکے باپ کا انتقال ہوگیا بعدازان قاضی فاضل مصر سے ثغر اسکندریہ مین ابن جدید قاضی شہر کے پاس چلا گیا۔ ابن جدید اسکے حال سے واقف ہوکر اسسے کمال ملاطفت سے ملا اکثر خطوط ابن جدید مصر مین اسیکے ہاتہہ کے لکہے ہوئے آتے تہے گو دار الانشاء کے اکثر علماء اسکی بلیغ تحریر کو حسد و رشک کی نظر سے دیکہنے لگے اور ظافر سے اسکی شکایت کی لیکن صاحب دیوان الانشاء قاضی ابن زبیر نے قاضی فاضل کی بہت تعریف کی اور وجہ حسد و رشک ظاہر کردیا ظافر نے بنظر قدردانی اسکو اسکندریہ سے مصر مین طلب کرلیا ابن بنانہ کہتا ہے کہ مین اوس مجلس مین حاضر تہا جبکہ قاضی فاضل دربار ظافر مین آیا تہا خلیفہ نے اس کی بہت بڑی عزت کی او میرے ہی سامنے اسکو دار الانشاء کی نیابت دیگئی" بعد انتقال قاضی ابن زبیر دار الانشاء کا صاحب دیوان ہوگیا اور اپنی لیاقت و فطانت سے یوماً فیوماً ترقی کرتا گیا یہانتک کہ سلطان صلاح نے اسکو اپنی وزارت سے مشرف فرمایا اور یہہ بعد انتقال سلطان بہی اسی عہدہ پر رہا تا آنکہ شب چہارشنبہ ساتوین ماہ ربیع الثانی ۵۹۶ھ مین دفعۃً انتقال کیا دوسرے دن قرافہ صغری مین مدفون ہوا۔ ۵۸۰ھ مین اسنے قاہرہ مین ایک مدرسہ بہی جاری کیا تہا اسکے خاندان والے اسکو محی الدین کے لقب سے یاد کرتے ہین لیکن شیخ شرف الدین عبد اللہ بن ابی عصرون اسکو مجیر الدین کے لقب سے مخاطب کرتا ہے واللہ اعلم فقیہ عمارہ یمنی نے نکت العصریۃ فی اخبار الوزراء المصریہ مین اس کے عہد وزارت کی بہت تعریف تحریر کی ہے اسکی بلیغ تحریرات اکثر کتب تواریخ مین پائی جاتی ہین جس سے اس کی انشاء پردازی اور ادب کی پوری پوری سند مل سکتی ہے۔ من شاء فلیرجع الیہا۔

مقامات پر منتقل کر سکے۔ قاضی فاضل نے سلطان سے اسکی سفارش کی اور تین یوم کی مہلت دلائی۔ چوتھے روز کہ ماہ محرم ۵۷۹ھ کی پہلی تاریخ تھی بہاء الدین ابن نیسان نے قلعہ کی کنجیاں سلطان کے سپرد کر دیا اور خود کسی طرف کو چلا گیا سلطان نے نور الدین محمد بن قرا ارسلان کو اسکا حاکم کر دیا۔

فتح تل خالد

دو روز تک سلطان یہاں مقیم رہا تیسرے روز اس مقام سے کوچ کر کے تل خالد[۵۱] کا محاصرہ کر لیا حاکم قلعہ نے محاصرہ کے دوسرے ہی روز بلا بحث و تکرار قلعہ کے دروازے کھولدیے اور بطیب خاطر اپنے کو سلطان کے رحم کے سپرد کر دیا کسی قسم کا آزار نہ تو حاکم قلعہ کو پہونچا اور نہ اہل قلعہ کو مقابلہ[۵۲] و مجادلہ کے تکلیفیں اوٹھانی پڑین

والی عنیتاب نے اطاعت قبول کر لی

بعد اس کامیابی کے ہمارا فاتح بیت المقدس عنیتاب[۵۳] کیطرف متوجہ ہوا ناصر الدین محمد نے جو کہ اس قلعہ کا حاکم تھا کمال دانشمندی و انجام بینی سے کام لیا جسوقت سلطان باجاہ و جلال عنیتاب کے قریب پہونچا اوسیوقت ناصر الدین محمد نے سلطانی دربار مین حاضر ہونے کی اجازت چاہی سلطان نے اسکا بہت بڑا احترام کیا اور کمال ملاطفت سے پیش آیا۔ ناصر الدین نے بھی سچے دل سے اطاعت قبول کر لی

انہین واقعات کے سلسلہ مین بنظر مناسبت ہم موصل کے محاصرہ کے نتیجہ کو

---

۵۱ تل خالد سواد حلب مین ایک قلعہ ہے۔

۵۲ صاحب نوادر سلطانیہ فی محاسن یوسفیہ کے تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل تل خالد دو ایک معمولی لڑائیان بھی ہوئی ہین اور سلطان نے اسکو بھی بزور تیغ ۲۲۔ محرم ۵۷۹ ہجری کو فتح کیا ہے۔ واللہ اعلم۔

۵۳ عنیتاب قریب حلب کے ایک قلعہ ہے اور شہر عنیتاب شمالی جانب حلب کے تین منزل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اسکا بازار مشہور ہے یہان تجارت پیشہ بکثرت رہتے ہے قلعہ اور شہر مین بہت کم فاصلہ ہے۔

تحریر کیا چاہتے ہین اگرچہ اسی اثنا مین بعض ایسے واقعات گذرے ہین جو کہ اس سے
باعتبار سنہ وماہ پہلے تہے۔ ناظرین ہمارے اس تقدیم وتاخیر سے قطع نظر کرکے
کمال دلچسپی سے اوس سین کا نظارہ کرینگے جسطرف ہمارا نامی سلطان بعد کامیابی
اون قطعات کے جوکہ سواد حلب مین دو دو چار چار منزل پر واقع تہے تیزی سے قدم
بڑہائے آرہا ہے۔

والی حلب اور سلطان کی صلح ہوگئی

یہہ تو آپ لوگ دیکہہ ہی رہے ہین کہ سلطانی لشکر موصل کا محاصرہ کئے ہوئے ہے
نہ کوئی وہان جانے پاتا ہے اور نہ کوئی آتا ہے اہل موصل اس طویل حصار سے تنگ آگئے ہین
گلوخلاصی کی کوئی تدبیر نہین بن آتی۔ بہت غور و فکر کے بعد شاہ ارمن صاحب خلاط کو
اپنا حامی و مددگار سمجہکر بعد وجہد بلوایا تہا اوسکا بہی جو کچہہ نتیجہ ہوا وہ آپلوگون کو
معلوم ہی ہے نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہورہا ہے اگرچہ ان لوگون
الملک الناصر سلطان صلاح الدین مہم عینتاب سے فارغ ہوکر میدان خضر
ہوتا ہوا جبل جوشن پر جوکہ قریب حلب ہے خیمہ زن ہے۔ ظاہرا اسکی صورت سے
نہ تو یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اسکے لشکر ظفر پیکر اور اہل حلب سے مورچہ بندی ہے اور نہ
اسکے ارادے کچہہ سمجہہ مین آتے ہین۔ ہان البتہ اسکی نقل وحرکت سے یہہ امر پیدا ہورہا ہے
کہ یہہ اس مرتبہ امراء حلب اور موصل کو بغیر نیچا دکہائے نصرانیون کیطرف متوجہ نہوگا
بعد دو چار لڑائیون کے جسمین کہ سلطانی لشکر کو کم اور عماد الدین زنگی بن مودود والی
حلب کو زیادہ نقصان پہونچا خود عماد الدین زنگی نے صلح کی خواہش ظاہر کی۔
سلطان تو پہلے ہی سے اس امر کا متمنی تہا اور اوسکی دلی خواہش یہی تہی کہ مسلمان
امراء خانہ جنگیون سے احتراز کرین اور نصرانیون کے مقابلہ مین ایک دوسرے کی
اعانت کرین ایسے اوسنے ان شرائط کو منظور کرلیا کہ قریٰ اور مزارع وخابور
بعوض حلب اوسکو دیجائین اوران بلاد مین سلطان کے نام کا سکہ جاری ہو اور

ممبرون پر اوسکا نام پڑہا جاے اہارہوین صفر سنہ ۹ مین یہہ تبادلہ ہوگا اور عہدنامہ پر دستخطین ہوگئین۔

اگرچہ اہل حلب کے عدل وداد کے مداح تہے اور اوسکی رعایا بننے کے دل سے خواہش کرتے تہے لیکن خدا جانے کسوجہ سے عماد الدین زنگی کے اِس فعل سے اسقدر ناراض ہوے کہ حلب کے عام باشندونے اوس کے روبرو چلّا چلّا کے انت لا یصلح لک الملک وانما یصلح لک ان تغسل الثیاب (ملکداری تجہکو سزاوار نہین ہے تجہے تومناسب یہہ ہے کہ تو کپڑے دُہویا کرے) کہنا شروع کردیا تہا۔

اِس معرکہ مین منجملہ اون لوگون کے جوکہ ان دوچار لڑائیون مین کام آئے تہے ہمارے سلطان کا چہوٹا بہائی تاج الملوک بوری بہی تہا۔ تاج الملوک بوری بڑا ہی شہسوار۔ شجاع۔ کریم۔ حلیم۔ جامع محاسن اخلاق تہا۔ اثنا لڑائی مین اس کے گہٹنون مین تیر لگا تہا جس کے وجہ سے بعد استقرار صلح جس روز کہ عماد الدین نے سلطان کی دعوت کی تہی انتقال کیا۔

ہمارا حافظہ اگر ہمکو غلط نہین بتلا رہا ہے تو ہم کہہ سکتے ہین کہ بعد استقرار صلح سلطان اپنے بہائی کے پاس گیا تہا اور ھذہ حلب قد اخذناھا وھی لک (یہی حلب ہے کہ جسکو ہمنے لیا ہے اور وہ تمہارے ہی لئے ہے) فرمایا تہا لیکن تاج الملک تو داعی اجل کو لبیک کہہ چکا تہا اوسکو حلب یا کسی اور دوسرے شہر کی حکومت کی کب پرواہ تہی۔

سلطان کے صبر وتحمل کی یہہ ایک چہوٹی سی نظیر تہی کہ عین جلسہ دعوت مین بہائی کے مرنے کی خبر معلوم ہوئی اور چہرہ پر شکن نہ آیا اور حاضرین کو اس حال سے واقف ہونے نہ دیا۔

حارم کی کامیابی

بعد اس صلح کے عماد الدین تو اپنے ممالک مقبوضہ کیطرف روانہ ہوا اور سلطان قلعہ حارم[1] کے طرف بڑہا۔ یہہ قلعہ اون دنون سرخک نامی مرحوم الملک العادل نورالدین زنگی کے مملوک کے قبضہ مین تہا یہہ بہی زنگیہ خاندان کے امرا کیطرح عیسائیون سے وقتاً فوقتاً سازش کرلیتا تہا اور گاہے گاہے سلطانی مقبوضات کو تیز نظرون سے دیکہتا تہا سلطان نے قطع حجت کے لئے دو چار خطوط لکہے لیکن اسکو یا تو یہہ خیال ہی پیدا نہوا کہ ایک نہ ایک روز اس قلعہ پر بہی سلطانی پہریرہ اوڑا دیا جائیگا معاوضہ لیکر دینا زیادہ مناسب ہے یا نصرانیون کے زبانی وعدون نے اوسکو مغرور کر رکہا تہا آخرالامر سلطانی امرا نے ایک دم مین قلعہ پر قبضہ کرلیا اور سرخک کو گرفتار کرکے سلطان کے پاس بہیجدیا۔

اگرچہ اس کے ساتہہ ہی ساتہہ صلیبی لڑائیون کا سلسلہ بہی چہڑا ہوا تہا لیکن ہمارے نزدیک مناسب یہی معلوم ہوتا ہے کہ سلطانی فتوحات کے اس سلسلہ کو ہم پہلے ختم کرلین اور مسلمان امیرون کو ایک دوسرے کا معین بناکر ایک مجموعی اسلامی سلطنت قائم کرلین تب اس کے بعد یکسوئی کے ساتہہ ہم اور آپ صلیبی لڑائیون کے دلچسپ منظر دیکہنے کے غرض سے مصاف کیطرف روانہ ہون۔

سلطان نے موصل پر دوبارہ فوجکشی کی

سلطان صلاح الدین اواخر ماہ ذیقعدہ ۵۸۰ھ مین دمشق سے موصل کیطرف دوبارہ بڑہا۔ اس مہم کا افسر اعلیٰ خود ہی ہمارا نامی سلطان ہے اپنی روانگی سے پہلے ۱۲۔ محرم ۵۸۱ھ کو ایک دستہ فوج بطور مقدمۃ الجیش کے جسکا افسر سیف الدین مشطوب ہے موصل کیطرف روانہ کیا اور خود مظفرالدین ابن زین الدین سے ملنے کیغرض سے حران[2] کیطرف چلا

---

[1] حارم ایک چہوٹا سا شہر ہے جسمین ایک قلعہ اور نہر اور باغات ہین حلب کے غربی جانب بفاصلہ ایک منزل انطاکیہ کے مقابلہ واقع ہے۔

[2] حران قدیم شہرون مین سے شمار کیا جاتا ہے بعد طوفان سب سے پہلے یہی آباد کیا گیا تہا حضرت ابراہیم خلیل اللہ صلوات اللہ کا یہی شہر ہجرت گاہ ہے الرہا سے ایک یوم اور الرقہ سے دو یوم کی مسافت پر ہے۔

اور ۲۲- صفر ۵۸۱ھ کو پہونچکر ۲۶- ماہ مذکور مین مظفر الدین والی حران کو گرفتار کرلیا-

والی حران کی گرفتاری اور رہائی

اسکی گرفتاری کا یہہ سبب تہا کہ **مظفر الدین** مدتون سے مہم موصل کی ترغیب دے رہا تہا آئے دن پندرہوین بیسوین خطوط بہیجتا تہا مزید بران پچاس ہزار دینار سے مدد دینے کا بہی اقرار کیا تہا لیکن جسوقت ہمارے سلطان کے مبارک قدم سے ارض حران کو شرف حاصل ہوا **مظفر الدین** ایفاء وعدہ نکرسکا سلطان کو اس خیال نے کہ مظفر الدین شاید اپنے چچا سے ملگیا اسکے گرفتار کرلینے پر آمادہ کردیا چنانچہ حران اور الرہا[1] کو ضبط کرلیا اور اسکو زیر حراست رکہا- دو چار ہفتون کے بعد جب سلطان کو مظفر الدین کیطرف سے پورا پورا اطمینان ہوگیا تو اوس نے اسکو خلعت و انعام دیکر حران اور الرہا کی حکومت پر بحال رکہا آپ لوگ اس سے اندازہ کرسکتے ہین کہ سلطان کا مقصود ان خانہ جنگیون سے یہی تہا کہ مسلمان امراء سب کے سب متفق ہوکر ایک مجموعی قوت پیدا کرلین تاکہ عیسائیون کے مقابلہ مین اسلامی دنیا کو آیندہ نقصان نہ پہونچے اور بہ آسانی یروشلیم کی مقدس پہاڑیان پہر دوبارہ مسلمانون کے قبضہ مین آجائین-

صلح کی گفتگو

پہلی ربیع الاول کو جسوقت کہ **سلطان** حران سے **موصل** کیطرف بڑہنے والا تہا عسکر حصن و دارا و معز الدین سنجر شاہ صاحب جزیرہ بہی آملے معز الدین عز الدین والی موصل کا بہتیجا تہا اور ایک مدت سے اپنے چچا کا ساتہہ چہوڑکر سلطان کے حاضر باش رفقا مین شامل ہوگیا تہا- **سلطان** معہ انلوگون کے جسوقت سرزمین موصل پر اوترا اتابک **عز الدین** نے اپنے والدہ اور چچازاد بہن (یعنی الملک العادل نور الدین زنگی کی لڑکی) کو معہ چند مخلص آدمیون کے سلطان کے خدمت مین اس غرض سے روانہ کیا کہ شاید **نور الدین** کی لڑکی کے کہنے سے سلطان مہم موصل سے دست کشی کرے

[1] الرہا ایک مشہور شہر ارض جزیرہ مین ہے- یہان ایک بہت بڑا کلیسا تہا علاوہ اوسکے بیشتر گرجے عیسائیون کے ہین-

جیسا کہ اسکے کہنے سے اوس دریا نوال سلطان نے اس سے پہلے اسکو قلعہ اعزاز دیدیا تہا لیکن اوسکا یہہ مقصود حاصل نہوا یہہ لوگ جسوقت سلطان کے خدمت مین حاضر ہوے اور صلح و معاودت کی گفتگو پیش کی سلطان تو راضی ہو چلا تہا لیکن فقیہہ عیسی اور سیف الدین[۱] مشطوب نے سخت مخالفت کی اور صاف الفاظ مین کہہ دیا لا یترک لامرأة فان عز الدین ما ارسلها الا وقد عجز عن حفظ البلد (موصل سے دستکشی ایک عورت کے کہنے سے نہ کرلی چاہیے کیونکہ عز الدین نے انلوگونکو اسوجہہ سے بہیجا ہے کہ وہ خود حفظ شہر سے عاجز ہو گیا ہے) سلطان ان امرا کی مخالفت سے مجبور ہو گیا اور یہہ لوگ بے نیل مرام واپس ہوئے

جنگ موصل

ان کے معاودت کے بعد سلطان نے موصل کا محاصرہ کرلیا اہل موصل اپنے وفود کے بے نیل مرام واپس آنے سے برہم ہو رہے تہے ہر ایک سپاہی جی توڑ کر لڑ رہا تہا سلطان کو اس مہم کی کامیابی مین بہت بڑی دقتین پیش آئین لڑائی کسی طرح ختم ہی نہوتی تہی بلکہ روز بروز بڑہتی نظر آتی تہی سلطان اون لوگون کو جو کہ ترک محاصرہ موصل کے مخالف تہے دیکہہ دیکہہ کر دل ہی دل مین پیچ و تاب کہاتا تہا اور وقتاً فوقتاً

---

[۱] سیف الدین ابو الحسن علی ابن احمد بن ابو الہیجا بن عبد اللہ بن ابو الخلیل بن مرزبان ہکاری ملقب بہ مشطوب بڑا ہی کریم النفس ـ عالی ہمت ـ شجاع ـ دلیر تہا اس کا دادا ابو الہیجا اکثر قلاع بلاد ہکاریہ کا حاکم تہا مشطوب کی سلطان صلاح الدین کی آنکہون مین اس قدر عزت تہی کردوسرے اسکو حسد کی نظر سے دیکہتے تہے سلطان کے ساتہہ یہہ اکثر لڑائیون مین شریک رہا عکا مین بہاء الدین قراقوش کے ساتہہ یہہ بہی نصرانیون کے محاصرہ مین آگیا تہا اسی کے عہد حکومت مین عکا پر نصرانی غالب آگئے تہے یوم پنجشنبہ پہلی جمادی الثانی ۵۸۸ھ ہجری کو عکا سے بہاگ کر سلطان کے پاس بیت المقدس مین چلا آیا تہا سلطان اس کے آنے سے بہت خوش ہوا اور بہت دیر تک اس سے باتین کرتا رہا تہا یوم پنجشنبہ ۲۶ ـ یا یوم یکشنبہ ۲۳ ـ شوال ۵۸۸ھ مین بیت المقدس مین انتقال کیا ـ امرا ء دولت صلاحیہ اسکو امیر کبیر سے مخاطب کرتے تہے ـ

کچھہ کچھہ بہی ٹوٹتا تہا اور ان رایون کی مخالفت سے مشوش اور خود کردہ پر پشیمان ہو رہا تہا اور پشیمان ہونے کی یہی وجہ تہی کہ اوس لڑکی کا ایک معمولی سا سوال مقرون اجابت ہوا جسکا باپ دولت ایوبیہ کا سرپرست تہا ادہر سلطان کے عالی دماغ مین یہہ پریشان خیالات جمع ہو رہے تھے اُدہر اتابک عز الدین کے پاؤن مین بہی لغزش آ چلی تہی لیکن مقابلہ سے مُنہہ پہیرتا نظر نہین آتا روزانہ لڑائی ہو رہی تہی ۔

اکثر ناظرین یہہ سمجھے ہونگے کہ اس مرتبہ دونون حریفون کی قسمتون کا فیصلہ ضرور ہو جائے گا کیونکہ بعد اس واقعہ کے جسکے بدولت سلطان کو نادم ہونا پڑا نہ تو سلطان ہی موصل کے محاصرہ سے دست کش ہوتا نظر آتا تہا اور نہ اتابک عز الدین ہی موہنہ موڑتا نظر آتا ہے لیکن اتفاق کچہہ ایسا ہوا کہ اس محاصرہ مین بہی فریقین اپنے خیالات کو نہ ظاہر کر سکے کیونکہ سلطان موصل کے محاصرہ سے اغماض کر کے دوسرے طرف متوجہ ہونے والا ہے ۔

شاہ ارمن کا انتقال اور سلطان کی روانگی

شاہ ارمن صاحب خلاط نوین ربیع الثانی ۵۸۱ھ کو انتقال کر چکا تہا اور بکتمر نامی اوسکا مملوک خلاط کی حکومت کر رہا تہا اسوجہہ سے کہ صاحب خلاط کی کوئی آل و اولاد نہ تہی جو کہ بعد اس کے اسکی قائم مقامی کرتی ۔ بیسوین ماہ مذکور کو یہہ خبر سلطان کے کانون تک پہونچی سلطان نے اپنے ارباب شوریٰ سے خلاط کے بارے مین مشورہ طلب کیا بعض وہ لوگ جو کہ موصل کے متمنی تہے یہہ کہتے تہے کہ موصل کا حصار چہوڑنا بالکل نامناسب ہے خاصکر ایسی حالت مین کہ صاحب موصل کی قوت گہٹتی نظر آتی ہے خلاط کا جھگڑا پہر طے ہو جائیگا اور بعض حضرات جنکے آنکھون مین خاندان اتابکیہ کی ایذا کانٹا سا کہٹکتی تہی یہہ مشورہ دے رہے تہے کہ ولایت خلاط چونکہ بہت بڑی اور ربے والی و وارث ہے اوسکو فوراً اپنے حمایت مین لے لینا چاہیے اور موصل تو سلطان ہی کا ہے آج نہین تو کل ہہی اگر خلاط مملوکات سلطانی مین داخل ہو گیا تو

اسکے قرب وجوار کے ممالک پر بآسانی قبضہ ہوجائیگا۔غرضکہ ہرشخص اپنی اپنی راے ظاہر کرتا تہا اور سلطان تذبذب کی حالت مین تہا نہ موافقین حصار کے راے سے مخالفت ظاہر کرتا تہا اور نہ مخالفین سے اتفاق کرتا تہا۔یہی بحث وتکرار پیش تہی کہ اخلاط کے رؤسا، وامرا کے خطوط آنے شروع ہوگئے جس مین وہ اپنی ارادت ظاہر کر رہے تہے اور اخلاط کے سپرد کر دینے کا حتمی وعدہ کرتے تہے۔سلطان نے ان خطوط کو دیکہتے ہی موصل سے اعراض کرکے اخلاط کیطرف بڑہنے کا قصد کیا اپنی روانگی سے پہلے اوس نے اسطرف سے فوج کا ایک دستہ بطور مقدمتہ الجیش کے خلاط کیطرف روانہ کیا جسکا افسر اعلی ناصر الدین محمد بن شیرکوہ تہا اور مظفر الدین ابن زین الدین وغیرہ اوس کے نائب تہے اور بعد اسکے خود بہی موصل کا حصار چہوڑ کر میا فارقین[1] کے رستہ سے خلاط کو روانہ ہوا اور دوسری طرف سے شمس الدین پہلوان بن ایلدکز والی اذربائیجان وہمدان اسی طمع سے خلاط کو چلا اس سے پہلے کہ آپ لوگون کو اسکے نتیجہ سے واقفیت ہو ہم ایک ایسے پوشیدہ امر کو ظاہر کرنا چاہتے ہین جسکا آپکو خیال تک نہوا ہوگا۔کیا آپ یہہ سمجہہ رہے ہین کہ خلاط والے سلطان کو نیک نیتی سے بلا رہے ہین؟ نہین! بلکہ اہل خلاط کے وہ مراسلات جو کہ اثناء محاصرہ موصل مین آئے تہے پولٹیکل چالون سے خالی نہ تہے انکو انکا اصلی مقصد یہہ تہا کہ سلطان اور پہلوان کو لڑا دین اور آپ خود خلاط مین بیٹہے ہوئے آرام سے حکومت کرین اور ان کا تماشا دیکہین کیونکہ پہلوان کی بہی آنکہین خلاط ہی پر لگی ہوئی تہین لیکن اونکا یہہ مقصد نہ حاصل ہوا کیونکہ پہلوان اور سلطانی مقدمہ جس وقت

[1] میا فارقین کو ابن سعید دیار بکر کا قاعدہ بتلاتا ہے اور ابن حوقل کا یہہ خیال ہے کہ میا فارقین جزیرہ اور ارمینہ کے درمیان مین ہے بعض لوگ اسکو جزیرہ سے شمار کرتے ہین اور بعض ارمینہ سے اور اکثر اس خیال کے پابند ہین کہ اسکو ان دونون سے کچہہ علاقہ نہین ہے۔اسکا شہر پناہ پتہر کا بنا ہوا ہے اور اس کے شمالی جانب پہاڑ واقع ہین۔

خلاط کے قریب پہونچگیا طرفین مین ایک ہل چل سی مچگئی خلاط والے بہی کچہہ سوچ سمجہکر ڈرنے لگے بہلوان نے سلطان کی حکومت تسلیم کر لی اور اسی بنا ءپر مصالحت ہوگئی اور خلاط بہی حکومت کا ایک جزو قرار دیا گیا۔

میافارقین کی کامیابی

یہہ تو ہمارے کلام سابق سے معلوم ہی ہوگیا ہے کہ سلطان میافارقین کے راہ سے خلاط کیطرف آرہا ہے اسکا مقدمتہ الجیش خلاط کے قریب پہونچگیا ہے اور مصالحت کے وجہہ سے خلاط سے مقدمتہ الجیش بہی واپس چلا آرہا ہے سلطان نے میافارقین کا محاصرہ کر لیا ہے اور دو ایک حملون کے بعد بآسانی تمام یہہ شہر ۲۹۔جمادی الاول ۵۸۱ھ کو مفتوحات سلطانی مین داخل ہوگیا۔

سلطان کی علالت

بعد فراغت مہم میافارقین سلطان پہر موصل کیطرف براہ نصیبین روانہ ہوا چونکہ گرمی کا موسم خاصے طور سے آگیا تہا اسوجہہ سے مقام کفر زمار مین ٹہر گیا۔چار مہینے کامل یہین مقیم رہا۔طبیعت بہی آپکی اسی مقام پر اسقدر بدحظ ہوگئی کہ بہ مجبوری کفر زمار سے بغرض تبدیل آب وہوا حران مین چلا آیا یہہ علالت اسدرجہ طول ہوگئی تہی کہ آپکی تندرستی سے پوری پوری نا امیدی ہورہی تہی لیکن باین ہمہ اسکا یہی خیال تہا کہ بعد صحت موصل کا محاصرہ ضرور کیا جائے اور جس طرح ممکن ہو یہہ بہی مفتوحات مین داخل کر لیا جائے۔پہر بعد اس کے نصرانیون کے مقابلہ مین ایکسوئی کے ساتہہ رزمگاہ کی سیر کیجائے۔

صلح موصل

اگرچہ عزالدین اپنی پامردی سے لڑنے پر تلا ہوا تہا لیکن اوسکو اس شیر دل سلطان کا خوف اپنی ڈرونی صورت دکہلا رہا تہا وہ آپکی خیالی صورت سے بید کیطرح تہرا رہا تہا اس نے پہلے تو خلیفہ بغداد سے استمداد کی درخوست کی جب وہان سے نا امیدی نے صورت دکہلائی تو عجمیون کیطرف جہکا وہان سے بہی کہرا جواب ملا تب اسنے مورخ نوادر سلطانیہ اور بہاءالدین کو سلطان کے خدمتمین بغرض

مصالحت روانہ کیا یہہ لوگ اوایل ذیحجہ ۵۸۱ھ مین سلطانی دربار مین پہونچے۔ سلطان نے بہت بڑے احترام سے انکا استقبال کیا اور خود عزالدین کے پیام سُننے کو دربار خاص مین رونق افروز ہوا اور یہہ پہلا دن تہا کہ بستر علالت سے اوٹہہ کر دربار مین آیا تہا۔ مورخ موصوف اور بہاء الدین نے حق رسالت ادا کیا سلطان بہی بمقتضاے طبیعت مصالحت پر راضی ہوگیا چنانچہ شرایط[1] مقررہ کے موافق صلحنامہ لکہا گیا اور یوم عرفہ کو صلحنامہ پر دستخطین ہوگئین۔ بعد اسکے پہر تاحین حیات سلطان اس صلحنامہ مین کسی قسم کا تغیر و تبدّل نہین کیا گیا۔

غزا (یا جہاد)

غزا اور جہاد دونون الفاظ قریب المعنی ہین ان دونون لفظون کے یہہ معنی نہین ہین کہ غیر قومون سے خواہ مخواہ لڑین۔ اللہ کے بندون کے خون سے در و دیوار کو رنگین جیسا کہ بعض نافہم اقوام غیر نے سمجہہ رکہا ہے اور اسی بنا پر بے سمجہے بوجہے کہہ اوٹہا کرتے ہین کہ "اسلام" "بزور تیغ پہیلا ہے" حالانکہ اس دعوی کی وقعت جو کچہہ ہوگی اوسکو ہر ذی فہم بجاے خود سمجہہ سکتا ہے اس دعوی کی تردید مین ہم اون عقلا کے اقوال اس موقع پر بخیال اطالت کلام نہین نقل کیا چاہتے جنہون نے باوجود غیر مذہب ہونے کے اپنی تصنیفات مین یہہ ثابت کر دیا ہے کہ اسلام کی ترقی چمکتی ہوئی تلوارون کے ذریعے سے نہین ہوئی بلکہ اوس کے روحانی تعلیم کا یہہ اثر تہا کہ اسلام کی روشنی نے تمام عالم کو بہت ہی کم دنون مین بجلی کیطرح سے منور کر دیا۔ اس دعوی کی نظیرین اگر کتب تواریخ کے صفحہ گردانی کی جاے یا کہ زمانہ موجودہ کے

[1] شرایط صلح یہہ تہے کہ عزالدین کے تمام ممالک مقبوضہ کے ممبرون پر سلطان کے نام کا خطبہ پڑہا جاے اور سکہ نام سکہ پر بہی رہے علاوہ اس کے شہر زور اور ولایت زابلی وغیرہ سلطان کو بعوض تاوان جنگ دیا جاے۔

حالت پر غور کیا جائے تو بکثرت مل سکتی ہین۔یہہ کون کہہ سکتا ہے کہ آجکل جو اسلام یورپ
یا افریقہ وامریکہ مین تیزی کے ساتہہ ترقی کر رہا ہے وہ بزور تیغ ہے اسوجہ سے کہ نہ تو
اسلامی ممالک سے کوئی مشن روانہ کیا جاتا ہے۔نہ ان کے مشنریون کو بیش قرار تنخواہین
دیجاتی ہین نہ غیر قومون کو خواہ وہ کسی درجہ وحیثیت کی ہون کسی قسم کی طمع کی دل پسند
صورت دکہلائی جاتی ہے اور نہ خود اون کو فی زمانہ دنیاوی بہبودی کی اُمید
معلوم ہوتی ہے بلکہ اسلام مین داخل ہونے والے عجب ہنین کہ پہلے ہی سے یہہ سمجہہ لیتے
ہون گے کہ اس روحی مقدس مذہب کے قبول کرنے سے دنیاوی گتے ضرور درپئے
ایذا ہو جائینگے باوجود اسکے کہ اون کو اسلام کے بعد طرح طرح کی ایذائین دیجاتی ہین
حقوق ضبط کر لئے جاتے ہین لیکن وہ اسلام سے روگردانی ہنین کرتے اسکی وجہ سوائے
اس کے اور دوسری ہو ہی ہنین سکتی کہ یہہ مقدس مذہب ان نومسلمون کو اوس
وادی سے جسمین کہ تاریک اور خوفناک جہاڑیان بکثرت ہین اور ہر چہار طرف
خبیث روحین درندون کی صورت چلتی پہرتی نظر آتی ہین دفعتہً نکالکر ایسے
خوشنما دلپسند باغ مین پہونچا دیتا ہے جہانکہ تقدس و تورع کی برقی روشنی ہو رہی ہے
نہ اوس مین کفر والحاد کے بادوباران کا اندیشہ ہے اور نہ اعتدال سے بڑہی ہوئی
آزادی کے جہونکون کا کہٹکا ہے جسپر نظر پڑتی ہے وہ نور ہی نور نظر آتا ہے گل ہے
تو وہ بہی مئے وحدت سے مخمور ہے خار ہے تو وہ بہی نشئہ توحید سے چور ہے نہ وہان
بتون کی شکل دکہلائی دیتی ہے اور نہ وہان فرضی توحید یعنی تثلیث کا کچہہ ذکر
و مذکور ہے لیس للانسان الا ما سعے کے خیال مین ہر شخص جسطرح اوامر
کی پابندی سے ظاہری حالت درست کر رہا ہے اوسیطرح نواہی کے احتراز سے
تصفیہ باطنی مین مصروف ہے جو بات ہے وہ اعتدال کی ہے نہ ایسی سختی ہے کہ
جسکا برداشت کرنا مافوق الطاقت ہو نہ ایسی نرمی ہے کہ ایک گلے پر چپت کہا کر

دوسرے گلے کے پہیر دینے کا حکم ہو۔

ہم اس دعوی کے نسبت کہ دینِ اسلام کل ادیان مروجہ سے افضل و اعلی و اشرف ہی کہہ سکتے ہین کہ یہہ دعوی بدیہی اولی ہے جسکے لئے دلیل اور برہان کی ضرورت نہین ہے لیکن یہہ موقع چونکہ اس امر کا مقتضی نہین ہے اسوجہ سے اس بیان سے ہم اعراض کرکے اپنے ناظرین کے اذہان عالیہ پر صرف اسیقدر منطبع کرنا چاہتے ہین کہ جہاد یا غزا جسکے نام سے غیر قومین بیدکیطرح تہرا اوٹہتی ہین ضرور کفار و مشرکین کے ساتہہ دینی مجادلہ کرنے کو کہتے ہین نہ کہ دہینگا دہینگی سے لڑنے کو کہتے ہون جیسا کہ اپنی غلط فہمی سے بعض نافہم قومین سمجہہ گئی ہین۔ مذہب اسلام بہت ہی مقدس ہے یہہ تہذیب ظاہری اور باطنی قدیم اور جدید کا جامع ہے جب کوئی اسکے اشاعت سے متعرض ہوتا ہے یا کہ اس سراپا تقدس مذہب پر اپنے شامت اعمال سے بیجا حملہ کرتا ہے تو اوسوقت انسان کو انسان بنانے اور تہذیب و اخلاق پہیلانے کے غرض سے چلتی ہوئی خون آشام تلوارین نیام سے نکالی جاتی ہین اور اوسکے ذریعہ حق و باطل کا امتیاز یا کہ دیندار و ملحد کے قسمت کا فیصلہ کرلیا جاتا ہے جیسا کہ الملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس کے قوی اور پرزور ہاتہہ کی چمکتی ہوئی برق سی تلوارون نے حق سے باطل کو ممتاز دیندار سے ملحد کو جدا کردیا تہا۔

اوسی اثناء مین جبکہ یہہ نامی سلطان ممالک محروسہ اسلام کے انتظام اور خانہ جنگیون کے اصلاح مین مصروف تہا وقتاً فوقتاً موقع ومحل و وقت دیکہکر اون سیحیون کی سرکوبی کے طرف بہی مائل ہوجاتا تہا جنہون نے اپنی سفاکانہ حرکات سے دنیاء اسلام ہی مین نہین بلکہ تمام عالم مین اپنے کو وحشی ثابت کرکہا تہا اور وقت بیوقت بیگناہ اسلامیون کے خون سے اپنے ہاتہون کو رنگتے تہے اشتیاق تو یہی

کہہ رہاہے کہ ہم اِن واقعات سے اعراض کرکے جہانتک ممکن ہو بکمال تیزی سے اوس میدان
مین پہونچ جاتے جہانکہ اس سے پہلے اسی صدی مین مسیحی اسلامیون کی جانون کی کچھہ قدر
وقعت نہین سمجھتے تہے اور بکمال بیرحمی سے اوس مقدس مقام کے درودیوار کو جسکو
کہ وہ خود مقدس سمجھتے ہین خدا کے بندون کے خون سے تختہ لالہ بنا رہے تہے اور اب
وہی متبرک مقام اونہین مظلومون کے قبضہ مین آنے والا ہے جنکو مسیحی اپنے زعم فاسد مین
ظالم یا کافر یا دشمن مسیح کہہ رہے ہین اور لطف یہہ ہے، کہ یہہ ظالم صاحب قابو ہوکر
ان نرم دل مسیحیون کو آزاد کئے دیتے ہین لیکن ہم اِن واقعات کو بنظر دلچسپی حسب
وعدہ بغیر بیان کئے ہوئے کسی بڑے سلسلہ کو نہین چھیڑا چاہتے۔ آئے پہلے بیسان
وعین جالوت وکرک وغیرہ کے خوفناک لڑائی کے میدان یا سلطانی غزوات کے
دلپسند سین دیکھہ لیجئے بعد ازان ہم اور آپ الملک الناصر الغازی سلطان
صلاح الدین یوسف کے ساتھہ ساتھہ بیت المقدس کے زیارت کو چلین۔

یہہ تو آپ لوگون کو معلوم ہی ہوچکاہے کہ سلطان مہم آمد سے فارغ ہوکر
حلب کیطرف آیا ہے اور حلب بہی بصلح مقبوضات سلطانی مین داخل ہوگیا ہے
٢٢۔ ربیع الثانی سنہ ٥٧٩ھ تک یہین مقیم رہا تیئسوین[23] ماہ مذکور کو بغرض اجتماع
عساکر حلب سے روانہ ہوکر منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا ٣۔ جمادی الاول کو دمشق مین
پہونچا چھبیس[26] روز مین جہاد کا سامان درست کرکے ستائیسوین[27] جمادی الاول کو
دمشق سے روانہ ہوا اور کسیقدر مسافت طے کرکے جسر خشب پر خیمہ زن ہوا۔ دو روز
تک بغرض ترتیب عساکر یہین مقیم رہا دسوین[10] روز ٨۔ جمادی الثانی سنہ مذکور کو
یہان سے روانہ ہوکر نہر اردن[1] عبور کرکے ٩۔ جمادی الثانی کو بیسان[2] کے قریب پہونچا۔

[1] نہر اردن کو نہر الغور اور نہر الشریعۃ بہی کہتے ہین۔
[2] بیسان ایک چھوٹا سا شہر بلا شہر پناہ کے غور کے غربی جانب واقعہ ہے اس شہر کے جنوبی جانب پہاڑ ہے اور مشرق کی طرف نہر ہے۔

اور لشکر مورچہ بندی مین مصروف ہوگیا۔ دسوین تاریخ کو اسلامی لشکر نے حملہ کیا۔ اہل بیسان پہلے ہی سے شہر چھوڑکر پہاڑون مین پناہ گزین ہوگئے تھے اسوجہ سے حملہ کا کچھہ جواب نہ ملا اور عساکر اسلامی آگے بڑہے تو کیا دیکھا کہ اہل شہر پہاڑون کی بلند چوٹیون پر متمکن ہین اور وہین سے تیر باری کر رہے ہین سلطانی فوج نے بھی وہین پرہ جما دیا اور اپنی تیر اندازی کا جوہر دکھلانے لگے۔ پانچ روز تک برابر دُور کی لڑائی ہوتی رہی چھٹے روز اسلامی لشکر اس غرض سے پیچھے ہٹ آیا کہ شاید نصاری مال و اسباب کے طمع مین پہاڑ سے اُوتر آئین لیکن جب نصرانی پہاڑون پر سے نہ اُوترے تو اسلامیون نے شہر کو اپنے قبضہ مین کرلیا اور خدا کا نام لیکر آگے بڑہے۔

اس واقعہ کے بعد ہمارا نامی سلطان جبکہ بیسان سے روانہ ہوکر اوس چشمہ پر خیمہ زن تہا جو کہ جالوت[۱] کے سرحد پر واقع ہے اوسوقت عزالدین جردیک اور جاولی اسدی معہ ایک جماعت ممالیک نوریہ و اسدیہ کے آئے اور لشکر کرک اور شوبک کے حمایتی لشکر کے مقابلہ کا حال گذارش کیا اور اون عیسائیونکو پیش کیا جنکو اس نے عیسائیون کی شکست کے بعد گرفتار کرلیا تہا جو ۱۱ دہوین جمادی الثانی کو جاسوسون نے یہہ خبر دی کہ نصرانی[۲] لشکر بہت بڑی جمعیت کے ساتہہ صفوریہ[۳] سے فولہ کیطرف بالقصد مقابلہ آرہا ہے سلطان نے یہہ سنتے ہی فوراً اپنے لشکر کو میسرہ اور میمنہ اور قلب اور مقدمہ پر مرتب کرکے مقدمہ کو آگے بڑہایا۔

---

[۱] جالوت ایک شہر مضافات فلسطین سے مابین نابلس و بیسان کے ہے یہہ شہر ایک عظیم الشان دریا کے کنارے پر آباد ہے۔

[۲] ایک انگریزی مورخ لکھتا ہے کہ اس فوج مین اٹلی کے سوداگر بھی شریک تھے کروسیڈرونکی اتنی بڑی فوج سرزمین فلسطین مین کبھی اس سے پہلے نہین جمع ہوئی ایکہزار تین سو سوار اور پندرہ ہزار سے زیادہ پیادہ مسلح قواعددان کے علاوہ یورپ کے بڑے بڑے نامی امرا بھی شریک تہے ہنری ڈیوک آف لورین۔ الفنڈی میلن۔ اکوٹین کے لارڈ گوئی ڈی لوزگنن ریجینالڈ۔ بالڈون ریجینالڈ آف سیڈن۔ والٹر آف قیصاریہ وغیرہ معہ اپنے جانثارونکے فوج کے شامل تھے۔ مجاڈ لکھتا ہے کہ میدان صفوریہ مین پچاس ہزار عیسائی لشکر تہا اور بعضے انگریزی مورخ ستہہ ہزار بیان کرتے ہین۔

[۳] صفوریہ سرزمین شام مین طبریہ کے قریب اطراف اردن مین ایک چھوٹا سا لیکن بہت پُرفضا شہر ہے۔

اس مقدمہ مین پانچسو چنے ہوئے تیر انداز تہے۔ مسیحی صلیبی فوج اور اسلامی ابراہیمی لشکر کا مقابلہ اوسی نہر یا چشمہ پر ہوا جسکے کنارہ جالوت آباد تہا۔ یہہ لڑائی پہر دن چڑہے سے شروع ہوئی اور شام تک برابر کمال زور و شور سے جاری رہی شام ہوتے ہی لڑائی کا بازار سرد ہو گیا طرفین مین سے کسی کو اپنے مورچہ پر لوٹ آنے کی تاب نہ باقی رہی جہان پر جو تہا وہ اوسی مقام پر اوسی حالت مین ٹہر گیا صبح کو اسلامی لشکر کا قلب بہی جسمین کہ سلطان صلاح الدین تہا مقدمہ سے آملا نصرانیون کے دلون پر اسلامی مقدمۃ الجیش کا خوف ایسا چہا گیا تہا کہ باوجودیکہ مسلمانون نے حملہ کرکے اون کو بہت اکسایا کہ لڑائی کے میدان مین آئین مگر وہ کسی طرح خیمون سے باہر نہ نکلے اور مقابلہ کو کوئی متنفس اوس لشکر سے نہ نکلا ناچار جب تیسرے روز سلطان مع اپنے لشکر یون کے طور کے جانب طرح دینے کے خیال سے کوچ کر گیا تو ۱۸- ماہ مذکور کی صبحکو نصرانی لڑائی سے مُنہہ پہیر کر مراجعت کو مقابلہ سے افضل سمجہکر بہاگ گئے فولہ تک اسلامی لشکر نے تعاقب کیا لیکن جب اون مین سے کوئی نصرانی لڑائی کے خوفناک میدان مین سر فروشی کرنے نہ آیا تو بمجبوری اسلامی لشکر بہی معاودت پر مائل ہو گیا اثناء راہ مین جو قریے[1] یا چہوٹے چہوٹے قلعے نصرانیون کے ملتے گئے اسلامی لشکر اونکو تخت و تاراج کرتا جلاتا پہونکتا ہوا مظفر و منصور فوار مین پہونچا۔ سلطان نے اس مقام سے اپنی فوج ظفر موج کو بغرض آسایش رخصت دیا اور خود یوم پنجشنبہ چوبیسوین[۲۴] ماہ مذکور کو جہاد کی تیاری اور انتظام ملک کی غرض سے دمشق مین داخل ہوا۔

---

[1] اس معاودت مین اسلامی لشکر نے شہر عفربلا کو جو کہ بیسان اور طبریہ کے قریب آباد تہا ویران اور بیسان و مزارعین کے قلعون کو بہی ہمدوش زمین کر دیا تہا۔ اور علاوہ اس کے چہوٹے چہوٹے اور گانون کو بہی جلا دیے تہے جنکے نام سے ہمکو آگاہی نہین ہوئی۔

کرک پر حملہ

اوسی اثنا مین کہ ہمارا نامی سلطان بلاد اسلامیہ کی حفاظت اور خانہ جنگیون کے رفع و دفع مین مصروف تہا کرک پر دو بار اوس نے حملے کئے ایک تو بعد واقعہ سابقہ ۱۴۔ رجب ۵۸۰ھ کو دمشق سے بقصد اعلاء کلمۃ اللہ روانہ ہوا اور اپنے روانگی سے پہلے اپنے بہائی الملک العادل کو جو کہ مصر مین اوسکی نیابت کر رہا تہا کرک پر حملہ کرنے کو لکہہ دیا تہا چنانچہ چوتہی شعبان سنہ مذکور کو اس طرف سے الملک العادل اور سلطان اور اوس طرف سے یورپ کے نصرانی صلیب کی لکڑی ہاتہہ مین لئے ہوئے اہل کرک کی حمایت کی غرض سے کرک کے قریب پہونچگئے۔ سولہوین شعبان کو ایک خفیف سی لڑائی ہوئی جس سے طرفین کا زیادہ نقصان نہین ہوا اور دوسرے روز فریقین اپنے اپنے دارالحکومۃ کو واپس گئے۔ اس واپسی کا ظاہری سبب کچہہ معلوم[1] نہین ہوا۔

دوسرا حملہ

دوسرے بار ماہ ربیع الثانی سنہ ۵۸۱ھ مین کرک پر ہمارے اسلامی ہیرو نے حملہ کیا اس مرتبہ کئی مہینہ بیشتر سے جہاد کا انتظام ہو رہا تہا مسلمانی امرا کو طلبی کے خطوط لکہے جاتے تہے فوجین جمع ہو رہی تہین۔ اٹہارہوین صفر سنہ مذکور کو ابن قرا ارسلان نور الدین اسی غرض سے حلب ہوتا ہوا معہ الملک العادل کے چہبیسوین صفر سنہ مذکور کو دمشق مین سلطان کی خدمت مین حاضر ہوا الملک المظفر بہی طلب کیا گیا تہا لیکن انتظام و کثرت کار کیوجہ سے وہ جلد نہ آسکا اور سلطان معہ موجودہ فوج اور امراء کے کرک کے طرف بڑہا اور اوس کے بعد الملک المظفر جو کہ

---

[1] انگریزی مورخ تحریر کرتے ہین کہ صلاح الدین کرک سے اسوجہہ سے واپس ہوا کہ اوسکے کان تک یہہ خبر پہونچ گئی تہی کہ مسیحیون نے مصر کا راستہ بند کر لیا ہے اور کوئی قافلہ بغیر ایک کافی فوج کی حمایت کے گذر نہین سکتا اسی غرض سے اوس نے کرک کا محاصرہ چہوڑ دینا مناسب سمجہا اور کرک سے ناکام واپس ہوا مگر ساتہہ ہی اس کے اوس نے بڑی کوشش سے راستہ کو صاف کر لیا۔

مصر سے معہ اہل و عیال الملک العادل کے آگیا تہا بطور ساقہ کے روانہ ہوا۔ چوتہی جمادی الاول ۵۸۰ھ کو یکے بعد دیگرے اسلامی لشکر کرک کے قریب پہونچ گیا سلطان نے پہونچتے ہی کرک کا محاصرہ کرلیا اور ربضہ[1] پر منجنیقون کے نصب کرنے کا حکم صادر فرمایا اسلامی فوجین جی توڑ توڑ لڑنے لگین پہلے ہی حملہ مین شہر ربضہ (ربض) پر انکا قبضہ ہوگیا۔ لیکن اسکا قلعہ اسوجہ سے کہ مابین شہر و قلعہ ایک خندق تقریباً ساٹھہ گز عمیق حائل تہی نصرانیون کے ہاتہون مین رہا۔ گو سلطان اس خندق سے گزر جانے کی طرف خاص طور سے متوجہ ہوا لیکن چونکہ نصرانی قلعہ کی فصیلون سے تیر اور منجنیقون سے پتہر برسا رہے تہے اسوجہ سے خندق سے لشکر اسلامی عبور نکر سکا اخیر اخیر اس امر کی بہی کوشش کی گئی کہ خندق پر ایک مسقف پُل بنا دیا جاے۔ تاکہ اوس کے اندر سے بحفاظت تمام لشکر اسلامی قلعہ کے فصیلون تک پہونچ جاے عجب نہ تہا کہ اس مین مسلمانون کو کامیابی ہو جاتی لیکن سلطان کو اس خبر نے کہ ان نصرانیون کے مدد کو اور مسیحی لشکر آرہا ہے اس تجویز کے عملدرآمد کرنے سے روک دیا اور خواہ مخواہ اس امر پر آمادہ کردیا کہ پہلے اوس آنے والے لشکر کو شکست دینا چاہیے بعد اوس کے اس قلعہ کی فصیلون پر حملہ کرکے عیسائیون کو منتشر کرنا چاہیے چنانچہ اسی خیال سے قلعہ ربضہ سے دست کشی کرکے آنے والے مسیحی لشکر کے طرف بڑہا لیکن افسوس ہے کہ صعوبت راہ اور خشونت ارض نے منزل مقصود تک اوسکو نہ پہونچنے دیا مجبورانہ اثناء راہ مین مسیحی لشکر کے انتظار مین ٹہر گیا۔ دو چار روز کے بعد جب حریف مقابل نے بخوف و خیال خطر اپنے مقام سے حرکت نہ کیا تو سلطان یہان سے بہی کوچ کرکے دو کوس کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا اور چند منتخب آدمیون کو جو کہ جاسوسی کا کام عمدہ طور سے کرسکتے تہے

[1] ربضہ یا ربض کرک کے مضافات سے ہے۔ ایک ہی پہاڑ پر شہر اور قلعہ ہے قلعہ کو چارون طرف سے ایک عمیق خندق گہیرے ہوے ہے۔

اسی مقام پر رہنے دیا نصرانی موقع محل دیکھہ کر اوسی شب کو جسروز کہ سلطان نے یہان سے کوچ کیا تہا کرک کیطرف روانہ ہوگئے اور سلطانی جاسوسون کو روانگی کیوقت اطلاع تک نہوئی ہمارے سلطان کو اس حال سے آگاہی اوسوقت ہوئی جبکہ نصرانیون کا وہ گروہ کرک مین پہونچگیا تہا اسوجہ سے اس نے کرک کی کامیابی کو کسیقدر دشوار سمجہکر شہر نابلس[1] پر حملہ کیا۔ لشکریون نے اس شہر کے کئی محلون مین آگ لگا دیا جو اسلام لائے وہ تو مامون ہوئے اور باقی عیسائی بعض قتل اور اکثر قید کرلئے گئے بعد اس کے ہمارے سلطان کا لشکر ظفر پیکر سبسطیہ[2] کیطرف تیزی کے ساتھہ بڑہا اور بجلی کیطرح ایک دم مین اوس کے اوس میدان کو جو کہ تثلیث کے تاریکی مین تون سے پڑا تہا توحید کی برقی روشنی سے منور کر دیا۔ اور نیز اون مظلوم مسلمانون کو جو کہ عرصہ دراز سے نصرانیون کے پنجۂ غضب مین گرفتار تہے قید کی زحمت سے آزاد کر دیا ان مسلمان قیدی رہائی یافتون نے مسلمانون کی جماعت کی کمی کو جو کہ اسلامیون کے شہید ہو جانے سے ہوگئی تہی پورا کر کے اطراف وجوانب کے شہرون کو خاطرخواہ غارت کیا۔ علاوہ ان شہرون کے وقت معاودت اثنا راہ دمشق مین جو شہر و قریہ ملتے گئے اسلامی بہادرون کی جولانگاہ بنتے گئے۔ یمیناً اور شمالاً ایسا کوئی شہر یا قریہ نظر کے لئے نہین ملسکتا تہا کہ جسپر اسلامی لشکر نے بعد عرض اسلام حملہ نہ کیا ہو اور اسکو اپنا تختۂ مشق نہ بنایا ہو۔

بعد ان واقعات کے ۱۰۔ جمادی الثانی یوم شنبہ کو ہمارا سلطان دمشق

---

[1] نابلس ایک مشہور شہر سرزمین فلسطین مین دو پہاڑون متطبیل کے درمیان نہایت سرسبز وشاداب بیت المقدس سے دس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہود یون کے خیال مین اصل بیت المقدس یہی ہے

[2] سبسطیہ نابلس سے دو روز کے رستہ پر واقع ہے اسکو بعض لوگ مضافات بیت المقدس سے شمار کرتے ہین اور بعض فلسطین کے متعلقات سے کہتے ہین۔

مین پہونچا پھر بعد اس کے ۵۸۲ھ تک جہاد کے قصد دمشق سے کسی طرف نہین خروج کیا البتہ وقتاً فوقتاً خانہ جنگیون کے رفع دفع کرنے مین مشغول ہوتا جاتا تھا۔ جنکو ہم اس سے پہلے تفصیلاً بیان کر چکے ہین اور انہین معاملات کے اثنا مین سلطان نے نصرانیون پر جو دو چار حملے کئے تھے اونکو بھی بلالحاظ ترتیب اوسی سلسلہ مین لکھ چکے ہین۔ اب ہم حسب وعدہ اوس بڑے جہادی سلسلہ کو چھیڑا چاہتے ہین جس کے دیکھنے اور سننے کا ایک عالم کا مشتاق ہو رہا ہے۔ آیئے اسلامی چمکتی ہوئی تلوار و نکا جوہر دیکھیئے اور اس گروہ کی شجاعت۔ مردانگی۔ عالی حوصلگی کی داد دیجئے جنھون نے تقریباً ایک صدی کے بعد بیت المقدس کے بلند پہاڑیون کی چوٹیون پر دوبارہ اسلامی پھریرہ اوڑایا ہے یہہ وہی اسلامی گروہ ہے جنکے رگون مین جوش سے بھرا ہوا اسلامی خون دوڑ رہا ہے! یہہ وہی عالی حوصلہ بلند خیال ہے جو کہ نصرانیون کو بے قابو اکر آزاد کر دیتا ہے یہہ وہی خدا کے سچے بندے ہین جنکے مذہب مین عہد شکنی گناہ کبیرہ ہے! یہہ وہی نرم دل رحیم گروہ ہے جسنے کہ بیت المقدس کی نورانی در و دیوار کو نصرانیون کے خون سے نہین رنگا ہے! یہہ وہی جری فوج ہے جو کہ خدا کے راہ مین مرنے اور مارنے کو فلاح دارین سمجھتی ہے! اس لشکر کا افسر اعلیٰ وہی نیک نہاد سلطان ہے جسکو صلاح الدین کہتے ہین اور جسکے نام سے تمام یورپ تھرّا رہا ہے جو مسلمانون کی گئی قوت کو پھر سنبھالیگا اور بیت المقدس کی مقدس پہاڑیون پر پھر اسلامی حکومت قایم کرے گا۔ اسکے رحیم و کریم النفس ہونے کے آپ اسیوقت قایل ہونگے جبکہ یہہ بیت المقدس مین ہوگا اور مجبور عیسائیون کو کشادہ پیشانی سے آزاد کرتا ہوگا۔

۵۸۲ھ شروع ہو گیا اور سلطان نے خانہ جنگیون سے اپنے کو فارغ کرکے جہاد کی تیاری کرنی شروع کر دی الملک الافضل علی کو مصر سے طلب کرکے دمشق کی

حکومت سپرد کر دی اور حلب سے الملک العادل اور الملک العزیز عثمان کو مصر کیطرف روانہ کیا اور تاکید کر دی کہ جہانتک ممکن ہو کمال تیزی اور عجلت سے فوج کو آراستہ و مسلح کر کے مستعد رہین حلب مین الملک الظاہر حاکم کر کے بہیجا گیا اور خود دمشق مین بیٹھا ہوا نصرانیون کی نقل و حرکت کو سنتا رہا اور اطراف و جوانب کے امرا اسلام کو جہاد کی ترغیب دیتا رہا تا آنکہ شروع ۵۸۳ھ مین جہاد کا سامان درست کر کے پندرہوین ماہ مذکور کو دمشق سے روانہ ہوا اور چند روز مقام منظرہ مین عساکر شامیہ اور مصریہ کے انتظار مین فروکش رہا جسوقت شامی لشکر بارگاہ سلطانی مین داخل ہوا سلطان نے کل فوج کا کمان افسر الملک الافضل علی کو مقرر کر کے مقدمہ اور میسرہ و میمنہ سے مرتب کر کے آگے بڑہنے کا حکم صادر فرمایا اور خود ایک قلیل جماعت کو لئے ہوئے بصرے کیطرف بڑہا۔

مورخین اس روانگی کا یہہ سبب ظاہر کرتے ہین کہ پرنس ارناط (آرنلڈ) نے بدعہدی شروع کر دی تہی آئے دن حجاج کے قافلہ لوٹ لیتا تہا مسلمان تاجرون کو گرفتار کر لیتا تہا عورتون اور بچّون کو قتل کر ڈالتا تہا۔ اس مرتبہ حاجیون کے قافلہ مین سلطان کے خاص خاص اعزہ بہی تہے اس بدعہد شریر سے یہہ خوف تہا کہ انکو تکلیف نہ پہونچائے اسوجہ سے سلطان بصرے مین جا ٹہیرا جب اس بدباطن کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو وہ اپنے حدود سے باہر نہ نکلا اور حجاج کا قافلہ بعافیت تمام اس خطرناک رستہ سے گذر گیا۔

بعد اس کے سلطان پہر کرک کیطرف متوجہ ہوا اور اسی مقام سے سعد سرایا بلاد کرک اور شوبک پر روانہ کئے۔ الملک الافضل بہی ایک دستہ فوج جان نثارون کا لئے ہوئے بلاد عکا کیطرف بڑہا فوج کے اس حصہ مین مظفر الدین بن زین الدین قایماز نجمی۔ دلدارم یاقوتی نامی نامی امرا بہی

شریک تہے جسوقت یہہ گروہ پرشکوہ شب بہر چلکر صبح ہوتے ہی صفوریہ کے میدان مین پہونچا
ماہ صفر ۵۸۳ھ کا آخری دن ختم ہو رہا تہا کہ مسیحی لشکر بہی صلیبی نشان لئے ہوئے
مقابلہ پر آگیا رات بہر فریقین نہ سوئے اسلامی بہادرون کو تو اس ذوق و شوق
مین نیند نہ آئی کہ صبح ہوتے ہی انشاء اللہ تعالی لڑائی چہڑ جائیگی اگر اس دینی
مجادلہ مین ہم کام آئے تو شہید ہون گے جنت پائین گے اور اگر زندہ رہے تو
مال غنیمت پانے کے علاوہ غازی کہلائین گے سلطانی انعام و اکرام کے بہی مستحق
سمجہے جائینگے اس خیال مین کوئی اپنی تلوار کو صیقل کر رہا تہا اور کوئی اپنی زرہ سنبہال
رہا تہا مسیحیون کا یہہ حال تہا کہ وہ اس خیال سے جاگ رہے تہے کہ اگر کلہہ کی لڑائی
مین ہم مارے گئے تو اوس سے کچہہ بحث نہین ہے ہزارون مخمصات سے چہوٹ
جائین گے روز روز کی لڑائی سے نجات ملجائے گی اور اگر زندہ رہ گئے اور جناب
مسیح نے ہماری خبر نہ لی اور ان مشرکین (مسلمانون) کے ہاتہہ پڑ گئے تو یقینی ساری
عمر غلامی کرتے گزرے گی۔ فریقین کے دماغون مین یہہ خیال پیدا ہو ہی رہے تہے
کہ یکایک صبح کی سفیدی نے رات کی سیاہی کو دور کر دیا۔ اسلامی لشکر سے اذان
و تکبیر کی آوازین آنے لگین عساکر مسیحی بہی گہنٹے بجا بجا کے اپنی کامیابی کی دعائین
مانگنے لگے زیادہ عرصہ نہ گزرا تہا کہ آفتاب کی کرنین نمود ہو گئین ادہر تو ایک
اللہ اکبر کی آواز پر تلوارین نیام سے باہر نکل آئین تیر اندازون نے کمان و تیر
سنبہالا ترکش مین تیر رکہے اودہر سے بگل کی آواز پر ہر ایک سپاہی لڑنیکو مستعد
ہو گیا دوپہر تک لڑائی ہوتی رہی۔ زوال آفتاب کے ساتہہ ہی مسیحیون کی قوت
بہی زایل ہو چلی۔ ظہر کا آخری وقت تہا کہ نصرانیون کے پاؤن اوکہڑ گئے
لڑائی کے میدان سے ایسی بے سر و سامانی کے ساتہہ بہاگے کہ اپنے
مقتولین کو اوٹہا بہی نہ سکے نامی اور مشہور لڑانے اور لڑنے والے نصرانی

مارے گئے[1] اور ایک بہت بڑا گروہ گرفتار کرلیا گیا۔ ہزیمت یافتون کا تو حال معلوم نہین
کہ کس طرف سے گئے اور کہان پہونچے ہان فتحمند گروہ کو ہم بتلا سکتے ہین کہ اس کامیابی
کے بعد اطراف وجوانب کے شہرون قصبون پر ہاتھہ صاف کرتے ہوئے طبریہ[2] کے راستہ
سے اپنے ہیڈ کوارٹر کے طرف روانہ ہوئے۔ باوجودیکہ قمص جو کہ مسیحیون کے رودار
پیشوا اون مین شمار کیا جاتا تہا طبریہ ہی مین موجود تہا لیکن اوس نے اس سیلاب
کے گزر جانے ہی کو غنیمت سمجہا اور مطلقاً اوس نے اون سے تعرض نہ کیا۔

سلطان کے مبارک کانون تک جسوقت اسلامی لشکر کی اس کامیابی کی
خوشگوار آواز پہونچی اوسیوقت الملک الافضل کیطرف روانہ ہوکر دوسرے روز
اوس سے جا ملا ان دونون اسلامی لشکرون کے اجتماع سے بہی مسلمان کی تعداد
بارہ ہزار سوارون سے ہرگز ہرگز متجاوز نہین ہوئی سلطان نے ایک روز یہان
قیام کیا اور دوسرے روز لشکر کو مرتب کرکے طبریہ کیطرف بڑہا اور اوسی روز
شام کے وقت مقام اقحوانہ مین پہونچگیا۔

عساکر اسلامیہ کی ان کامیابیون اور جوش وخروش نے نصرانیون کو چونکا دیا
اور اونکی باہمی نااتفاقی کو دور کردیا پادریون نے عیسائیون کے متفق کرنیکا
بیڑہ اوٹہا لیا نامی نامی پادری اور بطرس قمص[3] کے پاس گئے اور اوس کو

---

[1] فرانسیسی مورخ تحریر کرتے ہین کہ اس لڑائی مین عیسائی فوج کے صرف تین شخص زندہ بچے تہے اور باقی یا تو رزمگاہ مین مارے گئے و یا گرفتار کرلئے گئے تہے۔ یہہ لڑائی ۱۱۸۷ء مین ہوئی تہی۔

[2] طبریہ ایک چہوٹا سا شہر اعمال اردن مین دریا کے کنارہ دمشق سے تین منزل کے فاصلہ پر مستطیلاً آباد ہے اس مقام سے بیت المقدس بہی غالباً تین ہی منزل کے فاصلہ پر ہے اسکے غرب و شمال و جنوب مین پہاڑ واقع ہین جانب شرق دریا ہے

[3] مسلمان مورخ ریمینڈ کونٹ آف ٹریپولی کو قمص کے نام سے یاد کرتے ہین یہہ طرابلس کا حاکم تہا بادشاہ (بالڈون) یروشلیم سے اور اس سے وجہ ناصافی یہہ بیان کیجاتی ہے کہ بادشاہ نے اپنے بہنوئی گوئی ڈی لوزگنن کو اپنا نایب السلطنت مقرر کرلیا تہا اور یہہ اس عہدہ کو اپنا حق سمجہتا تہا۔ بعدہٗ دونون سالے اور بہنوئی مین بہی نااتفاقی پیدا ہوگئی تہی

سلطان کے مقابلہ پر آمادہ کرنا چاہا لیکن وہ چونکہ پہلے ہی سے اپنے جماعت سے علیحدہ ہو کر سلطان سے عہد و پیمان کر چکا تہا اور اپنے ہمقوم سے کسیقدر برہم ہو گیا تہا اسلامی لشکر کے مقابلہ پر تیار ہونا پسند نہ کرتا تہا وہ ان کے ہر امید کا جواب نا امیدی اور یاس کا دیتا تہا ان لوگون نے اثناء گفتگو مین یہہ بہی کہدیا کہ "اسمین شبہہ ذرا بہی نہین ہے کہ تو مسلمان ہو گیا ہے ورنہ مسلمانون کی ان زیادتیون کو برداشت نہ کرسکتا آج وہ فلان فلان نامی جنرلون کو قتل و قید کرتے ہین تو کلہہ بڑے بڑے مسیحی صاحب دولت پر حملہ کرینگے۔ نہ تجہہ مین حمیت مسیحیہ باقی ہے اور نہ تجہہ پاس مذہب ہے معلوم نہین کہ تری اسقدر ہمت کیون پست ہو گئی ہے تو تو اس سے پہلے ایسا بزدل نہ تہا تو نے بڑے بڑے نمایان کام کئے ہین تیری جوانمردی کا سکہ بیٹہا ہے دیکہہ مسیحی مذہب کو بدنام نہ کر تیری ذات سے ہمکو ایسی توقع نہ تہی تو نے ایسے وقت مین پست ہمتی ظاہر کی ہے جبکہ اسلامی لشکر سر پر آ گیا ہے۔ نا اتفاقی کا منہہ کالا کر اتفاق سے کام لے۔

تمص انکی باتین غور سے سنتا جاتا تہا اور دل ہی دل مین کہہ رہا تہا کہ یہہ مرحلہ بہت دشوار گزار پیش آیا ہے اگر مین اپنے ہم قومون کی مدد کو نہین اوٹہتا ہون تو یہہ لوگ معلوم نہین میرے ساتہہ کیا برتاؤ کرین اور اگر انکا ہمدرد بنتا ہون تو عہد شکنی ہوتی ہے عجب تذبذب کی حالت ہے نہ پائے رفتن نہ جائے ماندن کا مضمون ہے وہ انہین پیچیدہ باتون مین لپٹا ہوا تہا کہ پطرس تمص کو اپنی طرف مخاطب کر کے صاف لفظون مین کہنے لگا کہ "اگر تو نے قوم کی ہمدردی نہ کی اور میرے کہنے پر عمل نہ کیا تو یہہ واضح رہے کہ تیرے تکفیر کا فتویٰ دیدیا جائیگا تیرے عقد سے تیری پیاری

بی بی خارج کردیجائیگی مسیح تجھکو اپنے سایہ حمایت مین نہ لینگے روح القدس کی تجھہ پر قیامت تک پھٹکار رہے گی ہمارے مذہب مین مرتد ہونے سے زیادہ بدتر کوئی گناہ نہین ہے افسوس کی بات ہے کہ مسیح تو ہمارے گناہ کے کفارہ ہونے کے لئے مصلوب ہون اور ہم اونپر ایمان لانے سے اعراض کرین اور اونکی حمایت سے جان چُرائین۔

بطرس کے اس کلام پر قمص اکیلا ہی نہین رویا بلکہ حاضرین جلسہ چیخ چیخ کر رُونے لگے تہوڑی دیر تک تو یہہ مجلس یون ہی گرم رہی بعد چند منٹ کے نصرانیون کے آنسو تہمے قمص نے جیب سے رُومال نکالکر آنسو پونچھے اور بطرس کے حضور مین اپنے خود کردہ پر پشیمان ظاہر کی معافی چاہی اور اوس کے ہمراہ شاہ فرانس کے پاس گیا اور وہان سے بہت بڑی فوج کے ساتہہ پس وپیش کرتا ہوا صفوریہ کے طرف روانہ ہوا۔

جسوقت یہہ خبر سلطانی کیمپ مین پہونچی جو کہ مقام اقحوانہ مین تہا سُلطان نے اصحاب شورے کو بغرض مشورہ اپنے دربار خاص مین طلب فرمایا اون مین سے اکثر تو یہہ کہنے لگے کہ بہتر یہی ہے کہ مقابلہ نہ کیا جائے بلکہ عیسیون کی قوت کو پہلے قتل وغارت اور شبخون مارنے سے گہٹا دین بعد اس کے کہلم کہلا برسر مقابلہ آئین اور بعضون نے یہہ رائے ظاہر کی کہ مناسب یہہ ہے کہ ہملوگ شبخون مارتے ہوئے اور بلاد نصاریٰ کو ویران کرتے ہوئے اپنے دارالحکومت کو واپس ہو جائین لیکن معاودت کے لئے کوئی حیلہ شرعی پیدا کرلینا ضروری ہے تاکہ اہل مشرق کی زبان طعن بند ہو جائے ورنہ وہ سب یہی کہینگے کہ مسلمانون کے قتل پر تو شیر تہے لیکن کفار کے مقابلہ سے مُنہہ موڑ کر چلے آئے۔

سلطان چند لمحہ تک عالم سکوت رہا کبھی تو ان رایون کو اون آنکھون سے دیکھتا تہا جنسے کوئی دیندار حق پرست دنیا کے حسن معاشرت کو دیکھتا ہو اور کبھی

نصرانیون کے ٹڈی دل لشکر کو اون تیورسے ملاحظہ کرتا تہا جس سے کوئی شیر ببر بہیڑ بکریون کے گلے کیطرف غصہ کیحالت مین دیکہتا ہو۔ تہوڑی دیر کے بعد سلطان نے اپنی عالی رائے کو اسطرح ظاہر فرمایا "لا ینبغی ان تفرق ھذہ الجمع الا بعد الجد بالجہاد (یہہ نامناسب ہے کہ جہاد مین کوشش کرنے سے پہلے یہہ جمعیت متفرق ہوجائے)۔

پانچوین روز مقام مذکور سے لشکر کو مرتب کرکے بائیسوین ربیع الثانی ۵۸۳ھ یوم چہارشنبہ کو بحیرۂ طبریہ کے قریب مقام صبیرہ مین ٹہرا دوسرے روز بعد نماز صبح اس مقام سے کوچ کرکے اوسی روز طبریہ کے غربی جانب ایک پہاڑ کی چوٹی پر خیمہ زن ہوا گو نصرانیون کا کیمپ اس مقام سے بہت ہی قریب تہا اور اونکو غالبًا اسکی آمد کی اطلاع بہی ہوئی لیکن جب عیسائیون نے اپنے مقام سے حرکت نہ کی اور مقابلہ کو باہر نہ نکلے تو سلطان نے بہی مصلحتًا اپنے فوج کو پوشیدہ رکہا۔ نصف شب گزر چکی تہی کہ کل لشکر کو نصرانیون کے مقابلہ مین چہوڑ کر تن تنہا معدودے چند سوارون کو لیکر طبریہ کے قریب پہونچگیے صبح ہوتے ہی نماز و وظیفہ سے فارغ ہوکر طبریہ پر حملہ کیا پہر دن بہی نہ گزرا تہا کہ سلطان کی چمکتی ہوئی تلوارون نے طبریہ کو فتح کرلیا۔ سلطانی جان نثارون نے متعدد محلون مین آگ لگادی۔ بازار کو حاطرخواہ لوٹا قریب تہا کہ قلعہ[1] کے مینارون پر بہی اسلامی پہریرہ اوڑا دیا جاتا لیکن اہل قلعہ نے فورًا دروازہ بند کرلیا اور اہل شہر قلعہ کے چارون طرف سے مقابلہ کرنے لگے اور قلعہ والون نے کہڑکیون سے تیرباری شروع کردی۔ نصرانیون کو جب اس لڑائی اور سلطان کی کامیابی کی اطلاع ہوئی تو وہ اسقدر بدحواس ہوگئے کہ اون کے ہاتہ کے طوطے اوڑگئے آپسمین مشورہ کرنے لگے بعضون نے مسلمانان سے مقابلہ اور مقاتلہ کا مشورہ دیا اور بعضون نے

[1] فرانسیسی مورخ تحریر کرتے ہین کہ صلاح الدین نے اسی حملہ مین قلعہ طبریہ کو توڑ ڈالا تہا۔

شبخون مارنے کا اشارہ کیا اور بعضے پر جوش مسیحی غصہ کے مارے بیتاب ہو گئے لیکن قمص نے
ان سبھون سے اختلاف ظاہر کیا اور صاف صاف کہہ دیا کہ تملوگ ناحق پریشان
ہو رہے ہو طبریہ میرا اور میری بی بی کا تہا صلاح الدین نے جو کچھہ کیا اچھا کیا مین
اس امر پر بھی راضی ہون کہ وہ قلعہ پر قبضہ کر لے اور میری بی بی کو بھی لیلے مجھکو
کچھہ عذر نہین ہے فو اللہ لقد رایت عساکر الاسلام قدیماً وحدیثاً
ما رایت مثل ھذا العسکر الذی مع صلاح الدین کثرۃ وقوۃ
(بخدا مینے اسلام کے نئے اور پورانے لشکر دیکھے ہین لیکن صلاح الدین کے لشکر کیطرح
قوت اور کثرت مین نہین دیکہا) جب تک صلاح الدین طبریہ مین ہے اوسوقت تک
کیسکی یہہ مجال نہین ہے کہ طبریہ پر قبضہ کر سکے ہان یہہ ممکن ہے کہ جب صلاح الدین طبریہ کو
چھوڑکر دوسرے طرف متوجہ ہو اوسوقت اوسپر قبضہ کر لینا آسان ہوگا۔

پرنس ارناط (آرنلڈ) پہلے تو کمال استقلال سے قمص کی تقریر سن رہا تہا لیکن
جب ضبط نکر سکا تو اثنا کلام مین بول اوٹھا" قمص تیرا خوف بہت بڑھتا جاتا ہے
مسلمانون کو معلوم نہین کہ تونے کیا سمجھہ رکہا ہے اولا تو وہ ہم سے بدرجہا کم ہین اور
اگر بالفرض زیادہ بھی ہوتے تو کیا النار لا یضرھا کثرۃ الحطب (آگ کو
لکڑی کی کثرت کچھہ نقصان نہین پہونچا سکتی) مین اگر تیری جگہہ پر ہوتا تو میری
ہمت وجوانمردی کو دیکھتا۔ ان معدودے چند سے اسقدر خائف ہونا بالکل
خلاف عقل ہے جبکہ صلیب اعظم ہمارے ہاتھون مین ہے اور ہمارا مسیح ہمارا مددگار ہے۔
اوس نے گو ہمکو حلم اور تحمل کا سبق پڑہایا ہے لیکن یہہ نہین کہا کہ جب یہہ ملحد (مسلمان)
ہمارے مقدس مقامات کا قصد کرین تو کچھہ تعرض نہ کرنا اگرچہ انسان خوری
ممنوع ہے لیکن ہمارے نزدیک انکا کچا گوشت کہانا روا ہے۔

قمص تو مان ہون کرتا ہی رہا لیکن مسیحیون کے تن مردہ مین اس تقریر نے

ایک تازہ روح پہونک دی فوراً مسلح ہوکر اوٹہہ کہڑے ہوئے اور طبریہ کیطرف طوفان بے امتیازی کیطرح بڑہے۔

طلایہ[1] اسلامیہ نے نصرانیون کی نقل وحرکت سے سلطان کو مطلع کیا اور وہ اسیوقت کا منتظر تہا خبر پاتے ہی طبریہ سے معاودت کرکے اپنے لشکر سے آملا۔ اور کمال تیزی سے لشکر کو مرتب کرکے بقصد مقابلہ روانہ ہوکر اسلامی کیمپ سے پورب اور طبریہ کے پچہم اوس پہاڑی پر اپنی فوج کو آراستہ کیا جس سے ایک شیرین پانی کا چشمہ کمال لطافت سے جاری تہا اور جسکے نیچے عیسائیون کی فوج تہی جو کہ تین طرف سے اسلامی فوج کے گہیرے مین تہی۔

آپ لوگون کو یہہ یاد رکہنا چاہئے کہ اسلامی بہادرون اور مسیحی جوانون سے مڈبہیڑ اسی مقام پر ہونے والا ہے اس مقام کا نام لوبیا ہے دس پانچ گہرون کا ایک گاؤن اسکے قریب ہے جسکو اہل قریہ بخوف جان چہوڑ کر بہاگ گئے ہین خالی مکانات پڑے ہین کُتّے بلّی تک کی صورت نہین دکہلائی دیتی اس سے اس گاؤن کے دیکہنے والے سمجہہ سکینگے کہ اہل قریہ اس گاؤن کو کم از کم پندرہ بیس روز ضرور رہوے ہونگے کہ خالی چہوڑ کر چلے گئے ہین اس مقام کے چارون طرف پانچ پانچ چہہ چہہ کوس تک پانی نہین ملتا ہان ایک وہی چشمہ ہے جو کہ لوبی (جبل طبریہ) سے نکلا ہے اور جس کے کنارے ہمارا اسلامی لشکر پڑا ہوا ہے اور نصرانیون کا مورچہ اسکے مقابلہ مین برابر مستوی زمین مین ہے لیکن زمین ریتلی ہے اور پانی کی کمی ہے کیونکہ بڑے چشمہ پر تو اسلامی لشکر پڑا ہے اور جو اس سے چہوٹے چہوٹے چشمے ادہر اودہر نکل گئے ہین وہ اتنے جم غفیر کو کفایت کرتے نظر نہین آتے فصل کا یہہ حال ہے کہ گرمی شدّت کی پڑرہی ہے

[1] طلایہ اور طلیعہ لشکر کے اوس حصہ کو کہتے ہین جو کہ کیمپ کی ہر چہار طرف سے محافظت کرے اور نیز مخالف کے نقل وحرکت کو دیکہتا رہے۔

بادِ صرصر کے جھونکے اطمینان سے ایک حالت پر نہین رہنے دیتے پرندے تک اپنے گھونسلے چھوڑ چھوڑ کر سیراب مقام ڈھونڈھتے پھرتے ہین۔پیاس سے ہونٹھ خشک ہوئے جاتے ہین گھڑون پانی پینے سے بھی پیاس بجھتی نظر نہین آتی۔اسلامیون کے چہرون سے بشاشت اور اطمینان کے آثار نمایان ہین غزا اور شہادت کے شوق مین ایسے پھولے ہین کہ جامے مین نہین سماتے ہر شخص مرنے اور مارنے پر مستعد ہو رہا ہے سہ

سالے کہ نکو است از بہارش پیداست — کے مصداق بنے ہوئے ہین نصرانیون کی طرف نظر اوٹھا کر دیکھیے تو اون پر عجیب قسم کی مایوسی چھائی ہے اگرچہ ہر شخص مین ایک قسم کا جوش پایا جاتا ہے لیکن جان کے خوف کے علاوہ پانی کی کمی کا خوف ایسی مہیب صورت دکھلا رہا ہے کہ جس سے بڑے بڑے مدبرون کے ہوش و حواس بجا نہین ہین ایک دوسرے کا حسرت سے مُنھہ دیکھہ رہے ہین کسی سے کچھہ بن نہین آتا انکو لڑائی کے خوفناک میدان نے اسدرجہ خائف نہین کیا لڑائی کے میدان کو پہلے بھی اونہین آنکھون نے دیکھے ہین جن آنکھون سے لڑکے کھیل کود کے وسیع میدان کو دیکھتے ہین لیکن قدرتی مجبوری کا کیا علاج۔شب شنبہ تو فریقین نے لڑائی کے شوق اور انتظار مین جیون تیون گزرانی صبح ہوتے ہی ادہر اسلامی لشکر سے اذان کی آواز آئی لشکری اوٹھے حوائج ضروری سے فارغ ہو کر اپنے نیک دل سلطان کے ساتھ فریضہ صبح ادا کرکے تیاری مین مصروف ہوئے کوئی ترکش مین غیر معدود تیر رکھہ رہا ہے اور کوئی تلوار گلے مین حمایل کر رہا ہے سپاہی کمرین باندہ رہے ہین سلطان بھی اپنے معمولات ختم کرکے لشکر کے ترتیب مین مشغول ہوا کسی کو میمنہ پر اور کسیکو میسرہ پر متعین کیا اودہر نصرانیون کا بگل دینا تھا کہ مسیحی فوج بھی تیار ہو کر مقابلہ پر آگئی ان لوگون نے اپنے کو محاصرہ سے نکلنے کی بہت کوشش کی اور یہہ مصمم قصد کر لیا کہ راستہ صاف کر لین لیکن اسلامی تیر اندازون نے انکو ایک قدم بھی اردن کے کنارے کیطرف

نہ بڑہنے دیا کچھہ دیر تک تو یہی کیفیت رہی کہ عیسائی بڑہتے تہے اسلامی لشکر انکو تیر پر رکھہ لیتے تہے پہر دن نہ چڑہا ہوگا کہ اسلامی لشکر کا ایک حصہ عیسائیون سے دست بدست لڑنے لگا۔ اسلامی بہادرون نے جو کارنمایان اس لڑائی مین کئے وہ قابل اس کے ہین کہ صفحہ تاریخ پر آب زر سے لکہے جائین اور انہین کو صاحب السیف کا لقب دیا جائے یہہ لڑائی اس کیفیت سے تقریباً تین گہنٹہ تک ہوتی رہی دوپہر ڈہلنے کے بعد کسیقدر لڑائی کا بازار سرد ہو گیا دور ہی دور سے تیراندازی ہو رہی تہی کہ اسی اثنا مین اذان کی آواز آئی اور ایک گروہ اسلامی لشکر کا ادائے فریضہ ظہر کے غرض سے مصاف سے پہر کر اپنے مورچہ کے قریب پہونچا اور وضو کرکے نماز پڑہنے مین مصروف ہوا دو رکعتین پڑہ کر واپس گیا اور دوسرا گروہ آیا اور وہ بقیہ دو رکعتین پوری کرکے مصاف کیطرف بڑہا۔ پہلا گروہ جو دو رکعتین پڑہ کر حریف کے مقابلہ مین چلا گیا تہا پہر واپس آیا اور اپنی دو رکعتین باقی ادا کرکے اطمینان کے ساتہہ اپنے مد مقابل حریف سے مڈبہیڑ ہو گیا اسی طرح اسلامی لشکر کے اس تیسرے حصہ نے بہی اپنی نماز پوری کی اور سلطان وظیفہ سے فارغ ہو کر یا ایہا الذین آمنو لا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیاء ولکن لا تشعرون (اے ایمان والے بندو جو شخص کہ اللہ کے راہ مین قتل کیا جائے اوسکو مُردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہے تمکو اسکا امتیاز نہین ہے) پڑہتا ہوا مصاف کیطرف بڑہا اور لڑائی کا بازار پہر تہوڑی دیر کے لئے اسکے آنے سے گرم ہو گیا مسیحی لشکر یکجا ہو کر اسلامی عساکر کے حملون کا جواب دیتا ہوا طبریہ کے طرف چلا جب کچھہ دور نکل گیا تو سلطان نے فوراً بنفس نفیس ایسا حملہ کیا کہ نصرانیون نے مجبوراً اوسطرف سے پہر کر میمنہ سلطانی پر حملہ کیا تقی الدین عمر برادرزادہ سلطان قصداً پیچہے ہٹ آیا اور دیدہ ودانستہ نصرانیون کو نکل جانیکا موقع دیدیا نصرانی یہہ سمجہکر کہ موقع

بہاگ جانے کا اچہا ہے بہت تیزی سے آگے بڑہے۔ سلامی لشکر کا ایک دستہ جو کہ پہلے ہی سے کمین مین بیٹہا ہوا تہا اوس نے گہاس کے اون انباروں مین جنکو نصرانیون نے دمدمہ کے طور پر قایم کر رکہا تہا آگ لگا دی گلی تو پہلے ہی سے گرمی اور پیاس کی شدت سے بیتاب ہو رہے تہے اس آتش زنی سے اور زیادہ پریشان ہوگئے فصل اور پیاس کی گرمی پریشانی اور دہوان کی کثرت صلیبیون کو بہاگنے پر آمادہ کر دیتی تہی مگر صلیبی نشان پہر انکو اوسی جوش سے پہیر لاتا تہا جس جوش سے یہہ آئے تہے اور وہین کٹ کٹ کر ڈہیر ہوتے جاتے تہے لیکن شب نے بالفعل نصاریٰ کو ہزیمت سے اور مسلمانونکو تعاقب وقتل سے روک لیا رات بہر فریقین اپنے اپنے مورچون مین ہوشیاری سے جاگتے رہے جسقدر مسلمانون کو اپنی کامیابی کا یقین تہا اوسیقدر نصرانیون کو اپنی زیست سے ناامیدی تہی۔

دوسرے دن صبح ہوتے ہی ہنوز آفتاب کی روشنی سے مصاف کا وسیع میدان روشن نہونے پایا تہا کہ اسلامی لشکر مرتب ہوکر لڑائی کے میدان مین آگیا چار ناچار مسیحی لشکر بہی مقابلہ کے لئے مسلح ہوکر نکلا۔ لڑائی چہڑتے ہی قمص معہ چند دستہ فوج کے جان چہپا کر مصاف سے صور کیطرف بہاگا تہوڑی دور تک اسلامیون نے تعاقب تو کیا لیکن قمص ایسا بہاگا کہ یہہ اوس کے گرد تک نہ پہونچے بقیہ نصرانیون نے جب اپنے کو محاصرہ مین دیکہا اور زیست سے ناامید ہوئے تو سبہون نے ملکر ایسے متعدد حملے کئے کہ جس سے یہہ امید کیجاسکتی تہی کہ مسلمان عنقریب اپنے موقف سے پیچہے ہٹ جا بہاگینگے لیکن چونکہ لطف الہی شامل حال تہا اسلامی لشکر نے دایرہ کیطرح نصرانیون کو اپنے محاصرہ مین کرلیا اور اپنی چمکتی ہوئی جوہر دار تلوارون سے ایک کو دو اور دو کو چار کرنے لگے اگر رحمدل سلطان قصداً نصرانیون کو حطین[۱] تک چلے جانیکا موقع ندیتا

---

[۱] حطین ایک قریہ مابین طبریہ اور عکا کے واقع ہے طبریہ اور حطین مین دو کوس کا فاصلہ ہے اسکے قریب ایک گانوٴن ہے جسکو حارہ کہتے ہین اور وہان شعیب علیہ السلام کی قبر ہے۔

تو ہم یقین کرسکتے ہین کہ اون حصور نصرانیون مین سے کوئی بہی جانبر نہوتا نصرانیون نے حطین مین پہونچکر خیمون کے نصب کرنے مین بہت کچہہ کوشش کی لیکن اسلامی لشکر کے حملون نے اونکو اسقدر مہلت نہ دی البتہ بڑے جدوجہد سے ایک خیمہ اپنے بادشاہ کے لیے نصب کرلیا اور بہت بڑی دلیری سے اسلامیون کا مقابلہ کرنے لگے **الملک الافضل** کا یہہ بیان ہے کہ "یہہ پہلی لڑائی ہتی کہ جسمین مین بذاتہ شریک ہوا تہا مینے اپنے آنکہون سے دیکہا ہے کہ ان نصرانیون نے مسلمانون کے اوس گروہ پر جو کہ انکے قریب تہا ایسا نابرداشتنی حملہ کیا کہ یہہ گروہ قلب لشکر سے آملا **سلطان** نے ایک ہیبت ناک آواز سے اللہ اکبر کہا اور لشکر کو آگے بڑہایا نصرانیون نے پہر دوبارہ ایسا ہی حملہ کیا اور مسلمانون کو پیچہے ہٹادیا سلطان نے دوبارہ پسپا ہونیوالون کو آگے بڑہایا نصرانیون نے موڑکر پہر ویسا ہی جی توڑ کر حملہ کیا اور اسلامی لشکر کو پیچہے ہٹادیا سلطان نے بدستور سابق لشکر کو مقابلہ اور تعاقب کیطرف متوجہ کیا اور خود تکبیر کہتا ہوا آگے بڑہا میرا بزرگ مربی پدر مجہہ سے یہہ کہہ ہی رہا تہا کہ جب تک یہہ خیمہ نہ گریگا جو کہ حطین مین انہون نے نصب کرلیا ہے اوسوقت تک نصرانیون کو شکست فاش نہوگی کہ ناگاہ اسلامی لشکر کے چند سپاہی چکر کاٹ کر دوسری طرف سے حطین پر چڑہ گئے اور وہان پہونچتے ہی خیمہ کو گرادیا اور دونون طرف سے اونکو تلوارون پر رکہہ لیا۔ صلیب[1] صلبوت جسکو یہہ اپنی فتحمندی کا باعث سمجہتے تہے عکا کے پادری کے ہاتہہ مین ہتی اوسکے مارے جانے کے بعد لدا کے پادری نے لیا لیکن وہ بہی اور عیسائیون کے ساتہہ مع صلیب کے گرفتار کرلیا گیا۔

[1] صلیب صلبوت نصرانیون کے نزدیک کل صلیبون سے زیادہ محترم ہتی اون کے زعم فاسد مین اس صلیب مین اوس صلیب کی لکڑی کا ایک ٹکڑا لگا ہوا تہا جسپر مسیح علیہ السلام مصلوب ہوئے تہے۔ اسیکو صلیب اعظم اور صلیب صلبوت کہتے تہے۔

اس معرکہ مین علاوہ عیسائی سپاہیون کے نامی نامی عیسائی اُمرا گرفتار کرلئے گئے پرنس ارناط (آرنلڈ) اور ہنری صاحب طبریہ اور صاحب جبیل اور گوی بادشاہ یروشلیم بہی اونہین قیدیونمین تہا جس طرح مسلمانون کے نقصان کا صحیح اندازہ نہین ہوسکتا اسیطرح عیسائیون کے مقتولین[ا] کا کچہہ شمار صحیح بیان نہین کیا جاسکتا ہان البتہ یہہ کہہ سکتے ہین کہ حطین کی زمین مدتون انہین کے خون سے لالہ زار نظر آتی تہی اور ایک مدت تک اس مقام پر انکی ہڈیون کا ایک انبار لگا ہوا تہا انپر کبہی ایسی مصیبت ۱۰۹۱ء سے ۱۱۸۳ء تک نہین آئی اور نہ انکو ایسی زک ملی وہ زمانہ انکی ترقی اور بلاد ساحل کیطرف بڑہنے کا تہا اور یہہ زمانہ دولت ایوبیہ صلاحیہ کے قایم ہونیکا ہے یہہ ہمیشہ مسلمانون کے خون سے اپنے ہاتہون کو رنگتے تہے اسلامیون کی خونریزی ان کے نزدیک یروشلیم سے مقدس مقام مین بہی مباح تہی۔ مورخ نوادر سلطانیہ فی محاسن یوسفیہ بیان کرتاہے کہ انکے مقتولون کا سخت ہیبت ناک نظارہ تہا اونکی صفون کی صفین کٹے ہوئے پڑی تہین سوائے کُشتون کے اور کوئی دوسری چیز نظر نہ آتی تہی اگرچہ مین اس معرکہ مین سلطان کے ساتہہ نہ تہا لیکن مجہہ سے ایک معتبر شخص نے بیان کیاہے کہ اس لڑائی مین ایک ایک سوار تیس[۳۰] تینتیس[۳۳] چالیس[۴۰] چالیس نصرانیون کو ایک رسّی سے باندہے ہوئے تہا سو سو دو دو سو نصرانیونکی محافظت ایک مسلمان سپاہی کر رہا تہا اس واقعہ کی تصدیق اور مورخین[۹۲] بہی کر رہے ہاین۔

[ا] بعض انگریزی تواریخ سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ جنگ حطین مین تیس ہزار عیسائی مارے گئے تہے اور اسیقدر گرفتار ہوئے تہے اور بعضے اسکا نصف مارا جانا اور دس ہزار کا گرفتار ہونا تحریر کرتے ہین۔

[۹۲] عماد لکہتاہے کہ مینے اپنی آنکہون سے دیکہاہے کہ ایک مسلمان چالیس نصرانیون کو خیمہ کی ایک رسّی سے باندہ رہا تہا اور وہ دم نہ مارتے تہے۔ اس واقعہ کے بعد دمشق مین ایک ایک نصرانی تین تین دینار کو فروخت کیا گیا۔

کامیابی کے بعد سلطان نے دربار کیا اور شاہی قیدی پیش کئے گئے۔

اس کامیابی کے بعد سلطان شب بہر اپنے خیمہ مین رہا۔ صبح ہوتے ہی ایک بار منعقد کیا گیا اور اوس مین شاہی خاندان کے قیدی پیش کئے جانے لگے۔ سب سے پہلے بادشاہ یروشلیم اور پرنس ارناط (ارنلڈ) اور **ملک جفری** مع چند معززین محبوسین نصارے کے پیش کئے گئے۔ **ملک جفری** شدت تشنگی سے ایسا بیتاب ہو رہا تہا کہ بولنے تک کی تاب نہ تہی اشارہ سے پانی کی خواہش ظاہر کی **سلطان** نے اس کو برف سے لگا ہوا پانی بلوایا **ملک جفری** نے بچا ہوا پانی پرنس رناط کو دیدیا جب سلطان نے ملک جفری سے مخاطب ہوکر فرمایا کہ اس ملعون کو ہماری اجازت سے پانی نہین دیا گیا اگر ہمارا دیا ہوا یا کہ ہماری اجازت سے پانی پیتا تو البتہ یہہ بہی حسب دستور عرب مامون سمجہا جاتا لیکن جب ایسا نہین ہوا تو یہہ کسی رعایت کا مستحق نہوگا بعد اسکے **سلطان** نے محافظین سے فرمایا کہ انکو لیجاؤ اور بحفاظت تمام رکہو کلہ صبح پہر پیش کرنا بعد ظہر **سلطان** نے شہدا کی لاشین تلاش کراکے ایک قبر مین بعد نماز جنازہ دفن کرادیا تیسرے روز پرنس رناط (ارنلڈ) پہر پیش کیا گیا **سلطان** نے اس سے پہلے کہ اپنی نذر کا ایفا کرتا مذہب اسلام کے دستور کے موافق اوس سے اسلام لانے کو کہا اوس نے متمردانہ گردن ہلادی جس سے صریحی انکار پایا جاتا تہا سلطان نے ها انا انتصر لمحمد صلی اللہ علیہ وسلم (خبردار ہو مین محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد کرتا ہون) کہکر اوسپر ایسا ہاتہہ مارا کہ اوسکی گردن سیدہی مونڈہے سے اتر گئی۔

پرنس ارناط کو سلطان نے قتل کیا۔

ملک جفری اور باقی امرا اس واقعہ کو دیکہکر تہرا گئے سلطان خود اون کے پاس گیا اور بکمال نرمی سے فرمایا کہ تم فضول گہبراے ہو بادشاہونکی عادت سے یہہ بالکل خلاف ہے کہ دوسرے بادشاہ کو قتل کرین پرنس ارناط (آرنلڈ) کا واقعہ اس سے مستثنی ہے وہ اپنے کیفر کردار کو پہونچا اوس نے ہمارے نبی صلعم کے ساتہہ بہت بڑی بے ادبی کی تہی علاوہ اسکے حالت صلح مین اسنے اکثر عہد شکنی کی تہی۔ علماء کو جلادیا تہا مسلمان

تاجرون کو جو کہ بوجہ مصالحت اسکے ممالک مقبوضہ مین آتے جاتے تہے گرفتار کرکے بہت
بُری طرح سے قتل کیا تہا مینے اوس کے قتل کی دو مرتبہ نذر کی تہی ایک تو جس زمانہ مین
اس ناپاک طینت نے حرمین کا قصد کیا تہا دوسرے جب اس نے بدعہدی سے علما اور
تاجرین کو بیگناہ گرفتار کرکے جلوا دیا تہا اللہ جل وعلی ذکرہ نے آج مجہکو ایفاء نذر پر قادر کیا
مینے اپنے ہی ہاتہون اوسکو اسفل السافلین تک پہونچا دیا۔

قمص بعد چندے مرگیا

قمص معہ اون لوگون کے جو کہ اسکے ساتہہ لڑائی کے میدان سے دوسری لڑائی
شروع ہوتے ہی بہاگ گئے تہے صور ہوتا ہوا طرابلس مین پہونچا اور بعد چند دنون کے غیرت
وشرم سے یا ذات الجنب کی بیماری سے مرگیا موت نے اوسکو ایسی مہلت ہی نہ دی کہ آیندہ
پہر کسی موقع پر سلطانی لشکر کے مقابلہ پر آتا۔

قلعہ طبریہ پر اسلامی قبضہ

یہہ تو آپ لوگون کو یاد ہوگا کہ شہر طبریہ کو مسلمانون نے فتح کرلیا ہے اور اسکے قلعہ مین
نصرانیون ہی کا عمل ودخل ہے وہی اسپر متصرف ہین والی طرابلس کی بیگم اس قلعہ مین جو تہی
اسیوجہ سے بعد اس خداداد کامیابی کے یکشنبہ کے صبح کو ہمارے نامی سلطان نے قلعہ طبریہ
کیطرف رُخ کیا۔ اہل قلعہ نے امان طلب کی سلطان نے انکو امان نامہ لکہہ دیا اور بیگم
طرابلس کو اوسکے شوہر کے پاس بہیجدیا چہارشنبہ کو نصرانی قیدیون کا ریوڑ پہر پیش کیا گیا
سیول سرجن اور مقامی حاکم کے بارے مین گردن زنی کا حکم صادر فرمایا علاوہ انکے
اور دو سو قیدیون کی گردن ماری گئی جنکے شر وفساد نے سلطان کو اس خونریزی اور
تلوار اوٹہانے پر مجبور کیا تہا اور باقی قیدیون کو دمشق کیطرف روانہ کردیا اور نائب
دمشق کو لکہہ دیا کہ جسوقت یہہ گروہ عیسائیون کا پہونچے اگر اسلام قبول کرے یا فدیہ دے سکے
تو پچاس پچاس دینار فدیہ لیکر آزاد کردینا ورنہ فورًا بلا انتظار دوسرے حکم کے
داخل جہنم کردینا۔

علامہ ابن اثیر کا قول

علامہ ابن اثیر تاریخ کامل مین تحریر کرتا ہے کہ مین اس واقعہ کے ایک برس کے بعد

اس مصاف سے ہوکر گزرا ہڈیون کا ایک ڈہیر لگا ہوا تہا علاوہ اس کے تمام میدان مین قدم رکہنے کی جگہہ نہ تہی۔ یہہ وہ ہڈیان ہتین جو کہ سیلاب اور صحرائی جانورون کے کہانے سے بچگئی ہتین۔

فتح عکا

۵۸۳ھ

شنبہ کے شام کو بعد نماز عصر طبریہ کے قلعہ سے روانہ ہوکر چارشنبہ آخر ربیع الثانی کو مقام عکا[1] مین پہونچا۔ اہل عکا شہر پناہ او فصیلون سے مستعدی ظاہر کر رہے تہے اون کے ظاہری طور سے معلوم ہوتا تہا کہ بغیر لڑائی کے یہہ شہر بہی مفتوح نہ ہوگا۔ لیکن جسوقت اون لوگون کو اس امر سے آگاہی ہوئی کہ عیسائیون کا وہ جم غفیر جو کہ طبریہ مین لڑنے کو گیا تہا اور جنکی تعداد مسلمانون سے چوگنی بلکہ زیادہ تہی اونمین سے اکثر قتل ہوئے اور بعض قید کر لیئے گیۓ اور شاذ و نادر بہاگ گئے ہین ہوش و حواس جاتے رہے۔ مقابلہ کا خیال ہی باقی نہ رہا پنجشنبہ کی صبح کو ہمارا دلیر سلطان معہ اپنے جان نثارون کے سوار ہوکر خیمہ سے موقع مصاف دیکہنے کے غرض سے باہر نکلا اس اثنا مین کہ وہ بہادر سلطان لڑائی کا موقع دیکہہ رہا تہا اور دل ہی دل مین سوچ رہا تہا کہ اس طرف منجنیقین نصب کیجائینگی اور اوس طرف سے حملہ کیا جائیگا کہ اہل عکا کا ایک گروہ جسمین ہر سن کے آدمی تہے الامان الامان چلاتے ہوئے سلطان کے خدمت مین حاضر ہوئے اوس رحیم و کریم سلطان نے اون کو امان[2] نامہ لکہدیا اور اس کی

[1] عکا اور عکہ سواحل شام کے بڑے شہرو نمین شمار کیا جاتا ہے۔ اوس شہر مین ایک مسجد ہے جسکو صالح علیہ السلام کیطرف منسوب کرتے ہین لیکن یہہ امر قرین قیاس معلوم نہین ہوتا کیونکہ صالح زمانہ عرب عاربہ مین جزیرۃ العرب مین مبعوث ہوئے تہے۔ یہہ شہر طبریہ سے تو بیس میل کے فاصلہ پر ہے شہر پناہ اسکا بارہ میل کا بنا ہوا تہا۔ یہہ بندرگاہ تجارت پیشہ اور اہل حرفہ سے بہرا ہوا تہا اسنے بقول مجاہد اخیر زمانہ مین مغرب کی نہایت قوی فوجون کے حملون کا کامل تین برس تک روز روز مقابلہ کیا تہا۔

[2] مورخ عبد اللہ بن یوسف بن عباس التوزی کی تحریر سے معلوم ہوتا ہے کہ اہل عکا سے پنجشنبہ کے دن ایک لڑائی ہوئی تہی بعد اوسکے عکا والون نے امان طلب کیا تہا۔ واللہ اعلم۔

آزادی دیدی کہ وہ معہ اپنے مال واسباب کے جاہے عکا چہوڑ کر چلے جائین اور جو جاہے مقیم ہے نصرانیون نے جلا وطنی کو اختیار کرلیا اور تہوڑا یا بہت جسقدر مال واسباب اوٹھاسکے لیکر ادہر اودہر چلے گئے یکم جمادی الاول یوم جمعہ کو سلطان معہ اپنے جری لشکر کے تکبیر کہتا ہوا مسرور و منصور عکا مین داخل ہوا اور جمعہ کی نماز جامع مسجد مین ادا کی۔ یہہ سب سے پہلا جمعہ تہا کہ سلطان نے ساحل کے علاقہ مین عکا مین پڑہی نماز جمعہ کے بعد سلطان نے عکا کا اسطرحپر انتظام کیا کہ شہر تو الملک الافضل کے سپرد کردیا اور مضافات عکا کا حاکم فقیہہ عیسی کو مقرر کیا۔

عکا مین مسلمانون کو بلاجدال و قتال جسقدر مال و اسباب نقد و جنس و جواہرات ملے تہے شاید اس سے پہلے کبہی کسی مقام مین باوجود لڑائی کے اسقدر مال غنیمت حاصل نہ ہوا ہوگا اسوجہہ سے کہ یہان ہر قسم کی تجارت ہورہی تہی فرانس اور رُوم کے تاجر اس شہر مین موجود تہے۔ امراء و رؤسا تبدیل آب و ہوا کی غرض سے یہان ٹہرتے رہتے تہے۔

اِسکے بعد سلطان نے اپنے بہائی الملک العادل کو جو کہ ان دنون مصر ہی مین تہا اس کامیابی کی روح افزا خبر سے مطلع کیا اور نیز یہہ تحریر کیا کہ موجودہ مصری لشکر لیکر مجدل یابا[1] اور یافا[2] وغیرہ پر حملہ کرکے بزور تیغ ممالک اسلامی مین داخل کرنیکی کوشش کرے اور اس لشکر کو اوس نے تین حصون پر تقسیم کیا ایک حصہ کو تو عکا مین رکہا اور دوسرے گروہ کو بسرگروہی تقی الدین عمر تبنین کی طرف روانہ کیا اور تیسرے حصہ کا کمان افسر حسام الدین ابن لاجین کو

---

[1] مجدل یابا (یا مجدل یافا مجدل لیابا) قریب رملہ کے مابین انطاکیہ اور بلاد روم کے ایک چہوٹا سا شہر ہے اسمین ایک مضبوط اور خوبصورت سا قلعہ بہی ہے

[2] یافا بلاد ساحل شامی سے شمار کیا جاتا ہے۔

مقرر کر کے نابلس پر حملہ کرنے کو بہیجا۔

فتح مجدل یابا — اس سے پہلے کہ ہم ان دونون مہمون کی کامیابی کا سلسلہ شروع کرین مناسب سمجہتے ہین کہ اپنے ناظرین کو مجدل یابا کا سین دیکہلا دین تاکہ الملک العادل کے نمایان کامون سے بہی واقفیت ہوتی جائے۔ آپ لوگون کو یہہ تو یقین کے ساتہہ معلوم ہوگا کہ الملک العادل اپنے بہائی کا خط پاتے ہی مصر سے مجدل یابا کیطرف روانہ ہو گیا ہے لیکن کیا اسوقت تک اس امر سے آگاہی نہین ہوئی کہ الملک العادل نے پہلے ہی حملہ مین مجدل یابا کے قلعہ کے بلند مینارون پر اپنی کامیابی کا پہریرا اُوڑا دیا ہے اور بعد اس کے اوسنے اپنے بہائی کے خط کا جواب تحریر کیا ہے جسمین اوس نے اپنی روانگی اور خداداد کامیابی کو مفصلاً لکہا ہے۔

فتح یافا — اس کامیابی کے تیسرے دن الملک العادل صبحکو مجدل یابا سے روانہ ہو شہر یافا پر جا پہونچا۔ شام کیوقت موقع مصاف دیکہہ بہالکر اپنے خیمہ مین واپس آیا صبح ہوتے ہی ایسا قوی حملہ کیا کہ کسیکو جواب دینے کی بہی مہلت نہ دی دو پہر بہی نہ ہونے پائی تہی کہ مظفر و منصور یافا مین داخل ہوا۔ اس لڑائی مین مسلمانون کو نفع کے سوا ذرہ برابر بہی نقصان نہین پہونچا ہان یہہ بات ضرور ہوئی تہی کہ دو سپاہیون کے رانون مین کچہہ خفیف سا زخم آگیا تہا۔ نصرانیون پر جو کچہہ آفت آئی تہی اسکا اندازہ صاحب تاریخ کامل کے اس فقرہ وجری علی اهلها مالم یجر علی احد من اهل تلک البلاد (اہل یافا پر وہ حادثہ گزرا ہے کہ ان شہرون کے کسی باشندون پر نہ گزرا ہوگا) سے مفہوم ہوسکتا ہے مال و اسباب تو کچہہ یون ہی معمولی سا ملا تہا لیکن قیدیون کی وہ کثرت تہی جس سے یہہ امید کیجا سکتی تہی کہ دو چار پشتون تک غلامی کے لئے یہہ کافی ہونگے۔

فتح سبسطیہ ونابلس — حسام الدین عمر ابن لاجین جو اسلامی لشکر کا ایک حصہ ہمراہ لیکر

نابلس کیطرف بڑہا تہا اوس نے پہلے سبصطیہ پر حملہ کیا پہلے ہی حملہ مین نصرانیون کو بیکار کرکے شہر کو مسلمانون کے سپرد کردیا بعدہ قلعہ نابلس کے طرف بڑہا نصرانیون کے چہرون پر تو پہلے ہی سے مردنی چہائی ہوئی ہتی اونکی ہمتین پست ہو رہی ہتین اسوجہہ سے اہل قلعہ نے بہ امان و صلح قلعہ کو حسام الدین عمر کے سپرد کردیا۔ اس قلعہ اور شہر کے رہنے والون نے اسلامی بہادرون کے معاہدہ پر دلوثوق کرکے جلا وطنی نہ پسند کی بلکہ معہ اپنے مال و اسباب و خاندان کے نابلس ہی مین رہے۔

مہم تبنین

تقی الدین عمر جو کہ مہم تبنین کا افسر اعلی تہا وہ جسوقت تبنین کے قریب پہونچا اور اوس نے موقع مصاف کو غور اور فکر کی عینک لگا کر معائنہ کیا اوسوقت اوسکی دوربین عقل نے یہی راے دی کہ تبنین کا محاصرہ کرکے اس پر کامیابی کا پرچم اوڑانا آسان نہین ہے اور نہ یہہ میرا کام ہے وہ اوسکے اطراف وجوانب کو دیکہتا جاتا تہا اور دل ہی دل مین کہہ رہا تہا کہ اہل شہر نے بہت بڑی چالاکی سے کام لیا ہے میرے فتح کئے یہہ فتح ہوگا جب تک کہ اپنی کامیابی کا یقین نہ ہولے اسوقت تک بے سمجہے بوجہے حملہ کرنا بالکل بے سود ہے۔ مین ہرگز تن تنہا اسکا محاصرہ نہ کرونگا رفتہ رفتہ اوسکے اس خیال نے اسقدر ترقی کی کہ اوس نے سلطان کو اپنی مجبوری اور اہل تبنین کی مضبوطی سے اطلاع دی سلطان نے اطلاعیابی کے دوسرے روز آٹہوین جمادی الاول ۵۸۳ھ کو عکا سے کوچ کردیا اور گیارہوین ماہ مذکور کو تبنین پر پہونچکر بارہوین کو اوسکا محاصرہ کرلیا۔ تبنین کا قلعہ معمولی قلعون مین نہ تہا قدرۃً ہی اس سے کامیابی کی امید کم کیجاسکتی تہی اور ظاہر حال بہی اسکا اسی امر کی شہادت دے رہا تہا لیکن ہمارے فاتح بیت المقدس کے پہلے ہی حملہ نے نصرانیون پر یہہ امر ثابت کردیا کہ اس قلعہ کی کچہہ ہستی نہین ہے اگر

ایسے ہی سو قلعہ ہون توبہی اسکے توانا بازو اور قوی حملون کے آگے ہیچ ہین۔ اس کے مقابلہ مین دو روز سے زیادہ نہین ٹہر سکتے اس پہلی لڑائی مین جو کہ تقریباً صبح سے ظہر کے اخیر وقت تک چہڑی رہی نہ تو مسیحیون کے شکست کی صورت دکہلائی دی اور نہ اسلامیون کے کامیابی کے آثار نمایان ہوئے لیکن پہر بہی حطین کے واقعہ سے نصرانیون کے بچہ بچہ کا زہرہ پانی ہو رہا تہا۔ سلطان نے اس لڑائی کے بعد جو کہ بارہوین جمادی الاول کو ہوئی تہی پانچ روز تک پہر کوئی حملہ نہ کیا چہٹے روز اہل تبنین نے اون مسلمانون کو جو کہ ایک مدت سے انکے پنجۂ غضب مین گرفتار تہے آزاد کر دیا۔ جسوقت مسلمانونکا یہہ گروہ اسلامی مورچہ مین داخل ہوا سلطان نے ہر ایک سے مصافحہ کیا اور سبہون کو زاد راہ دیکر اون کے گہرون کیطرف رخصت کر دیا۔ اور خود بدستور محاصرہ کئے رہا۔

ہمارا خیال یہہ شہادت دے رہا ہے (اور عجب نہین کہ یہی صحیح بہی ہو) کہ اہل تبنین نے یہہ سمجہا کہ سلطان نے ان مسلمان قیدیون کے آزاد کرانیکے غرض سے حملہ کیا ہے اور اسی وجہ سے مسلمان قیدیون کو آزاد کر دیا لیکن درحقیقت معاملہ اسکے برعکس تہا اوس نے باوجود مسلمان قیدیون کے آزاد ہونے کے تبنین کا محاصرہ نہ چہوڑا اور نہ اس واقعہ کے بعد پانچ روز تک کسی قسم کی چہیڑ چہاڑ کی چہٹے روز اہل تبنین نے محاصرہ سے مجبور ہو کر امان طلب کی اور بصلح تبنین کو سلطان کے سپرد کر دیا۔

فتح صیدا و صرفند

مہم تبنین سے سلطان فارغ ہو کر صیدا[1] کیطرف بڑہا اثنا راہ مین صرفند کو بغیر کسی مقابلہ اور لڑائی کے صلح و امان کے ساتہہ اپنے مفتوحات مین داخل کر کے صیدا کے قریب چند میل کے فاصلہ پر خیمہ زن ہوا۔ چونکہ والی صیدا نے پہلے ہی سے صیدا

[1] صیدا بلاد ساحل کے مشہور شہر ومین سے ایک شہر ہے۔

چھوڑ دیا تھا اسوجہ سے سلطانی لشکر نے پہونچتے ہی بلا کسی مزاحمت کے ۲۸ جمادی الاول سنہ ۵۸۳ ہجری یوم چہارشنبہ کو مقام مذکور پر قبضہ کر لیا۔

محاصرہ بیروت اور کامیابی

اس کامیابی کے دوسرے دن صیدا سے سلطان روانہ ہوا اور دوسرے روز صبح کے وقت بیروت[۱] کے قریب پہونچا۔ اہل بیروت پہلے ہی سے مقابلہ پر آمادہ ہو رہے تھے۔ شہر پناہ کے فصیلون پر کار آزمودہ سپاہیون کا پہرہ تھا شہر پناہ کے دروازہ بند تھے اہل شہر ہر طرح سے مستعد اور آمادہ ہو رہے تھے اسلامیون نے متعدد حملے کیے لیکن کسیکا کچھہ نتیجہ نہ پیدا ہوا تیسری یا چوتھی لڑائی تھی کہ اہل شہر کے کانون تک شور و غل کی آواز حد سے زیادہ آنے لگی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا کہ اون کے کانون تک یہہ خبر پہونچی کہ اسلامی لشکر شہر پناہ کی جنوبی دیوار توڑ کر شہر مین آگیا ہے ایک عظیم بلوہ برپا ہو رہا ہے انتظامی حکام نے ہر چند اس خبر کی تردید کی اور اہل شہر کے اس خیال کے دفع کرنے کی کوششین کین لیکن اہل شہر کچھہ ایسے بدحواس ہو رہے تھے کہ انکے سمجھانے اور کہنے پر التفات نکرتے تھے۔ خواہ مخواہ اس خبر کو وہ صحیح سمجھے جاتے تھے حالانکہ اسکی کچھہ بھی اصلیت نہ تھی اسیوجہ سے چار ناچار یوم پنجشنبہ ۲۹ جمادی الاول سنہ مذکور کو اہل شہر نے اطاعت کی گردنین جھکا دین اور امان طلب کر کے سلطان کے سایۂ عاطفت مین پناہ گزین ہوگئے۔

والی حبیل آزاد کردیا گیا

اس اثنا مین کہ سلطان بیروت ہی مین تھا اور اوس کے انتظام اور انصرام مین مصروف تھا کہ دمشق کے نائب السلطنت کا ایک قاصد معہ والی حبیل کے لیے آیا

[۱] بیروت ایک مشہور شہر شام کے ساحل پر واقع ہے مسلمانون نے اسکو ۱۳ھ ہجری مین فتح کیا تھا غالباً پانچوین صدی مین پھر عیسائی اسپر قابض ہوگئے تھے۔ پہلے اس کے مردم شماری جو کچھہ ہی ہو لیکن فی زماننا ایک لاکھہ سات ہزار چار سو کی آبادی ہے جس مین تینتیس[۳۳] ہزار مسلمان ہین اور باقی عیسائی اور کچھہ یہودی اور کسیقدر دروزی ہین۔

اور اوس نے والی جبیل کی شرائط[۵۱] حرف بحرف گزارش کر دیئے سلطان نے پہلے تہوڑی دیر تک سکوت اختیار کیا بعد اسکے سر مبارک اوٹہا کر فرمایا کہ "اچہا والی جبیل کی شرائط ہمکو بہی منظور ہین قید کی زحمت سے اسکو آزاد کر دو چنانچہ حسب اشارہ سلطان اِس طرف سے تو والی جبیل آزاد کر دیا گیا اور اوس طرف سے اہل جبیل نے مسلمان قیدیونکو رہا کر دیا اور شہر پر سلطانی کامیابی کا پہریرہ اُوڑا دیا گیا۔

والی جبیل کی اِس اِنسانی حرکت سے ناظرین کو یہہ گمان پیدا ہو رہا ہوگا کہ یہہ بہت ہی بڑی اِنسانیت کا آدمی ہے۔ اِس کے مزاج مین صلح پسندی بہی ہے عام عیسائیون کی طرح اسلام کا دشمن بہی نہین ہے لیکن یہہ خیال از سر تا پا غلط ہے والی جبیل بڑا ہی مکار۔ احسان فراموش پیمان شکن ہے اسوقت تو آپلوگون نے اسکی صورت دیکہہ ہی لی ہوگی جبکہ وہ پابہ زنجیر دربار شاہی مین قیدیون کی طرح کہڑا تہا اور پہر تہوڑے ہی دنون کے بعد اسکی وہ حالت بہی دیکہئے گا جسوقت کہ اوس کے ہاتہون سے اسلامیون پر ظلم ہو تا ہوگا۔ اِسکی آزادی نے جو کچہہ اسلام اور اسلامی لشکر کو نقصان پہونچایا ہے اِسکو ہم آیندہ کسی مناسب موقع پر بیان کرنے والے ہین۔

مہم عسقلان

اِس نامی سلطان فاتح بیت المقدس نے اس واقعہ کے بعد ہی مہم عسقلان[۵۲] کیطرف اسوجہ سے توجہ کیا کہ اولاً عسقلان کے کامیابی کے بعد بیت المقدس کے فتح ہونیکی

---

[۵۱] والی جبیل جسوقت خاک بسر دمشق مین پہونچا۔ اسکے چندہی روز کے بعد بیروت کے واقعہ کی خبر مشہور ہو گئی۔ والی جبیل نے اس خیال سے کہ جبیل بہی دو ایک روز مین اسلامی لشکر کا جولانگاہ بنجائیگا نائب دمشق سے اِس امر کو ظاہر کیا کہ اگر سلطان ہمکو آزاد کر دے تو ہم علاوہ اسکے کہ جبیل سلطان کے سپرد کر دینگے ہم اون مسلمانونکو بہی آزاد کرا دینگے جو کہ اہل جبیل کے قبضہ مین ہین۔ نائب دمشق اوسکے اِن باتون مین آگیا اور ایک قاصد کے ساتہہ بحفاظت تمام اوسکو سلطان کے پاس بہیجدیا۔

[۵۲] عسقلان ایک مشہور شہر دریا کے کنارہ واقع ہے اِس شہر مین آثار قدیمہ بہت زیادہ تہے یہہ بہت ہی آباد اور سرسبز تہا اسیوجہ سے اسکو عروس الشام کہا کرتے تہے۔ نصرانیون نے اسکو ستائیسوین جمادی الثانی ۵۴۸ھ ہجری مین مسلمانون سے لے لیا تہا۔

آسانی سے امید کیجا سکتی تہی ثانیاً یہہ مقام نہایت مضبوط اور کارآمد تہا مصر سے بخط مستقیم
سلسلہ آمد و رفت قایم رکہنے کا بہت بڑا زبردست ذریعہ تہا اسیوجہہ سے سلطان معہ اپنے
جری فوج کے کمال تیزی سے عسقلان کیطرف قدم بڑہائے چلا جا رہا ہے اتفاقات حسنہ سے
الملک العادل لشکر مصری کے ساتہہ اور یہہ نامی اسلامی ہیرو ایک ہی دن یعنی
یوم یکشنبہ ۱۶ جمادی الثانی ۵۸۳ھ کے شام کو عسقلان کے قریب پہونچے رات بہر انتظام
اور فوج کے ترتیب مین دونون بہائی مصروف رہے صبح ہوتے ہی موقع مصاف دیکہنے
کے غرض سے سوار ہوکر خیمون سے نکلے اور لڑائی کے میدان کو دلچسپی سے دیکہنے لگے اہل
عسقلان نے لڑائی کی ابتدا کردی شہر پناہ کے دیوارون سے تیر باری کرنے لگے سلطان
ان کے حملون کا خاموشی سے جواب دے رہا تہا اور اسکے جان نثارون نے بہی کسی قسم کی
چہیڑ چہاڑ نہ کی اور نہ ان کے حملونکا جواب دیا ظہر کے وقت تک منجنیقین نصب کرلین اور
مورچہ بہی باندہ لیا ظہر کا آخری وقت تہا کہ اسلامی لشکر نے حملے شروع کر دیے چودہ روز
تک برابر لڑائی کا سلسلہ جاری رہا نہ اسلامی لشکر پسپا ہوتا نظر آتا تہا اور نہ عسقلان
کی مضبوط دیوارون کو کسی قسم کی جنبش ہوئی تہی جب پندرہوین روز صبح ہوتے ہی
اسلامی لشکر نے قلعہ کی شرقی دیوار توڑ ڈالی اور اندر گہس آئے تب مجبوراً اہل عسقلان
اس رحمدل سلطان سے صلح و امن کے خواستگار ہوئے اوس نے اونکے کل شرایط فوراً
قبول کرلیے اور امان نامہ لکہہ دیا یوم شنبہ ۳۰ جمادی الثانی سنہ مذکور کو اہل
عسقلان جلاء وطنی اختیار کرکے معہ اپنے بی بی بچون مال و اسباب کے بیت المقدس
کے طرف چلے گئے۔

بعد اسکے سلطان عسقلان کے باہر ہی مقیم رہا اور مختلف اوقات مین متعدد سرایا
اطراف و جوانب کیطرف روانہ کرتا رہا چنانچہ رملہ اور دارُوم[۱] اور غزہ اور مشہد ابراہیم[۲] خلیل اللہ

---

[۱] داروم یا دارون ایک قلعہ ہے غزہ سے مصر کیطرف جاتے ہوئے ملتا ہے دریا سے ایک کوس کے فاصلہ پر ہے۔
[۲] مشہد ابراہیم ایک مقام کا نام ہے جو کہ بیت المقدس کے قریب واقع ہے۔

اور بیت لحم[۱] اور بیت جبریل[۲] اور نطرون وغیرہ کسی کو بصلح اور کسیکو بزور تیغ مفتوحات سلطانی مین داخل کرلیا۔

ان خداداد کامیابیون کے بعد اسکا جری لشکر تمام بلاد ساحل مین پہیل گیا اور چند ہی ماہ مین مقامات الناصرہ[۳]۔ قیساریہ[۴]۔ حیفا[۵]۔ صفوریہ۔ زیب بعلیا۔ اسکندرونہ۔ عور۔ ارعین۔ دیوریہ۔ لجون۔ اریحا۔ سنجل۔ بیرہ۔ قلعہ ابی الحسن۔ تل صافیہ۔ تل احمر۔ جبل الجلیل۔ لابیا۔ قوتیا۔ صوبا۔ ہرمز۔ سلع۔ عیفرا پر قبضہ کرلیا۔

ان مقامات کے عیسائیون کو سلطان مصالحت اور امن کے ساتھ معہ مال و اسباب کے چلے جانیکی اجازت دیتا جاتا تہا۔ اگرچہ یہہ سراسر پولیٹیکل غلطی تہی اور بنظر مصالح ملکی اونکے ساتھ اسکا یہہ سلوک کرنا محض نازیبا تہا لیکن اوس کے نرم اور ملاطفت کرنیوالے قلب کو ان خیالات نے ذرّہ برابر بہی نہ روکا وہ برابر بکمال کشادہ پیشانی بے تکلفی کے ساتھ اونکو اجازت دے رہا تہا اور یہہ احسان فراموش صور مین پہونچ پہونچکر اپنی منتشر اور ضعیف قوت کو مجتمع کر رہے تہے اور قوی بنا رہے تہے رفتہ رفتہ انکی جمعیت اور طاقت ایسی بڑہ گئی کہ آیندہ سلطان کو اپنی اوس غلطی اور انکی اس جمعیت کے

---

[۱] بیت اللحم بیت المقدس کے قریب ایک مشہور مقام کا نام ہے عیسیٰ علیہ السلام یہین پیدا ہوئے تہے۔

[۲] بیت جبریل یا بیت جبرون ایک چہوٹا سا شہر بیت المقدس اور غزہ کے درمیان مین بیت لحم کے جنوبی جانب واقع ہے۔

[۳] ناصرہ ایک قریہ ہے جو کہ طبریہ سے تیرہ میل کے فاصلہ پر واقع ہے ناصرہ ہی سے نصاریٰ اشتق کیا گیا ہے کیونکہ جناب مسیح اس مقام مین سکونت پذیر ہوئے تہے۔

[۴] قیساریہ دریائے شام کے ساحل پر ایک شہر ہے جو کہ مضافات فلسطین سے شمار کیا جاتا ہے سیدنا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت مین مفتوح ہوا تہا نصرانیون نے اسکو پانچوین صدی کے اول مین پہر لے لیا تہا۔

[۵] حیفا بحر شام کے ساحل پر یافا کے قریب ایک قلعہ ہے۔

بدولت بہت بڑا خمیازہ اوٹہانا پڑا جسکو ہم آگے چلکر مناسب موقع پر ظاہر کرینگے۔

فتح قدس شریف

اللہ اللہ یہہ وہی متبرک مقام ہے جسکو ہم لوگ عام طور سے بیت المقدس اور یہود ونصارٰی یروشلیم یا ایلیا کہتے ہین اسیکو جناب باری نے ارض مقدسہ سے اپنے کتاب مبین مین تعبیر کیا ہے یہی ابتدا اسلام مین اسلامیون کا قبلہ تہا اسی محترم مکان کی عظمت کل اہل ملت کرتے آتے ہین حشر ونشر اسی پاک زمین مین ہوگا جل جلالہ! کیا مقدس مقام ہے کہ جسکے تصور سے روح کو فرحت ہوتی ہے۔ اسکا ایک وہ زمانہ تہا کہ یہی انبیاء کرام علیہم السلام کا مقر اور مقام تہا اسکے درودیوار آفتاب وحدت کے نور سے منور ہو رہے تہے کفر والحاد کی تاریکیون کا کہین نام ونشان بہی نہ تہا۔ یہین فرشتے آتے تہے یہین وحی نازل ہوتی تہی یہین توحید کی تعلیم ہوتی تہی نہ شرک سے کوئی واقف تہا اور نہ کوئی الحاد وزندقہ سے آگاہ تہا جو تہا وہ توحید ہی مین ڈوبا ہوا نظر آتا تہا بعد چندے جو زمانہ نے پلٹا کہایا آسمان نے کچہہ رنگ بدلے تو پہر اسی مقدس مقام مین بجائے اصلی توحید کے مصنوعی توحید (تثلیث) کی تعلیم ہونے لگی نہ وہ توحید اور حق پرستی کا زمانہ رہا اور نہ اسکی وہ سچی کیفیت رہی لوگون کے جگہہ نا رہتی اور بجائے وحدت کے شرکت ہی کسی نے اپنے کو (عیاذاً باللہ) شریعت کی لعنت سے آزاد کرلیا تہا اور تثلیث کا نام توحید رکہا تہا اور کسی نے کسی کو ابن اللہ مان لیا تہا اور امر الٰہی کی برائے نام پابندی تہی اور نواہی سے قسم کہانے کو احتراز تہا وقتاً فوقتاً اسکے نورانی درودیوار اللہ کے بندون کے خون سے رنگے بہی جاتے تہے فریق غالب یہی چاہتا تہا کہ مغلوب کے خون سے اس مقدس مقام مین ایک نئی عمارت بنائے اور خدا کی پیدا کی ہوئی جانون کے خون سے اوس نورانی دیوارون پر ظلم وستم کا رنگ وروغن چڑہا دیا غرضکہ اس متبرک مقام مین

طرح طرح کے ظلم وستم اور بدعت والحاد کی نئی نئی ایجادین ہو رہی تہین کہ سرزمین عرب مین فاران کی بلند چوٹیان آفتاب رسالت وہدایت (یعنی خاتم رسل ہادی سبل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلی آلہ واصحابہ وسلم) کی شعاعون سے چمک اوٹہین اگرچہ اس نور الٰہی ترقی کے مانعات زیادہ اور کثرت سے ہر وقت اور ہر زمانہ مین پیدا ہوتے رہے لیکن بحکم واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون (اور اللہ اپنے نور کو پورا کرنے والا ہے اگرچہ کفار کو شاق گزرے) وہ نور کرامت ظہور برابر ترقی پذیر رہا اور عالم کے اطراف وجوانب کو شرک والحاد کے غبار سے صاف کرنے کے طریقے بتاتا رہا اور ایک روحی اور پاک مذہب کی تعلیم کرتا رہا آخر الامر ہجرت کے گیارہوین سال مین جب ضرورت اور وقت کے لحاظ سے رسالت کا کام ختم ہوچکا اور دین کی ضروریات پوری ہوچکین تو اوس روشن آفتاب رسالت کو سحاب رحمت الٰہی نے دنیا دارون کی آنکھون سے چھپا لیا۔ بعدہ آپ کے پیروون رضی اللہ عنہم نے وہی طریقے اختیار کیے اور اپنے مقدس روحی مقتدا کے قدم بقدم چلنے لگے ایک ہی صدی کے اندر اونہون نے کارتہیج کے کہنڈرون پر اپنی کامیابی کے جہنڈے گاڑ دیئے اور سندہ کے کنارون سے لائیر تک لے لیا۔ انکی فتح وظفر کی موجین افریقہ کے ریگستان تک پہونچ گئین۔ انکے ہتیارون کے عکس بحر ظلمات مین بہی نظر آرہے تہے۔ انکا رعب یورپ مین عیسائیت کو اپنی ڈراونی صورت دکہلا رہا تہا۔ اوسی ابتدائی عظیم الشان اور ہیبتناک فتوحات کے مبارک زمانہ مین مسلمانون کے نامی نامی سپہ سالار رومی جنرلون سے قسمت آزمائی کر رہے تہے رومی جنرل ارطغون جب اس اسلامی گروہ سے ہزیمت پاکر یروشلیم کے طرف بہاگا اور جب وہان بہی پناہ کی صورت نہ دیکہی تو اوس نے شہر بطریق کے سپرد کرکے بصرہ کا رستہ لیا۔ بطریق بیچارہ مین یہہ توانائی کہان تہی کہ وہ اسلامیون کے خارہ شگاف تلوارون اور نوکدار نیزون کا مقابلہ کرتا اوس نے مسلمان محاصرون سے کہلا بہیجا کہ مین اس شہر کو تمہارے سپرد

کرتا ہون لیکن اس شرط سے کہ تمہارا خلیفہ خود آکر شہر پر قبضہ حاصل کرلے چنانچہ سیدنا عمر ابن الخطاب یہہ پیغام پاتے ہی بیت المقدس کو چل کہڑے ہوے اور سنہ ۱۵ ہجری مطابق سنہ ۶۳۶ء مین بصلح وامن شرائط طے کرکے یروشلیم کے مقدس سرزمین مین داخل ہوے اور اون کے معابد و گرجاؤن سے مطلقاً تعرض نہ کیا بلکہ بدستور انہین کے قبضہ مین رہنے دیا اور اوس کے باشندونپر نہایت کم برائے نام جزیہ (خراج) مقرر کیا اور اہل شہر سے ایسی ملاطفت اور مہربانی سے ملے کہ آجتک انگریزی مورخ[1] بہی اسکا اعتراف کرتے ہین۔

بعد خلافت راشدہ کے بنی امیہ نے خلافت کے زینہ پر قدم رکہا اور اسلامی فتوحات کو اسدرجہ بڑہایا کہ چین اور تمام وسط ایشیا مین اسلامی جہنڈے گاڑ دیئے انکی ترقی کا زمانۂ شباب منقضی نہ ہونے پایا تہا کہ خلفاء عباسیہ کے ترقیات کا وقت آگیا اور وہ بجائے بنی امیہ کے سریر خلافت پر بیٹہے۔ لیکن بعد مامون الرشید کے کچہہ ایسی پولیٹیکل غلطی ہوتی گئی کہ یوماً فیوماً یہہ کمزور ہوتے گئے آخر الامر مصر مین ایک خلافت جدید علویین یا بنی فاطمہ کے نام سے قایم ہوگئی اور اسیطرح کئی ایک اور سلطنتین خلافت کے کمزور ہونے سے قایم کی گئین گو یہہ سبب تغیر و تبدل اسلامی حکومتون مین ہوتا رہا مگر سنہ ۴۹۱ ہجری تک یہہ مقدس مقام مسلمانون ہی کے قبضہ مین رہا اور وہی اسکی خدمت کرتے رہے سنہ ۴۹۰ھ مین جسوقت کہ اسلامیون مین پورے طور سے ضعف آگیا تہا اور کسیکو کسی سے ہمدردی باقی نہ رہی تہی عیسائیون نے اوس رحم و انصاف و آزادی کا بدلہ لینا چاہا جوکہ اونکو اس سے پیشتر حاصل تہا وہ گروہ کے گروہ اپنے اپنے شہرون سے نکلے اور آپسمین مشورے کرنے لگے بعضون کی پہلے سے یہہ رائے

[1] میور صاحب اپنی تاریخ مین لکہتے ہین کہ "خلیفہ (عمرؓ) نے یروشلیم مین پہونچکر بعلبق اور اہل شہر سے بہت نرمی سے ملاقات کی اور انکو وہی حقوق مرحمت فرمائے جو ان شہرونکو دیئے تہے جنپر انکی کمال عنایت تہی اور باشندونپر برائے نام جزیہ (خراج) مقرر کیا اور گرجاؤن کو اونہین کے قبضہ مین رہنے دیا۔"

قرار پاچکی تہی کہ افریقہ پر حملہ کرنا چاہئے لیکن جسوقت یہہ راے پیش کی گئی تو ایک اون مین سے کہنے لگا کہ اگر افریقہ پر فوجکشی سے مسلمانون پر جہاد کرنا مقصود ہے تو افضل یہہ ہے کہ یروشلیم کی مقدس زمین کو انکی نجاست سے پاک کرلو کیونکہ ایک تو جسوقت ہماری قوت کامل ہو جائیگی اُسوقت فوراً ہم افریقہ لے لینگے اور دوسرے اِن دلون ہمسے اور اہل افریقہ سے کچہہ باہم عہد و پیمان بہی ہو گیا ہے بالفعل عہد شکنی کرنی خوب نہین۔ دوسرا جواب دینے ہی کو تہا کہ ایک پادری نے صلیب کی لکڑی ہلائی اور ایلیا ایلیا چلّا اوٹہا جس سے حاضرین مین ایک خاص قسم کا جوش پیدا ہو گیا اور سبہون نے اِس راے سے اتفاق کر لیا۔ کہ سب سے پہلے یروشلیم ہی کو لینا چاہیے۔

بیت المقدس پر عیسائیون کا قبضہ اور مسلمانونکا شہید ہونا

اِدہر تو نصرانی یروشلیم کے لینے پر متفق ہو گئے اور آہستہ آہستہ تیاریان کرنے لگے اُدہر[1] علویان مصر کے آنکہون مین دولت سلجوقیہ کا استیلا و تمکن جو کہ اون دلون اوسکو بلادِ شام پر حاصل تہا کانٹا سا کہٹک گیا۔ اسی رشک و حسد سے نصرانیون کو اونلوگون نے بلادِ شام کیطرف خروج کرنے کو لکہا۔ گمان غالب یہی ہے کہ کچہہ باہم معاہدہ بہی ہو گیا تہا چنانچہ ابو القاسم[2] احمد المستعلی باللّٰہ کے زمانۂ خلافت مین عیسائیون نے اکثر بلادِ شامیہ پر

[1] اس واقعہ کو علامہ ابن اثیر نے قیل سے بیان کیا ہے جو کہ ضعفِ روایت پر دال ہی ہے بہر کیف اگر اس واقعہ مین کسیقدر ضعف کا شبہہ بہی ہو سکتا ہے تو یہہ امر بالکل ناممکن القیاس ہے کہ اس سے انکار کیا جاے کہ بیت المقدس کے انقراض کا باعث مصریون کا فعل نہین ہوا ہمارے اس دعوی کی یہہ ایک بین دلیل ہے کہ جسوقت نصرانیون نے انطاکیہ پر قبضہ کر لیا تہا اسوقت امیر الجیوش افضل ابن بدر الجمالی نے بجاے اسکے کہ مسلمانونکی گئی ہوئی قوت کی بڑہانیکی کوشش کرتا تاج الدولہ تتش والی بیت المقدس اور امیر سقمان ابن ارتق ترکمانون پر حملہ کیا اور چالیس دن کے محاصرہ کے بعد امیر سقمان کو گرفتار کرکے دمشق کیطرف بہیجدیا اور بجاے اسکے افتخار الدولہ کو حاکم مقرر کیا۔ یقیناً یہی تغیرات نصرانیون کے پیشقدمی کے باعث ہوے۔ واللہ اعلم۔
[2] خلیفہ ابو القاسم احمد المستعلی باللہ بعد اپنے باپ المستنصر باللہ علوی کے سریر خلافت پر متمکن ہوا۔ اسیکے عہد خلافت مین اکثر بلادِ شام کو ترکون اور نصرانیون نے لے لیا تہا۔ ۲۰ محرم ۴۶۹ھ مقام قاہرہ مین پیدا ہوا اور یوم عید غدیر اٹہارہوین ذیحجہ ۴۸۷ھ کو اسکے ہاتہہ پر اعیان دولت علویہ نے بیعت کی سترہوین صفر ۴۹۵ھ یوم سہ شنبہ کو مقام مصر مین انتقال کیا۔

قبضہ کرلیا اور رفتہ رفتہ اپنے اوس خیال کے پورا کرنے کو بیت المقدس کا بھی یکم ماہ رجب سنہ ۹۲ھ
مین محاصرہ کرلیا مسلمانون مین آپس کی ناچاقیون سے اسقدر طاقت بہی ہی نہین کہ
نصرانیون سے مقابلہ کرتے اور اس مقدس مقام کو اپنے ہاتھ سے نہ جانے دیتے تاہم محصور مسلمانون
نے عیسائیون کا خوب خوب مقابلہ کیا گو اون کا ہر ایک حملہ نہایت سخت اور خوفناک تہا لیکن
مسلمان بہی برابر گرمجوشی سے اوسکا جواب دیتے رہے اِس لڑائی کا آخری نتیجہ یہی کہہ رہا تہا
کہ عیسائی فوج عنقریب بہاگا چاہتی ہے مگر یہہ صورت بہت جلد بدل گئی اگر محصور مسلمانونکو
بیرونی مدد کچہہ بہی پہونچ جاتی و یا وہ بیت المقدس سے باہر نکلکر لڑتے تو یقینی ایک لحظہ مین
عیسائیون کو بہگا دیتے لیکن ہائے رے نا اتفاقی تیرا بُرا ہو تو جو چاہے کرے ایک وہ دن تہا
کہ اسی کو مسلمانون کے روحی پیشوا نے فتح کیا تہا اور اسکو شرک والحاد کے نجاستون سے
پاک کیا تہا اور ایک یہہ دن ہے کہ صیہون کیجانب کے حملہ آور نصرانی چالیسوین روز ۲۳۔
شعبان سنہ مذکور کو جمعہ کے روز دوپہر کے وقت کامیابی کے ساتہہ اس مقدس شہر
مین چلے آرہے ہین اور اسلامی پہریرہ کے بدلے صلیبی پرچم اوڑائے جانیکی تیاری ہو رہی ہے
مسلمانون کے مقدس لوگ جان کے خوف سے مسجد اقصیٰ مین جا چہپے ہین لیکن عیسائی
اون کے خون کے ایسے پیاسے ہو رہے ہین کہ ڈہونڈہ ڈہونڈہ کر مسلمانون کے بچے بچے کو
قتل کر رہے ہین ایک گروہ مسلمانون کا محراب داؤد مین جا چہپا ہے ظاہرا انکے اطمینان کی
صورت پیدا ضرور ہو گئی ہے لیکن یہہ سب خیالی باتین ہتین جس وقت نصرانی بیت المقدس
کے شمالی دیوار توڑ کر اندر آگئے ایک قیامت برپا ہو گئی ۔ حاملہ عورتون کے پیٹون سے
بچہ نکال نکال کر مارے گئے معصوم بچے فصیلون پر اوٹہا اوٹہا کر ایسی بُری طرح سے
پٹکے گئے کہ کسیکی ہڈی تک کا پتہ نہ ملتا تہا ۔ بیت المقدس کی وہ دیوارین جنپر خداوند عالم
کے نور کا سایہ پڑتا تہا مسلمانون کے خون سے رنگی ہوئی نظر آرہی ہتین ۔ علمائے کرام
تیل اور نفط چہڑک چہڑک جلائے گئے سات ہزار سے کچہہ زاید ہی مسلمان تہے جو کہ

محراب داؤدؑ اور مسجد اقصیٰ مین شہید کئے گئے۔ آٹھ روز تک برابر مسجد حرام مین خونریزی کا بازار گرم رہا[۱] مشرقی اور لاطینی مورخین بالاتفاق مسلمان مقتولون کی تعداد ستر ہزار بیان کرتے ہین۔ اللہ اکبر دم مارنے کا مقام نہین ہے۔ اس واقعہ جانکاہ مین جو کچھہ مصیبتین مسلمانون پر نازل ہوئین اونکا کچھہ اندازہ نہین ہوسکتا جانی نقصان اس حد تک پہونچ گیا تہا کہ بیت المقدس کی گلیون اور کوچون کے علاوہ اوس کے ویرانون اور کہنڈرون مین لاشون کا انبار لگا ہوا تہا خود مسجد اور اوس کے صحن مین مقتولون کا خون گہوڑون کے گہٹنون تک پہونچ گیا تہا اس غارتگری فتح کے تیسرے دن وہ مسلمان قیدی پیش کئے گئے جو اس سے پہلے قتل عام سے بچگئے تہے اور وہ اُمید کرتے تہے کہ وہ فدیہ دیکر اپنی جان بچالین گے لیکن جسوقت وہ بیچارے رنج و مصیبت کے مارے پابزنجیر عیسائی کونسل کے روبرو لائے گئے اون کے لئے بہی موت کا حکم سُنا دیا گیا۔ ہزارہا مسلمان اس روز بہی شہید کئے گئے جب یہہ رحیم گروہ خونریزی سے تہک گیا تو بقیہ مسلمان اس امر پر مجبور کئے گئے کہ وہ اپنے کو منارون اور مکان کے چہتون سے اپنے آپ کو گرا کر مار ڈالین۔ مالی ضرر کے نسبت ہم اسقدر بتلا یا چاہتے ہین کہ صرف مسجد عمرؓ سے چالیس قندیلین چاندی کی جو کہ ہر ایک چالیس چالیس رطل شامی وزن مین تہین اور چہوٹی چہوٹی قندیلین سونے چاندی کی دو سو کے قریب

[۱] مچاڈ اس خونریزی کا سبب ظاہر کرتا ہے کہ "اسکی امید کیجا سکتی ہتی کہ عیسائیون کے دلونین رحم کے خیالات پیدا ہوجاتے لیکن محصور مسلمانون کی دہمکیون اور طعنون اور محاصرہ کی تکلیف اور مسلمانون کے جانب سے شہر مین مقابلہ کرنے کی کوشش نے اون کو ایسا مشتعل کردیا کہ وہ اوس یروشلیم کو جسکو وہ آزاد کرانے آئے تہے اور جسکو آیندہ وہ اپنا موروثی ملک سمجہتے تہے خون اور ماتم سے بہر دیا" سبحان اللہ کیا حق پسندی اور راستگوئی ہے کیا ان محصور مسلمانون کی دہمکیان اون دہمکیون سے بڑہی ہوئی ہین جو کہ بالیان (بلیٹو) نے سلطان صلاح الدین کو دی تہین ؟—

اور مختلف مقامات سے لوٹ لین ـ علاوہ اسکے بہت ایسے مال و اسباب نصرانیونکے ہاتھ آئے کہ جنکو زمانہ کے آنکھون نے بہی نہ دیکھا ہوگا۔ مورخین لکھتے ہین کہ محض مسجد کی غنیمت اسقدر ہتی کہ اگر اوس سے چھ گاڑیان بہر کیجاتین تو بہی اوسکو کافی نہوتین۔

تہوڑے سے مسلمان جو اس عام خونریزی اور عظیم الشان واقعہ سے بچگئے تہے وہ بحال پریشان مرتے کہپتے اسلامی ممالک مین پہونچے سب سے پہلے اسکا واویلا بغداد مین شروع ہوا۔ شعرا نے مرثیے لکھے ـ قاضی ابوسعد ہروی امام جامع بغداد نے دیوان خاص مین خلیفہ کے روبرو ان مظلوم مسلمانون کو لیجاکر وامصیبتاہ کا شور بلند کیا اور اپنی ڈاڑہی نوچ ڈالی ـ حاضرین دربار بہی رونے لگے لیکن اوس رونے سے کچھ حاصل نہ تہا ـ خلیفہ ابوالعباس احمد المستظہر باللہ[1] نے قاضی ابومحمد دامغانی ابوبکر شاسی ـ ابوالقاسم زنجانی ـ ابوالوفا ابن عقیل ـ ابوسعد حلوانی ـ ابوالحسین بن سماک وغیرہ معززین رؤسا ملت اسلامیہ کو کسیقدر فوج کے ساتھہ روانہ کیا جسوقت یہہ لوگ حلوان مین پہونچے اور مجد الملک بلاسانی کے قتل کا واقعہ سنا گہبرا گئے بغیر اسکے کہ بیت المقدس تک پہونچتے اور وہان کا رنگ و ڈہنگ دیکھتے بے نیل مرام واپس آئے ـ سلجوقیون مین عیسائیون کے اس فتح کے بعد کچھ قوت ہی باقی نہ رہی ـ اونکی طاقت کی کمر ٹوٹ گئی ہتی سلطان کو خانہ جنگیون سے فرصت کہان ہتی امرا شام پر اسکا کچھ اختیار نہ تہا وہ لوگ آپسمین لڑتے مرتے تہے اور اپنے کو عیسائیون کے مفتوح قومون مین شامل کرنیکو

---

[1] خلیفہ ابوالعباس احمد المستظہر باللہ ۴۸۷ھ مین بعد انتقال خلیفہ المقتدی بامر اللہ سولہ برس دو مہینے کے عمر مین مسند خلافت پر متمکن ہوا اور سولہوین ربیع الثانی ۵۱۲ھ مین اکتالیس برس چھ مہینے چھ دن کا ہو کر انتقال کر گیا۔

تیار ہو رہے تھے مصری خلافت کو اس حادثہ کے سُننے سے کچھہ جوش آیا اور اُس نے افضل[۱] شاہنشاہ امیر الجیوش کو بسرگروہی عساکر مصریہ نصرانیون کے گوشمالی کے لئے عسقلان کیطرف روانہ کیا اور نصرانیون کے پاس ایک قاصد معہ اپنے ایک دستخطی خط کے بہیجا جسمین اس جانکاہ واقعہ کی بڑے نتیجہ کی دہمکی تہی نصرانیون نے خط کا جواب لکھہ کر قاصد کو دیا اور اوسی کے پیچہے پیچہے روانہ ہوئے مصری افسر انکی نقل وحرکت سے آگاہ نہ تہا اسوجہ سے لڑائی کا میدان عیسائیون ہی کے ہاتھہ مین رہا — افضل[۲] ہزیمت اوٹھا کر عسقلان مین چلا گیا اور ایک گروہ مسلمانون کا ایک گنجان باغ مین چہپ رہا نصرانیون نے اوسمین آگ لگادی جو اس باغ مین رہگئے وہ تو جلگئے اور جس نے باغ سے باہر قدم نکالا اوسکو نصرانیون نے شہید کر ڈالا — افضل نے عسقلان مین بہی جب اپنی بچاؤ کی صورت نہ دیکہی تو اس واقعہ کے دوسرے روز معہ اپنے جان نثارون کے وہان سے کوچ کرکے مصر کے طرف چلا گیا اور نصرانیون نے اوسکا محاصرہ کر لیا بارہ ہزار یا کہ

---

[۱] ابو القاسم شاہنشاہ الملقب بہ الملک الافضل ابن امیر الجیوش بدر الجمالی بڑا ہی صاحب تدبیر اور ذی عقل تہا اسکے باپ بدر ارمنی الاصل کو جمال الدولہ بن عمار نے خرید کیا تہا اور اپنے ہی پاس رکہا پڑہایا لکہایا تہا شاید اسیوجہ سے جمال کیطرف منسوب کیا گیا — مدینہ صُوْر یا عکا کا یہہ حاکم تہا جبوقت المستنصر باللہ کا کاروبار ضعیف ہوگیا تو بدر جمالی کے سفارش سے خلیفہ المستنصر باللہ نے اسکو بلوا کر جمادی الاول یا جمادی الثانی سنہ ۴۶۶ھ مین اسکو اپنا نائب مقرر کر لیا تہا اسنے سنہ ۵۱۵ھ مین انتقال کیا —

[۲] عیسائی مورخ ارچر اس ہزیمت کی یہہ وجہ بیان کرتا ہے کہ مصریونکو اونکے نجومیون نے ۱۲ اگست سے پہلے لڑائی کرنیکو منع کیا تہا اور رابرٹ صاحب نارمنڈی ۱۲ اگست کو معہ عیسائی فوج اونکے مقابلہ پر پہونچکر حملہ پر آمادہ ہوگیا مصری مقابلہ کو نکلے لیکن معلوم نہین کیون بے حس وحرکت کہڑے رہے — انکی فوج کل ناتجربہ کار اور بازاری آدمیون سے بہری ہوئی تہی — اسوجہ سے مسلمانونکو شکست ملی اور افضل جو سردار لشکر کا تہا دو ہزار دقت جان بچا کر عسقلان کیطرف بہاگا —

بیس ہزار دینار تاوان جنگ لیکر قدس شریف کیطرف چلے آئے۔

اس خونریزی اور قتل عام کے بعد بہی مسلمانون پر جو حادثات اسی سنہ ۱۰۹۲ء مین نصرانیون کے ہاتہون گذرے ہین اون سے شاید ہی کوئی ناواقف ہوگا۔ ایک زمانہ اسکی شہادت دے سکتا ہے کہ نصرانیون نے جسوقت ایلیا یا یروشلیم (بیت المقدس) کو مسلمانون کے ہاتہہ سے لیلیا تہا مدتون اونہون نے وہ وہ وحشیانہ حرکات و خونریزیان کی ہتین کہ جنکے دیکہنے اور سننے سے دشمن کا بہی جگر پارہ پارہ ہوتا ہے مسلمان ہی قیدی جو اس فتح نصیب گروہ کے ظلم و قتل سے بچگئے تہے اپنے اعزہ۔ اقارب۔ دوست آشنا کی بگڑی ہوئی لاشین گلی کوچون سے اوٹہا اوٹہا کر باہر لیجاتے تہے اونہین مظلوم اور بیکسونکو یہہ خدمت سپرد کی گئی تہی۔ یہہ وہ قوم ہتی جو کہ اپنے کو مہذب اور رحیم کہہ رہی ہے اور جسکے خدا کے بیٹے نے یہہ تعلیم دی ہتی کہ اگر کوئی شخص تمکو مارے تو دوسرا گلا بہی اوس کے سامنے کر دینا۔ کیا اس سے زیادہ اور بہی کوئی وحشیانہ ظلم ہو سکتا ہے؟ مقدس مقام اور اوسمین خونریزی! معصوم بچے اور اونکا خون بہانا! علماء فضلاء اور انکو تیل چہڑک چہڑک کر جلانا! یروشلیم کے نورانی مقامات اور وہان خونریزی! یہہ سب باتین آواز بلند سے کہہ رہی ہین کہ اس سے بڑہکر کوئی وحشی بہی ظلم نہین کر سکتا۔ بچون اور عورتون کے قتل کرنے کو اسلام منع کرتا ہے۔

آپ لوگ یہہ اچہی طرح سے سمجہ سکتے ہین کہ ہمنے ان واقعات کو بہت ہی اختصار کے ساتہہ تحریر کیا ہے اور انکے کیریکٹر کو اوس عنوان سے نہین دکہلایا جیسا کہ بعض دوسری قومین اپنی نافہمی اور تعصب سے مذہب غیر کے رائل ہیروز کے کریکٹرز دکہلایا کرتی ہین۔ ہمکو ان کے اس مصنوعی رحم اور مسلمانون کے افترائی ظلم سے موازنہ کرنے کی ضرورت نہین ہے آپلوگ الملک الناصر سلطان صلاح الدین

حالات سے جسوقت کہ اس نے ۵۸۳ھ مین اس متبرک مقام کو دوبارہ شرک و الحاد کی کثافتون سے صاف و پاک کیا ہے اسکا اندازہ خود کرلینگے۔ آئیے اب ہم اس نوحہ خوانی سے قطع نظر کرکے اُس نامی و مقدس ہیرو کا وہ نمایان کام دکھلائین کہ جس سے دنیاء اسلام مین اسکو دوبارہ فاتح بیت المقدس کا مبارک لقب دیا گیا تھا۔

ابوالمظفر الملک الناصر سلطان **صلاح الدین** یوسف جسوقت مہم عسقلان سے فارغ ہوا اور **بیت المقدس** کے اطراف و جوانب کے قلعون و مقامات پر قابض و متصرف ہوگیا اور اُنکو اس نے اپنے مفتوحات مین داخل کرلیا اور مصر سے جنگی جہازون کا بیڑہ طلب کرلیا اسوقت اپنے خداے پاک کا نام لیکر اوٹھہ کھڑا ہوا اور فتح و نصرت کی دعائین مانگتا ہوا بیت المقدس کے طرف ۱۵۔ رجب ۵۸۳ھ قدسی کو معہ اپنے جری لشکر کے بیت المقدس کے غربی جانب خیمہ زن ہوا اوسوقت بیت المقدس مین باتفاق اسلامی و عیسائی مورخین کے ایک لاکھہ سے زیادہ عیسائی موجود تھے انکا مذہبی پیشوا بطرس اعظم اور نامی سردار بالیان بن بیرزان والی رملہ یہین موجود تھا وہ مسیحی گروہ جو کہ لڑائی کے وقت میدان کارزار مین مسلح آسکتا تھا ۶۰۰۰۰ ساٹھہ ہزار سے زیادہ ہی تھا جسوقت ان لوگون کے کان اس خبر سے آشنا ہوے کہ اسلامی لشکر یروشلیم کے غربی جانب پڑا ہوا ہے سبھون نے موت کو کہین آسان اور افضل اس سے سمجھہ لیا کہ بیت المقدس پھر مسلمانون کے قبضے مین چلا جاے۔ مال و اولاد کی محبت اُن لوگون کے دلون سے اوٹھہ گئی پورے طور سے اپنی حفاظت کا انتظام کرلیا اور کامل طریقے سے قلعہ بندی کرلی شہر پناہ کے فصیلون پر منجنیقین نصب کی گئین۔ کثیر التعداد نصرانی ہر وقت مسلح یروشلیم کے اردگرد پھرنے لگے۔ آنکھون مین نام کو نیند باقی نرہی دل سے

آرام جاتا رہا۔ قبل لڑائی چھڑنے کے اتفاقاً اسلامی مقدمۃ الجیش سے نصرانیون کے فوج کا ایک دستہ جو کہ بطور طلایہ کے پھر رہا تہا مقابل ہو گیا طرفین سے پہلے تیر باری کی گئی بعد چند ساعت کے دونون فریق دست بدست لڑنے لگے پانچ گھنٹے تک برابر لڑائی ہوتی رہی اگرچہ اس لڑائی مین عام نصرانی بہ نسبت مسلمانون کے زیادہ مارے گئے لیکن افسوس اسکا ہے کہ اس واقعہ مین اسلامی مقدمۃ الجیش کا افسر اعلیٰ شہید ہو گیا۔ یہی وجہ اسلامیون کی زیادہ پریشانی کی ہوئی ورنہ عجب نہ تہا کہ یہہ لڑائی زیادہ عرصے تک قایم رہتی۔ بعد اسکے پانچ روز تک ہمارا انجام بین سلطان شہر کے اطراف و جوانب کو دیکہتا بہالتا رہا شہر پناہ کی مضبوطی کسیطرح سے حملہ کرنے کی اجازت ہی نہ دیتی تہی آخرالامر بیسوین (۲۰) رجب کو بیت المقدس کے شمالی جانب کلیسہ صیہون کیطرف مورچہ قایم کیا۔ ایک ہی شب مین دُہس بھی باندہ لئے گئے منجنیقین بہی نصب کر دی گئین۔ صبح ہوتے ہی سنگ باری اور تیر کی بارش شروع ہو گئی۔ فریقین اپنے اپنے دین کی حمایت جی توڑ کر کرنے لگے۔ نصرانیون نے یہہ وطیرہ اختیار کر لیا کہ دن مین کسیوقت شہر کے کسی دروازہ سے باہر آجاتے اور اسلامیون سے دو چار ہاتہہ لڑکر واپس چلے جاتے تہے۔ موقع کچہہ ایسا تہا کہ اسلامی لشکر تو شہر پناہ کے دیوارون کے قریب پہونچنے پاتا تہا اور نصرانیون کے نکلنے کو کوئی روک نہ سکتا تہا تین روز تک ایسا ہی سلسلہ جاری رہا اور سنگباری برابر ہوتی رہی مگر شہر پناہ کے دیوارون مین ذری بہی جنبش نہ آئی اور نصرانیون کے منجنیقون نے اسلامیون کو شہر پناہ کے دیوارونکے قریب پہونچنے دیا چوتہے روز بہت بڑی خوفناک لڑائی ہوئی مسیحی لشکر کا ایک حصہ اس مقابلے مین کام آگیا اور اسلامی لشکر کیطرف سے علاوہ معدودے چند عام سپاہیون کے امیر عزّ الدین عیسیٰ بن مالک بہی شہید ہو گیا۔ مسلمانون کو اس امیر کی شہادت نے

جس حد تک پہنچ پہونچا یا ہوگا اسکا اندازہ آپ لوگ اس سے خود کر سکتے ہین کہ موصوف الصدر محبوب القلوب اور رہبر دلعزیز اور جری اور نامی گرامی امراء صلاحیت دو سے شمار کیا جاتا تہا۔ اس واقعہ کے بعد مسلمانون مین دفعۃً بہت بڑا جوش پہیل گیا اور سبہون نے متفق ہوکر پانچوین روز ایسا سخت ہلہ کیا کہ نصرانیون کو مارتے مارتے شہر پناہ کے اندر داخل کر دیا۔ اس موقع پر اگر مسیحی عجلت سے کام نہ لیتے اور شہر پناہ کا دروازہ بند نہ کر لیتے تو یقیناً آج ہی بیت المقدس فتح ہو جاتا اور اوس کے بلند اور شاندار مینارون پر اسلامی پرچم اوڑا دیا جاتا۔ اس لڑائی کے بعد جسقدر اسلامیون کو اپنی کامیابی کا یقین ہو رہا تہا اوس سے بدرجہا عیسائیون پر خوف غالب ہو گیا تہا بڑے بڑے مدبرون کے ہوش وحواس جاتے رہے آپس مین مشورے ہونے لگے ایک نے اون مین سے کہا کہ مر جانا گوارا ہے لیکن یہہ منظور نہین ہے کہ یروشلیم سے مقدس مقام پر بیدینون (مسلمانون) کا قبضہ و تصرف ہو دوسرا بولا کہ نہین صلح افضل ہے۔ امن و امان طلب کرکے یروشلیم سپرد کر دینا چاہیے تہوڑی دیر تک آپسمین یہی بحث و تکرار ہوتی رہی آخر الامر سبہون نے آخری رائے سے اتفاق کیا اور اپنے چند معززین رؤساء کو سلطان کے خدمت مین امان و صلح طلب کرنے اور بیت المقدس سپرد کر دینے کی غرض سے بہیجا جسوقت یہہ گروہ دربار سلطانی مین حاضر ہوکر عرض معروض کرنے لگا سلطان نے جونکہ اوسکی نورانی آنکہون مین اون واقعات کا نقشہ پہر رہا تہا بے تامل کہا اوٹہا کہ لا افعل بکم الا کما فعلتم باهله حين ملكتموه سنة اثنين وتسعين واربعمائة (مین تمہارے ساتہہ کوئی فعل سوا اسکے نکرونگا جو کہ تمنے اسکے اہل کے ساتہہ کیا تہا اوسوقت مین جبکہ تمنے اسپر قبضہ کیا تہا سنہ چارسو بانوے مین) نصرانی یہہ جواب سنکر خائب و خاسر شہر مین واپس آئے۔ اسکے بعد بالیان بن بیرزان یروشلیم

باہر نکلا اور معوذانی امن طلب کرکے دربار سلطانی مین حاضر ہوا سُلطان نے بکمال خندہ پیشانی نے اسکا خیر مقدم کیا۔ پہلے تو آپس مین معمولی باتین ہوتی رہین بعد تہوڑی دیر کے امان وصلح کی گفتگو آگئی۔ سلطان نے پہر وہی سو کہا تہا جو آپ دیا جسکو کہ ہم پہلے لکھ چکے ہین لیکن عنوان بدلا ہوا تہا۔ بالیان ابن بیزران تہوڑی دیر تک خاموش بیٹہا رہا بعد چند ساعت کے سر اوٹہا کر پہلے اوس نے اپنے پیشانی سے عرق خجالت کو پوچہا بعد اسکے کچہہ سوچکر کہنے لگا کہ ”اے سلطان اس شہر مین ہماری قوم اس کثرت سے ہے کہ جسکی تعداد صحیح ہمکو بہی معلوم نہین ہوسکتی ہملوگون نے اس امید پر قتل وجنگ سے دست کشی کرنی چاہی ہتی کہ آپ ہماری التجا قبول فرمالینگے اہل شہر اپنی حماقت سے موت اور خونریزی سے ڈرتے ہین اور زیست کے خواہان ہین لیکن جسوقت کہ یہہ دیکھہ لینگے کہ موت سرون پر کہیل رہی ہے تو اوسوقت رُوح القدس کی قسم ہے کہ پہلے ہملوگ اپنے لڑکے اور عورتون اور بچّون کو اپنے ہاتہون سے قتل کرڈالینگے اور کل مال واسباب مین آگ لگا دین گے ایک درم اور ایک گز کپڑا بہی باقی نرکہینگے کہ اسکو اسلامی لشکر لوٹین یا لونڈی غلام بنائین بعد اسکے صخرہ۔ مسجد اقصیٰ اور مقامات متبرکہ کو ویران اور مسمار کرڈالینگے اور اون مسلمانون کو بہی جو کہ پانچہزار سے زیادہ ہمارے قیدخانہ مین ہین قتل کرکے نیست ونابود کردینگے ایک جانور بہی زندہ نچہوڑینگے جب اس سے فراغت پائینگے تو تمہارے مقابلہ پر آئینگے اور جی توڑکر لڑینگے۔ جب تک کہ ہم مین سے اپنے مقابل کو فنا نکرلیگا نہ مرے گا۔ اسکے بعد وہی صورت ہوگی یا تو ہمارا نام ونشان یروشلیم کے مقدس زمین مین نرہجائیگا ویا ہم مظفر ومنصور ہونگے اور اسکے خدمت ہمارے ہی قبضے مین رہنے گی۔“

سلطان بہت غور وفکر سے بالیان ابن بیرزان کی تقریر سُنتا تہا کبہی

انہ اقتر میراویسکے دل مین یہہ خیال پیدا ہوجاتا تہا کہ بحکم جزاء السیئۃ مثلہا (برائی کا بدلہ ویساہی ہونا چاہیے) ان نصرانیون کے ساتہہ وہی برتاؤ کرنا چاہیے جو کہ انلوگون نے مسلمانون کے ساتہہ سنہ ۴۹۲ھ مین کیا تہا اور کبہی اوسکا رحم والطاف احسن الی من اسیٰ (نیکی کر اوس کے ساتہہ جو کہ بدی کرے) کیطرف اشارہ کرتا تہا۔ تہوڑی دیر تک انہین خیالات مین سلطان پیچان رہا آخر الامر اصحاب شوریٰ کو طلب فرمایا بعضون نے سلطان کے پچہلے خیال سے اختلاف کیا اور اکثر نے پہلے خیال سے مخالفت اور دوسرے خیال سے اتفاق ظاہر کیا سلطان نے کثرت رائے سے اتفاق کیا اور بالیان ابن بیرزان کی صلح کی درخواست منظور کرلی اس شرط سے کہ چالیس روز کے اندر اگر دس دس دینار ہر مرد نے خواہ غریب ہو یا امیر اور پانچ پانچ دینار عورتون نے اور دو دو دینار لڑکے اور لڑکیون نے فدیہ (زر معافی) دیدیا تو مع مال و اسباب کے آزاد ورنہ بعد انقضائے مدت معینہ مسلمانون کے قبضہ مین غلامون کے طور پر رہینگے

بالیان ابن بیرزان اس شرط پر راضی ہوگیا سب سے پہلے اس نے اپنا فدیہ ادا کیا بعد اوس کے تیس ہزار دینار فدیہ دیکر اٹہارہ ہزار مساکین اور غربا مسیحیون کو عمر بہر کی غلامی سے آزاد کرایا۔ اور شہر امن و آمان کے ساتہہ ستائیسوین[۲۷] رجب سنہ ۵۸۳ھ یوم جمعہ کو الملک الناصر سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس کے سپرد کردیا۔ جل جلالہ وعم نوالہ۔ اسیوقت بیت المقدس کے متبرک اور شاندار منار و منبر پر اسلامی پہریرہ اوڑا دیا گیا صبح ہوتے ہی ہمارا فاتح بیت المقدس مظفر و منصور سر جہکائے ہوئے ادب سے آنکہین نیچی کیے ہوئے یروشلیم مین داخل ہوا شہر پناہ کے ہر دروازہ پر زر فدیہ وصول کرنے کو ایک معتمد امین مقرر کردیا گیا۔ نصرانیون کی کثرت زبان حال سے بتلا رہی تہی کہ خزانہ عامرہ زر فدیہ سے معمور ہوجائیگا اسلامی لشکر کا ہر سپاہی دو چار پشت تک ضرور فکر معیشت سے

مستغنی ہوکر فارغ البالی سے عمر بسر کرے گا لیکن نصرانیون نے بہت بڑی بددیانتی سے
کام لیا یہانتک بڑی تعداد عیسائیون کی بغیر ادائے زر فدیہ محض ذریعون سے آنکہین بچاکر
نکل گئی اور بیشمار مفلوک عیسائی اوسکی فیاضی رحم دلی سے آزاد کردیئے گئے جسکی نظیر
دنیا مین تلاش کرنے سے بہی بہت کم ملیگی - اور الملک العادل اور اپنے بیٹون اور
عزیزون کی درخواستون پر بہت سے مجبور عیسائیون کو چھوڑ دیا اور ایک بہت بڑی
جماعت کو بالیان اور لیطرس کی التجا پر بلا زر فدیہ لئے آزادی دیدی ارض مقدس
زمین کے قرب وجوار کے چھوٹے چھوٹے رئیس اور والیان ملک جو بالفعل وہان مقیم تھے
اون لوگون نے خوشی سے اپنے مقبوضات کو اسلامیون کے سپرد کردیا اور آزاد ہوکر
خودمختاری کے ساتھہ یروشلیم کے مقدس در و دیوار کو حسرت و افسوس سے دیکھتے
ہوئے چلے گئے - ملوک روم کی بعض بیگمات جو زیارت کے لئے آئی ہوئی ہتین وہ
اس واقعہ سے نہایت درجہ پریشان اور خوف زدہ ہورہی ہتین اگرچہ اس سے
دو ہی چار گھنٹہ بیشتر ہمارے فاتح بیت المقدس کی سیر چشمی رحمدلی کی سیر
کرچکی ہتی تاہم انکو وہی ظلم و ستم جو سنہ ۹۲ء مین وقت استیلا انکی قوم نے اسلامیون پر
کئے تہے اپنی ڈرونی صورت دکھلا رہے تہے - لیکن انکو لون نے جسوقت اپنی معہ
اپنے مال و اسباب و خدام کے آزادی چاہی فوراً سب بے جد وکد رہا کردیگئین ملکہ قدس شریف
آزادی کیوقت اپنے شوہر کے پاس جانے کی خواستگار ہوئی اسلام پناہ سلطان
فاتح بیت المقدس نے کمال کشادہ پیشانی سے اجازت دیدی اور اس کے
نابلس تک جانیکا معقول انتظام کردیا - پرنس ارناط (آرنلڈ) کی بی بی بہی اندنون
یہین موجود تہی وہ اپنے لڑکے کی رہائی کے بارے مین سلطان سے کچھہ عرض کررہی تہی
اثنائے گفتگو مین سلطان نے فرمایا کہ کچھہ مضایقہ نہین ہے ہم تمہارے لڑکے کو آزاد کردینگے
بشرطیکہ تم کرک ہمکو دیدو - پرنس ارناط کی بیوی نے اس شرط کو قبول کرلیا اور سلطان نے

رخصت ہوکر کرک کیطرف گئی - اہل کرک سے بہت کچھ کہا سُنا لیکن کرک والون نے
اوسکی باتون کو غور سے نہ سُنا اور نہ اوسکے کہنے پر عمل کیا یہی وجہ تھی کہ پرنس ارناط کی
بی بی معہ اپنے مال و اسباب کے آزاد ہوگئی اور لڑکا بدستور قید ہی مین رہا عیسائیون
مین سے سب سے پہلے جسوقت بطریس اعظم لاکھون کا مال و اسباب مقامات مسجد اقصی
اور صخرہ اور مسیح کے مقدس قبر کے گرجا سے لیکر نکلا سلطان صلاح الدین سامنے ایک
تخت پر بیٹھا ہوا تھا بعضون کا یہہ ارادہ ہوا کہ اس سے متعرض ہون مگر اوس کریم حشم
صادق الاقرار فاتح بیت المقدس نے یہی فرمایا کہ "لا اغدر بہ" (مین اس کے
ساتھہ غداری نہ کرون گا) واہ رے ایمانداری حق پرستی کہ سوائے قرار داد
فدیہ یعنی دس دینار کے کسی سے ایک حبہ بھی زیادہ نہ لیا - ہمارے نزدیک اسکے
اس سلوک و فیاضی کے نظیر تنگدل خود غرض عیسائی اونیس سو برس مین بھی نہین پیدا کر سکتے
عیسائی مورخ سلطان کی اس فیاضی اور احسانکو دوسرے عنوان کا لباس پہناتے
ہین اور بجائے شرمندہ ہونے کے کہتے ہین کہ عیسائیون نے بوقت فتح یروشلیم محصور
مسلمانون سے شہر حوالہ کرنے کی خواہش ظاہر کی تھی مگر وہ اپنے مجنونانہ عرصہ دراز تک
ہٹ پر قایم رہے جسکا نتیجہ یہہ ہوا کہ یروشلیم بہت جلد ماتم اور خون سے بھر دیا گیا مگر
حق بجانب یہ ہے کہ صلاح الدین کو اونسے زیادہ تکلیفین اوٹھانی پڑین اوس نے
ہزارون جانین قربان کر ڈالین برسون اسکے کامیابی کے خیال سے لڑائی کے
میدانون مین گشت کرتا رہا ہے تب کہین اوسکو یہہ مبارک دن نصیب ہوا تھا
اوس نے اون تکالیف کو اس خوشی سے بھلا دیا اور احسان و رحم دلی سے برابر
عیسائیونکو آزاد کرتا گیا عیسائیون کو پہلے یہہ شرط بہت پسند آئی تھی لیکن جب
اوسکے پورا کرلے اور یروشلیم سے نکلنے کا وقت آیا تو چیخ مار مار کر رونے لگے اور بحال پریشان
قیمتی قیمتی اسباب لادے ہوئے لیکر نکلے - اسی اثنا مین چند آدمی اسلامی لشکر کے صخرہ پر

چڑھ گئی اور صخرہ کے قبہ سے اوس صلیب کو جو کہ تقریباً ایک صدی سے کمال احترام اور اہتمام سے نصب تھی توڑ کر گرا دیا دفعۃً اسلامیون کے گروہ سے اللہ اکبر کی آواز آئی جس سے بیت المقدس کی تمام پہاڑیان گونج اوٹھین اور نصرانیون نے وا مصیبتاہ او ویلاہ کے شور و غل سے کائنات کا دماغ پریشان کر دیا۔ رفتہ رفتہ تھوڑی دیر کے بعد بیت المقدس مین اسلامیون کی صورت بکثرت نظر آنے لگی۔ جو جو دن چڑھتا جاتا تھا نصرانیون کی تعداد گھٹتی جاتی تھی دو پہر نہونے پائی تھی کہ نصف عیسائیون سے زیادہ یروشلیم چھوڑ کر صور کیطرف چلے گئے اور باقی ماندون مین سے بعض تو جانیکی تیاری کر رہے تھے اور بعض بے بسی بے زری سے محبس کیطرف روانہ ہونے کو تھے کہ اس اثنا مین اسلامیون کو اسلام پناہ کا یہہ فرمان ملا کہ مسجد اقصی اور صخرہ کو نصرانیونکی ظاہری اور باطنی نجاست سے پاک کرو تصویرین جو جا بجا زینت کے لئے منصوب ہین ان کو توڑ پھوڑ کر علیحدہ کر دو دوپہر ڈہلا چاہتی ہے خالق اکبر منعم حقیقی کے سامنے سر جھکانے کا وقت آیا چاہتا ہے چلو کل کامون کو چھوڑ و غسل کرو کپڑے بدلو دشبو لگاؤ آج مسجد اقصی مین نماز جمعہ ادا کرو جہانکہ اسی ستائیسوین رجب مین تمہارے نبی اکرم رسول معظم احمد مجتبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم نے معراجکی رات مین نماز ادا کی تھی جسکا ذکر تمہارے مقدس کتاب مین بھی آگیا ہے۔

اِس پہلے جمعہ مین سلطان نے بمعمولاً غسل کرکے کپڑے بدل لئے اور نماز جمعہ کے پہلے مسجد اقصی مین پہونچکر دوگانہ شکریہ ادا کرکے نماز ادا کر لی اور نماز سے فارغ ہو کر فرمایا کہ جسقدر جلد ممکن ہو منبر اور سراح جو کہ نصرانیون نے مسجد اقصی مین بنا لیا تھا منہدم کر دیا جائے اور بدستور مسجد اقصی اور بیت المقدس کی عمارتین درست کر دی جائین۔

بعد اس کے دوسرا جمعہ نہ آنے پایا تھا کہ موذن خطیب۔ امام مقرر کر دیئے گئے

اور مسجد اقصیٰ کی کسیقدر درستی ہی ہوگئی ہمارے فاتح بیت المقدس نے ایک منبر بنانیکا حکم دیا بعض حاضرین نے گزارش کیا کہ الملک العادل نورالدین زنگی مرحوم نے ایک منبر[1] نہایت ہی خوبصورت اور قیمتی اسی مقدس مسجد مین رکھے جانیکی غرض سے دو برس کے عرصہ مین بنوایا تھا اگر وہ حلب سے منگوا کر یہان رکھہ دیا جائے تو بہت ہی موزون ہو سلطان نے یہہ سنتے ہی حلب سے اس ممبر کو منگوا لیا اور مسجد اقصیٰ مین رکھوا کر اس ذریعے سے مرحوم نورالدین کی روح کو خوش اور اوسکی آرزو کو پورا کیا۔

قاضی فاضل اپنے رسالہ معروفہ قدسیہ مین تحریر کرتے ہین جو کہ اوسنے مشعر فتوح قدس شریف لکھکر خلیفہ[2] الناصر لدین اللہ کیخدمت مین بعد اس کامیابی کے روانہ کیا تھا کہ بعد فتح بیت المقدس اطراف وجوانب کے علما و فضلا و قضاۃ بڑے بڑے بلیغ خطبات لکھکر لائے تھے لیکن چونکہ قاضی محی الدین[3] محمد ابن علی معروف بہ ابن الزکی کا خطبہ

---

[1] اس ممبر کو اس سے بیس برس پہلے الملک العادل زنگی نے دمشق کے نامی عوض صناع سے بنوایا تھا کئی ہزار روپے کی لاگت کا تھا۔

[2] خلیفہ الناصر لدین اللہ ابو العباس احمد اپنے باپ خلیفہ مستضی بامر اللہ کے انتقال کے بعد دوسری ذیقعدہ ۵۷۵ھ مین سریر خلافت پر بیٹھا ستر برس کی عمر پائی۔ چھیالیس برس دس مہینہ اٹھارہ دن اس نے خلافت کیا۔ آخری شب ماہ رمضان ۶۲۲ھ مین انتقال کیا پچھلے تین برس مین یہہ بالکل نقل و حرکت نکر سکتا تھا ایک آنکھہ جاتی رہی تھی اور دوسری سے بھی نہایت ہی کم نظر آتا تھا۔

[3] ابو المعالی محمد بن ابوالحسن علی بن محمد بن یحیی عثمانی قریشی ملقب بہ محی الدین معروف بہ ابن زکی الدین دمشقی شافعی بمقام دمشق ۵۵۰ھ مین پیدا ہوا فقہ و ادب مین بے نظیر تھا اسکے خطبات و رسائل بہت مشہور ہین اسکا باپ ابو الحسن علی ملقب بہ زکی الدین دمشق کا قاضی تھا اور اپنے آخر عمر مین اس عہدہ سے مستعفی ہو کر حج خانہ کعبہ کو چلا گیا تھا اور ابو المعالی محمد معروف بہ ابن زکی الدین ۴ ماہ ربیع الاول ۵۸۸ھ کو دمشق کا قاضی مقرر کیا گیا۔ قاضی فاضل لکھتا ہے کہ اسکے ابا و اجداد ہمیشہ سے دمشق کے قاضی ہوتے چلے آئے ہین سلطان کی آنکھون مین اسکی بہت بڑی عزت تھی۔ بعد فتح حلب اسنے سلطان کی تعریف مین ایک قصیدہ بدیہہ پڑہا تھا وہ نہایت فصیح و بلیغ تھا اسکا یہہ ایک شعر وفتحك القلعة الشهباء في صفر مبشر بفتوح القدس في رجب + نہایت مشہور ہے۔ ابن زکی الدین سے دریافت کیا گیا کہ تمکو یہہ کیسے معلوم ہوا کہ بیت المقدس رجب مین فتح ہوگا ابن زکی الدین نے کہا کہ ابو الحکم عبدالسلام بن عبدالرحمن نے الم غلبت الروم فی ادنی الارض وہم من بعد غلبہم سیغلبون فی بضع سنین کی تفسیر مین حاشیہ پر ایک حساب لکھا ہے جس سے یہہ امر معلوم ہوتا ہے کہ سلطان کے

نہایت ہی بلیغ اور پرمضمون تہا اسیوجہ سے وہی خطبہ چوتہی شعبان ۵۸۳ھ یوم جمعہ کو پڑہا گیا اور قاضی موصوف ہی نے امامت کی۔

محاصرۂ صور

اس مقدس مقام کے فتح کرنے کے بعد انتظام اور انصرام کے غرض سے چوبیسوین شعبان تک ہمارا فاتح بیت المقدس اسی متبرک مقام مین مقیم رہا اور اثنا ر قیام مین سرائین مدرسے شفاخانہ بنواے صخرہ کی حفاظت کا پورا انتظام کرکے اوسپر امام مقرر کر دیا اور فرانسیسی اسپتال کو کسیقدر ترمیم کرکے شافعیہ کا مدرسہ بنا دیا اور ان امکنۂ متبرکہ کے صرف کے لئے باغات۔ اراضیات۔ مکانات وقف کر دیئے۔ علما، فضلا، صلحا۔ طلبا کے آرام کا معقول انتظام کر دیا۔ بعد اسکے پچیسوین (۲۵) شعبان کو بعد نماز جمعہ بقصد فتح صور بیت المقدس کی نورانی دیوارین اور منور پہاڑیان دیکہتا ہوا روانہ ہوا۔ آپ لوگون کو یہہ تو یاد ہی ہوگا کہ اطراف وجوانب سے جو عیسائی خواہ لڑائی کے میدان سے جان بچاکر بہاگتا تہا و یا فدیہ دیکر گلوخلاصی اپنی کراتا تہا وہ سیدہا صور مین جاکر پناہ گزین ہوتا تہا اور وہان وہ اپنی گئی ہوئی قوت کو سبنہالتا تہا اسیوجہ سے رفتہ رفتہ وہان کثیر التعداد مسیحی مجتمع ہوگئے تہے اور اونپر مرکیس نامی ایک نصرانی حکومت کرتا تہا جسوقت ہمارا فتح نصیب سلطان مقام عکا مین پہونچا اور لشکر کے ترتیب مین مصروف ہوا مرکیش اس نقل وحرکت سے آگاہ ہوکر از سر نو قلعہ بندی کرنے لگا اس سے پہلے کہ سلطان صور کے قریب پہونچتا اوس نے صور کے چارون طرف بڑی بڑی عمیق خندقین کہودالین اور صور کے اون دونون دریاؤن کو جو کہ تین طرف سے اوسکو گہیرے ہوئے تہے ایکسے دوسرے کو نہر کے ذریعہ سے ملا دیا۔ نوین رمضان ۵۸۳ھ یوم جمعہ کو سلطان صور کے قریب اوسی نہر کے کنارے پر جسکو مرکیش نے حال ہی مین بنوایا تہا مقیم ہوا ایک ہفتہ کامل لڑائی کا موقع دیکہتا رہا یہانتک کہ بقیہ لشکر بہی جو کہ بطور ساقہ کے آرہا تہا اسلامی کیمپ مین

آ داخل ہوا بائیسوین رمضان کو اس مقام سے ہٹ کر ایک ٹیلہ پر مورچہ قایم کیا
جو کہ شہر پناہ سے بہت ہی قریب ہتا اور لشکر کو چند حصون پر منقسم کر کے ہر ایک
کے لئے وقت مقابلہ اور مقام متعین فرمایا تیسوین ۲۳ کے شام سے لڑائی شروع
ہوئی شب بہر سنگباری ہوتی رہی صبح ہوتے ہی بعد نماز فجر جانبین سے تیر کی
بارش شروع ہو گئی باوجودیکہ ان لڑائیون مین خود سلطان اور اوس کے
لڑکے الملک الافضل اور الملک الظاہر غازی اور اس کا بہائی
الملک العادل بن ایوب اور بہتیجا تقی الدین عمر شامل ہتا پہر بہی کامیابی
کی صورت نظر نہ آتی ہتی۔ صور کے قلعہ کو دریا اور نہر کے پانی نے بچا رکہا ہتا
عیسائی فوج اسلامی لشکر پر شہر پناہ کی فصیلون سے حملہ کر رہی ہتی اور کچہہ لوگ
جنگی کشتیون پر سے تیر باری کرتے تہے۔ تمام دن لڑائی کا یہی نقشہ رہا شام کے وقت
دونون فریق لڑائی کے خوفناک میدان سے واپس گئے تہوڑی دیر تک سلطان
ان واقعات کو پیش نظر کر کے کچہہ سوچتا رہا بعد چند ساعت کے سر اوٹہا کر
ارشاد فرمایا کہ مصری جنگی جہازون کا بیڑہ جو کہ مقام عکا مین لنگر زن ہے
فورًا طلب کر لیا جائے اور اہل صور سے برّی اور بحری دونون لڑائیان
چہیڑی جائین۔ اہل صور کی یہہ رات جسقدر اطمینان سے گذری اوسیقدر
اسلامیون کی شب غور و فکر مین بسر ہوئی صبح ہوتے ہی دن بہر کے تہکے ماندے
سپاہی ادہر اللہ اکبر کے آوازے سے اوٹہ کہڑے ہوئے نماز کی تیاری کرنے لگے
اودہر ناقوس اور گہنٹون کی آوازسے لوگ بیدار کئے جانے لگے آفتاب
نکلتے نکلتے فریقین کے جانباز سپاہی مصلح ہو گئے۔ لڑائی کے جوش مین بعض ٹہلتے
تہے اور بعض لڑائی کے میدان کو دلچسپی سے دیکہہ رہے تہے۔ ظاہری حال تو اسی امر کا
مقتضی ہتا کہ لڑائی دو ایک لحظہ مین ضرور چہڑا چاہتی ہے لیکن معلوم نہین کہ

کیا باعث ہوا کہ فریقین کے سپاہی پہر دن چڑہے تک تو لڑائی کے انتظار مین اِدہر اُودہر ٹہلتے رہے اور جب مقابلہ ہوتا نظر نہ آیا تو اپنے اپنے مقامات پر واپس گئے یہہ دن گزر کر دوسرے دن کا تڑکا ہونے پایا تہا کہ اسلامی جنگی جہازون کا بیڑہ جسکا کپتان یا افسر اعلیٰ عبد السلام مغربی تہا آپہونچا۔ اور صبح ہوتے ہی لڑائی چہڑ گئی بری اور بحری مقابلہ ہونے لگا ان جنگی جہازون کے بیڑہ نے مسیحیون کے جنگی کشتی کی آمد و رفت رُوک دی ہتی اسیوجہ سے اس لڑائی مین اسلامیون کو اپنی کامیابی کا یقین ہو رہا ہتا اور عجب نہ تہا کہ صور کے ہی شاندار مینار اسلامی پہریرہ کے اُوڑائے جانے سے ممتاز ہوجاتے مگر تقدیر الٰہی اسکے خلاف ہتی رات نے آخری فیصلہ نہ ہونے دیا خشکی سے لڑنے والے سپاہی مصاف سے اپنے مورچہ مین آئے اور جنگی جہازون کا بیڑہ صور کے مینار کے مقابلہ مین لنگر انداز رہا۔ اُن مین سے پانچ کشتیان تو یزک کا کام کر رہی ہتین اور پانچ اہل صور کے کشتیون کا محاصرہ کئے ہوئے ہتین رات بہر اسلامی بحری فوج جاگتی رہی ہونہار امر صبح ہوتے ہوتے اِن کشتیون کے محافظین کی آنکہین لگ گیئن چند لمحہ کے بعد جو چونکے تو اپنے کو نصرانیون کے کشتیون کے محاصرہ مین پایا۔ گلوخلاصی کی کوششین کین مقابلہ بہی کیا لیکن تقدیر سے مجبور رہے ان مین سے ایک کثیر تعداد کو مسیحیون نے شہید کر ڈالا اور باقی کو مع کشتیون کے گرفتار کرلیئے اسلامی بری فوج ان واقعات کو جسطرح حسرت و افسوس کی آنکہون سے دیکہہ رہی تہی اوسیطرح وہ بیچارے بہی مایوسی سے انکو خیر آباد کہتے ہوئے چلے جارہے ہتے ان مقید مسلمانون کا ایک گروہ موت کو قید سے افضل سمجہکر دریا مین کود پڑا بعض تو تیر کر اسلامی کیمپ مین آملے اور بعض جنکی موت آگئی ہتی وہ ڈوب گئے بعد اس واقعہ کے بقیہ پانچ کشتیان چونکہ محاصرہ کا کام پورے طور سے انجام نہ دیسکتی ہتین

اسوجہ سے سلطان کے حکم سے وہ بیروت کیطرف روانہ ہوئین۔ نصرانیون کی جنگی کشتیون نے اونکا تعاقب کیا۔ اہل کشتی نصرانیون کی جنگی کشتیون کا بیڑہ آتے ہوئے دیکھہ کر کشتیان چہوڑ کر خشکی پر اوتر آئے اور یہی اون لوگون سکے جانبری کا باعث ہوا۔

بحری لڑائی کا تو اس طور سے خاتمہ ہوگیا باقی رہی خشکی کی لڑائی اوس کا چند دنون سلسلہ جاری رہا نہ اسلامیون ہی کو ہمین کچہہ منفعت پہونچتی نظر آتی تہی اور نہ نصرانیون کا نقصان محسوس ہورہا تہا اخیر اخیر ایک بہت سخت لڑائی صبح سے تقریباً شام تک ہوتی رہی لیکن نتیجہ کچہہ بہی ظاہر نہ ہوا۔ ان لڑائیون کی ظاہری حالت سے یہہ مفہوم ہورہا تہا کہ جسقدر اسلامی لشکر صور کے فتح کرنے مین عرق ریزی کر رہا ہے اگر اوس سے زیادہ نہین تو اسیقدر ضرور اہل صور بہی انکے مقابلہ مین کوشش کر رہے ہین۔ جاڑہ کا موسم دریا کا کنارہ بارش کی کثرت اور اوسپر یہہ لڑائیان جنسے کچہہ نتیجہ ظاہر نہوتا تہا ایک مصیبت کا سامنا تہا چارناچار یہہ رائین پیش ہونے لگین کہ بالفعل صور کے محاصرہ سے دستکشی کرلیجائے جاڑہ بہر محفوظ مقامات مین چلکر آرام کرین اور جب جاڑہ کی فصل ختم ہوجائے اور ایام ربیع آئین تو سب کے سب یکجا ہوکر پہر انپر حملہ کرین۔ یہہ خیال اون لوگون کا تہا جنکو اسلامی لشکر مین تمول اور دولتمندی حاصل تہی اور ایک گروہ یہہ کہہ رہا تہا کہ نہین! یہہ سب خیالات باطلہ ہین ہم بہوک پیاس پر صبر کرینگے اور جی توڑ کر لڑینگے خدا نے چاہا تو آج نہین تو کلہہ خندق اور نہر پر پل بناکر عبور کر جائینگے اور جبکہ ہم شہر پناہ کے فصیلون تک پہونچ جائینگے تو شہر کا فتح کرلینا اور اپنی کامیابی کا پہریرہ اوڑادینا بہت ہی آسان ہوجائیگا۔ یہہ اون لوگون کی رائے تہی جنہون نے موت کو حیات سے افضل سمجہہ لیا تہا

سلطان ان رایون کو سنکر حیص بیص مین پڑا ہوا تھا کہ رسالہ والون نے کمی رسد
اور آدمیون کے زخمی ہونیکا عذر پیش کر کے محاصرہ توڑ دینے پر آمادہ ہی کر لیا۔
چنانچہ شوال ۵۸۳ھ کی ستائیسوین یا اٹھائیسوین کو صور کے محاصرہ سے دست کش
ہو کر عکا کیطرف چلا اثناے راہ مین یہہ خبر آئی کہ مہم کوکب کے اسلامی لشکر پر
ماہ جمادی الثانی سنہ مذکور مین یہہ حادثہ گذرا کہ رات کیوقت حالت غفلت
مین عیسائی اسلامی مورچہ مین گھس آئے اور کثرت سے مسلمانون کو شہید کر ڈالا
مال و اسباب اور آلات حرب بیشمار لوٹ لے گئے۔ اونکی حالت قابل توجہ
و التفات ہو رہی ہے سلطان کو اس واقعہ کے سننے سے سخت صدمہ ہوا اوس نے
اوسیوقت ایک دستہ فوج بسر گروہی قایماز نجمی قلعہ کوکب کیطرف روانہ کر دیا
اور عکا مین پہونچکر حسب دستور لشکر کو باستثناء باڈی گارڈ اور مخصوص امراء
کے بنظر استراحت رخصت کیا اور عکا کی حکومت امیر عز الدین جردیک کے
سپرد کی اور خود تا اختتام سرما یہین مقیم رہا۔

فتح ہونین

ہم اس سے پہلے کہ ۵۸۴ھ کے واقعات احاطہ تحریر مین لائین مناسب
سمجھتے ہین کہ گزرنے والے ۵۸۳ھ کے وہ واقعات بھی سرسری طور سے اپنے ناظرین
سُنا دین جو کہ سنہ مذکور مین بوقت فتح تبنین واقع ہوئے تھے۔ ان واقعات
مین ہمارا فتح نصیب سلطان بذاتہ شریک نہ تھا بلکہ اوس نے جسوقت تبنین پر
اپنی کامیابی کا پھریرہ اوڑایا تھا اوسی اثنا مین اوس نے ایک دستہ فوج جسمین
نامی اور تجربہ کار امرا شریک تھے ہونین کیطرف روانہ کیا تھا اوسوقت سے یہہ
گروہ برابر ہونین کا محاصرہ کئے ہوا نہ تو اہل شہر ہی پورے طور سے باہر نکلکر مقابلہ
کرتے تھے اور نہ اون تک رسد و غلہ وغیرہ پہونچ سکتا تھا آخر الامر اہل ہونین نے
تنگ آ کر اونہین ایام مین امان طلب کیا اور قلعہ کو بصلح اسلامی لشکر کے سپرد کر دیا تھا

جسوقت یہہ فتح نصیب سلطان شہر صور پر حملہ کر رہا تہا۔

چلہ کا جاڑہ ختم ہوگیا تہا کسی قدر گلابی ہلکا جاڑہ پڑ رہا تہا ہنوز وہ لشکری جنکو رخصت دیگئی ہتی اپنے اپنے وطن سے واپس نہین ہوئے تہے محرم ۵۸۴ھ کی دوسری یا تیسری تاریخ ہتی کہ ہمارا فتح نصیب سلطان فاتح بیت المقدس معہ اپنے جان نثارون کے عکاسے روانہ ہوکر قلعہ کوکب کے قریب پہونچا اور بعد چند دنون کے قایماز نجمی کو بدستور محاصرہ پر چہوڑکر کوکب سے روانہ ہوا اور چہٹی ربیع الاول ۵۸۴ھ کو دمشق مین داخل ہوا۔ پانچوین روز سچ یا جہوٹ یہہ خبر مشہور ہوئی کہ عیسائی فوجین بقصد جبیل آرہی ہین باوجودیکہ اون دنون سلطان کی طبیعت جادہ اعتدال سے منحرف ہتی لیکن اوسکو یہہ تاب کہان ہتی کہ نصرانیون کی آمد سُنتا اور اپنی جگہہ سے حرکت نہ کرتا وہ فورًا معہ اپنے جان نثارون کے دمشق سے روانہ ہوا۔

سلطان کوکب کے طرف روانہ ہوا اور وہان سے دمشق کے جانب چلا

ہمارا خیال وحافظہ شہادت دے رہا ہے کہ سلطان حمص ہی نہ پہونچنے پایا تہا کہ عیسائیون نے اسکی روانگی کی خبر سُنکر مراجعت کو مقابلہ اور مقاتلہ سے بہتر سمجہا اور مجبورانہ بلاکسی خوف وخطر کے واپس گئے تقریبًا نصف ربیع الاول ۵۸۴ھ گذر چکا ہوگا کہ ہمارا فتح نصیب سلطان حمص کے قریب پہونچکر اوسکے غربی جانب مقیم ہوا علامہ عبداللہ بن یوسف اور فاضل ابن خلکان کے تحریر سے مفہوم ہوتا ہے کہ اسی مقام پر سلطان کے کانون تک یہہ خبر پہونچی ہتی کہ عماد الدین صاحب سنجار اور مظفر الدین بن زین الدین معہ لشکر موصل حلب مین بقصد جہاد آئے ہین بعد اسکے سلطان حصن اکراد[۱] کیطرف روانہ ہوا اور علامہ ابوالحسن علی ابن ابوالکرم محمد معروف ابن اثیر کی تحریر

[۱] حصن اکراد غربی جانب حمص کے واقع ہے یہہ قلعہ ایک بلند پہاڑ پر نہایت مستحکم بنا ہوا ہے۔

شہادت دیتی ہے کہ عماد الدین زنگی ابن مودود صاحب سنجار و نصیبین و خابور معہ اپنے لشکر کے سلطان سے مقام حمص مین ملا اور رہین موصل اور جزیرہ کے جری فوج بہی جیش سلطانی مین داخل ہوئی بہرکیف جسوقت ان لوگون کی جمعیت نے سلطانی جان نثارون کی تعداد بڑہا دی سلطان اس مقام سے روانہ ہوکر حصن اکراد کے شرقی جانب خیمہ زن ہوا چوتہی جمادی الاول ۵۸۴ھ یوم جمعہ کو اس نے اپنے لشکر کو اسطرح سے مرتب کیا کہ میمنہ کو پہلے روانہ کیا جسکا کمان افسر عماد الدین زنگی تہا اور قلب کو وسط مین رکہا اور میسرہ کو جسکا کہ افسر اعلی مظفر الدین تہا اخیر مین روانگی کا حکم دیا اور خود پورے لشکر کا کمان کرتا ہوا چہٹی جمادی الاول یوم یکشنبہ کو دوپہر کیوقت انطرسوس[۱] کے قریب پہونچکر چند ساعت توقف کیا بعد نماز ظہر میمنہ کو دریا کیجانب اور میسرہ کو دوسرے طرف دریا کے روانہ کیا اور خود معہ اپنے جان نثارون کے انطرسوس کے مقابلہ مین رہا۔ ظہر کا آخری وقت تہا کہ اسلامی لشکر نے ہر سمت سے ایسا قوی حملہ کیا کہ پہلے ہی حملہ مین انطرسوس پر اپنی کامیابی کا پہریرہ اوڑا دیا۔ انطرسوس مین دو برج مثل قلعہ کے تہے ایک تو پہلے ہی دن فتح ہوگیا تہا اور اسکو سلطان نے مظفر الدین کے سپرد کر دیا تہا باقی رہا دوسرا برج۔ وہ برابر مقابلہ کرتا رہا اسکے مقابلہ پر سلطان نے مظفر الدین کو چہوڑا اور خود معہ منصور[۲] ابن نبیل قاضی جبلہ کے بارہوین جمادی الاول ۵۸۴ھ کو انطرسوس سے

---

[۱] انطرسوس ایک شہر بحر شام کے ساحل پر واقع ہے بعض لوگ اسکو اعمال حمص سے شمار کرتے ہین اور بعضے طرابلس کے مضافات سے کہتے ہین۔

[۲] منصور ابن نبیل مسلمانان جبلہ کا فرانسیسیون کے طرف سے حاکم تہا یہی مسلمانان جبلہ کے مقدمات فیصلہ کرتا تہا سلطان جسوقت حصن اکراد کے قریب خیمہ زن تہا قاضی موصوف دربار سلطانی مین حاضر ہوا اور اوسنے بنظر حمایت دین فتح جبلہ مین مدد دینے کا وعدہ کیا۔ چنانچہ اسکی سعی سے جبلہ پر بہت جلد کامیابی سے قبضہ ہوگیا۔

روانہ ہوکر مرقیہ مین پہونچا اہل مرقیہ نے پہلے ہی سے شہر چھوڑ دیا تھا خالی مکانات پڑے تھے دوپہر تک سلطان نے یہان قیام کیا بعد نماز ظہر مرقیہ سے روانہ ہوکر اٹھارہوین جمادی الاول ۵۸۴ھ کو جبلہ کیطرف بڑھا شہر پر تو بآسانی قبضہ ہوگیا کیونکہ عیسائی باشندے شہر چھوڑکر بھاگ گئے تھے اور فوجین قلعہ جبلہ مین تھین اور مقابلہ پر تلی رہین مگر قاضی جبلہ برابر ان لوگون کو سمجھاتا رہا آخرکار دو چار روز کے بعد اہل قلعہ نے بصلح و امان قلعہ بھی خالی کردیا اور حاکم قلعہ۔ بکسرائیل معہ رؤسا جبل سلطان کے خدمت مین حاضر ہوا اور اوس نے بخوشی خاطر اطاعت قبول کرلی یہہ قلعہ حماۃ اور جبلہ کے درمیان مین واقع ہے راستہ اسکا نہایت دشوار گذار ہے بمشکل تمام امن کیحالت مین سوار و پیادے آجاسکتے ہین سلطان کے یہہ بھی ایک فتح نصیب ہونے کی دلیل کامل ہے کہ یہہ مقامات بغیر کسی مقابلہ اور لڑائی کے مقبوضات اسلامیہ مین داخل ہوتے گئے۔

بعد فتح جبلہ یہہ فتح نصیب سلطان لاذقیہ[1] کیطرف چلا اور چوبیسوین جمادی الاول ۵۸۴ھ یوم پنجشنبہ کو بلاتعرض شہر پر قبضہ کرلیا کیونکہ عیسائی شہر پناہ نہونیکے وجہ سے شہر کو چھوڑکر اس کے اون دونون قلعون مین پناہ گزین ہو رہے تھے جو کہ ایک پہاڑی پر ایک دوسرے سے متصل بنے ہوئے تھے۔ اسلامی

---

[1] لاذقیہ ساحل بحر پر ایک نہایت خوبصورت شہر آباد ہے شہر پناہ اس مین نہین ہے البتہ اسکے مقابلہ مین ایک پہاڑی پر دو متصل قلعہ بنے ہوئے تھے لاذقیہ اور جبلہ مین اٹھارہ کوس کا فاصلہ ہے تقی الدین عمر نے اسکے قلعہ کو از سرنو بنوایا تھا سلطان نے اسکے فتح ہونے پر سیف الاسلام کو ایک خط مین لکھا تھا کہ لاذقیہ نہایت وسیع اور دلکش شہر ہے اسکی عمارتین نہایت خوبصورت اور دلپسند ہین۔ یہہ شہر ساحل کے کل شہرون سے خوبصورت ہے جہازون کے ٹھہرنے کا مقام نہایت مناسب اور موزون ہے یہہ شہر بہشت تھا جس مین جہنمی رہتے تھے مگر اب کے عوض اسلام کے آجانے سے یہہ شہر بہشت ہوگیا۔

بہادرون نے قلعہ کا محاصرہ کرلیا اور سُرنگ کہودنی شروع کردی۔ صبح ہوتے ہوتے ساٹھہ گز لمبی اور چار گز چوڑی سرنگ کُہد گئی اور لڑائی بہی شروع ہوگئی جمعہ کا وقت گزر کر عصر کا وقت آگیا تہا کہ نصرانی قلعہ چہوڑکر پہاڑ پر چڑھ گئے اور وہان سے تیر باری کرنے لگے مغرب کا آخری وقت تہا کہ نصرانیون نے امانین طلب کین اس رحمدل فتح نصیب سلطان نے امان دیدیا اور باہم مصالحت ہوگئی عیسائیونکو معہ اہل وعیال آزاد کردیا صبح شنبہ چہبیسوین [۲۶] جمادی الاول کو قلعون کے مینارون پر بہی اسلامی پرچم اوڑا دیا گیا ستائیسوین جمادی الاول یوم یکشنبہ کو سلطان نے اس شہر کو اپنے بہتیجے تقی الدین عمر کے سپرد کردیا اور خود چند دستہ فوج لیکر لاذقیہ سے روانہ ہوکر دو روز کے بعد یوم سہ شنبہ اونتیسوین جمادی الاول ۵۸۴ھ کو صیہون[۱] کے قریب پہونچا۔

علامہ عبد اللہ ابن یوسف صاحب نوادر سلطانیہ فی محاسن یوسفیہ چشم دید بیان کرتا ہے کہ قلعہ صیہون پر ایک بہت بڑا صلیبی نشان اوڑ رہا تہا لیکن جسوقت اسلامی لشکر اسکے مقابلہ مین خیمہ زن ہوا فوراً گر پڑا۔ اسلامیون نے اسکو حسن تفاول پر محمول کیا اور مورچہ بندی مین مصروف ہوگیا ایک ہی شب مین منجنیقین نصب کردی گئین دُہُس باندہ لئے لئے۔ صبح ہوتے ہی چارون طرف سے حملہ شروع ہوگئے منجنیقون سے سنگ باری ہونے لگی۔ الملک الظاہر نے اس لڑائی مین بہت بڑا حصہ نیکنامی کا لیا۔ اوسیکی کوششون نے شہر پناہ کی دیوار کو منہدم کیا دوسری جمادی الثانی یوم جمعہ کو بعد نماز صبح سلطان نے اپنے

---

[۱] صیہون ایک شہر دریاے شام کے کنارہ پر واقع ہے قلعہ اسکا نہایت مضبوط اور مستحکم بنا ہوا ہے قلعہ کی ایک دیوار دریا سے متصل ہے اور جانب شمال اوسکے پہاڑ ہے لاذقیہ سے پورب کیطرف ایک مرحلہ پر واقع ہے قلعہ کے چارون طرف خندقین کہودی ہوئی ہین۔

جری لشکر کو آگے بڑہایا اور منجنیقون کو شہر پناہ کے دیوارون کے قریب نصب کیا تہوڑی دیر تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا دوپہر ہونے پائی تہی کہ اسلامی لشکر دل ہلادینے والی تکبیرین کہتے ہوئے شہر مین داخل ہوئے اور کل مسیحی لشکر صلیبی پہریرے لئے ہوئے قلعہ مین چہپ گئے۔ اون مین سے کچہہ لوگ فصیلون سے مقابلہ کر رہے تہے اور اکثر قلعہ کے میناروںپر سے تیر باری کرتے تہے عصر کے وقت تک یہی سلسلہ جاری رہا لیکن جب مسیحیون کو اپنی ناکامی کا یقین ہوگیا تو الامان الامان چلانے لگے سلطان نے اُن کو اوسی شرط سے امان دیا اور اون سے اوسیطرح سے صلح کرلیا جس شرط سے یروشلیم کے عیسائیون کو امان دیا تہا۔ اس قلعہ مین سلطان دم لینے کے غرض سے چار پانچ روز تک مقیم رہا اور اسی اثنا مین اسلامیون نے قلعات بلاطینس۔ عید۔ فیحہ۔ جماہرتین وغیرہ پر قبضہ کرلیا۔ فیحہ اور جماہرتین والون نے تو خود سلطانی دربار مین حاضر ہوکر اطاعت قبول کرلی اور اہل بلاطینس و عید جان کے خوف سے قلعہ چہوڑ کر انہین دنون بہاگ گئے تہے جبوقت کہ قلعہ صیہون لڑ رہا تہا۔

اِس خداداد کامیابی کے بعد ہمارا فتح نصیب سلطان صیہون سے روانہ ہوکر چہٹی جمادی الثانی ۵۸۴ھ یوم شنبہ کو قلعہ بکاس[۱] پر پہونچا اور قلعہ بکاس کے بلند میناروںپر پہونچتے ہی بلا جدال و قتال اپنے کامیابی کا پہریرہ اوڑا دیا اسوجہ سے کہ اہل بکاس قلعہ چہوڑ کر قلعہ شغر مین جا چہپے تہے۔ رات بہر سلطان اس فکر مین غلطان پیچان رہا کہ قلعہ شغر پر کسطرف سے حملہ کرنا چاہئے اس کی کامیابی کی کیا صورت ہوگی ظاہرا اسکا راستہ سوا اس ایک پُل کے جسکو

[۱] قلعہ بکاس اور شغر ایک مستطیل پہاڑ پر ایک تیر کے فاصلہ پر بنے ہوے ہین بکاس تک تو آدمی پہونچ بہی سکتا ہے لیکن شغر کا رستہ نہایت ہی دشوار گذار ہے۔ انطاکیہ اور فامیہ کے درمیان میں بنصف رستہ پر واقع ہے۔

عیسائیون نے توڑ ڈالا ہے اور کوئی نظر نہین آتا۔ اسی خیال مین وہ کروٹین بدلتا رہا تا آنکہ صبح ہوگئی حسب دستور بعد قضاء حاجت نماز مین مشغول ہوا آفتاب نکلتے نکلتے وظیفہ و نماز سے فارغ ہو کر منجنیقین نصب کرنے کا حکم دیا اور دوسرے وقت سے سنگ باری کرنے لگا قلعہ والے نہ تو انکے مقابلہ مین منجنیقین نصب کرتے گئے اور نہ انہون لوگون نے حملہ کرنے کا انتظام کیا۔ اسوجہ سے کہ قلعہ نہایت مستحکم اور محفوظ مقام مین تہا قلعہ تک کم ایسے پتہر تہے جو کہ اوسکے فصیلون تک پہونچتے تہے تین روز تک متواتر اسلامی لشکر سنگ باری کرتا رہا لیکن اوسکے مضبوط فصیلون کو ذرا سی بہی جنبش نہ ہوئی قدرتی کامیابی اسکو کہتے ہین کہ ایک روز سلطان اپنے جلسہ خاص مین بیٹہا ہوا اسکی کامیابی کا تذکرہ کر رہا تہا تدبیرین سوچی جا رہی تہین کہ اسی اثنا مین نصرانیون کا ایک قاصد صلح و امان کے لئے حاضر ہوا اور اوس نے اس امر کی خواہش ظاہر کی کہ اہل قلعہ[1] تین روز کی مہلت مانگتے ہین تین روز تک کسی قسم کا حملہ نہ کیا جائے تیسرے روز بصلح و امان قلعہ سپرد کر دیا جائیگا سلطان نے اس شرط کو منظور فرما لیا تین روز تک اسلامیون نے سنگ باری موقوف کر دی چوتہے روز نصرانیون نے بخوشی و رضامندی حسب وعدہ بصلح و امان قلعہ کا دروازہ کہولدیا اسلامی تکبیرین کہتے ہوئے قلعہ مین داخل ہوگئے اسلامی پہریرہ بجائے صلیبی نشان کے قبل از جمعہ سولہوین جمادی الثانی ۵۸۴ھ کو

[1] قلعہ والون نے صاحب انطاکیہ سے مدد و اعانت کی درخواست کی تہی اور اسی بنا پر تین روز کی مہلت چاہی تہی۔ لیکن جب انطاکیہ کی اعانت سے مایوس ہوئے تو بمجبوری تیسرے روز صلح و امان سے قلعہ مسلمانون کے سپرد کر دیا۔ یہہ بہی خدا کا ایک احسان تہا کہ ایسا قلعہ جو کہ مدتون کے محاصرے سے بہی مفتوح نہوتا اوسکا آسانی سے فتح ہوگیا۔

اوڑا دیا گیا سلطان نے اس قلعہ اور قلعۂ بکاس کی حکومت امیر قلیج کے سپرد کردیا اور قلعہ صیہون اور اوس کے اطراف وجوانب کا حاکم۔ امیر ناصر الدین منکورس کو مقرر کیا بعد اس کے اوسنے قلعہ برزیہ کیطرف کمال تیزی سے قدم اوٹھایا۔

ہان اہنیں ایام مین اسکا لڑکا الملک الظاہر غازی قلعہ سرمینیہ[91] کیطرف چلا گیا تھا۔ یہہ قلعہ اگرچہ اعمال انطاکیہ کے مشہور اور مضبوط قلعون مین شمار کیا جاتا تھا لیکن خداداد کامیابی اسکو کہتے ہین کہ اوس نے دو روز کی لڑائی مین اس قلعہ کو یوم جمعہ تیسوین[۲۳] جمادی الثانی سنہ ۵۸۴ھ کو فتح کرلیا اور اہل قلعہ کو زر فدیہ لیکر آزاد کردیا اور مسلمانون کی ایک بہت بڑی جماعت کو جو کہ مدتون سے اس قلعہ مین تھی رہا کر دیا۔ الملک الظاہر غازی نے چند آدمیون کو قلعہ کے مسمار کرنے کی غرض سے اس مقام پر چھوڑا اور خود معہ اپنے بقیہ ہمراہیون کے اس مقام سے کوچ کرکے حدود سرمینیہ کو طے کرتا ہوا سلطانی کیمپ مین داخل ہوا۔ اور سلطان کے ساتھ ساتھ قلعہ برزیہ[92] کیطرف بڑھا۔

قلعہ برزیہ نہایت مستحکم قلعہ افامیہ کے مقابلہ مین واقع ہے دونون قلعون کے درمیان مین ایک چھوٹا سا دریا ہے جس مین برزیہ کے پہاڑیون کے چشمے بھی آملے ہین شمال اور جنوب کے طرف ایسے دشوار گزار پہاڑ ہین کہ اوس طرف سے کوئی بشر گزر کر حملہ نہین کرسکتا اور پورب کے جانب اسکے خندق

---

[91] سرمینیہ ایک شہر مشہور ہے جسکے اکثر باشندے اسماعیلی مذہب ہین۔ اسکا قلعہ ہے تو چھوٹا لیکن نہایت ہی خوبصورت اور عمدہ بنا ہوا ہے۔

[92] قلعہ برزیہ ساحل شامی کے قریب ایک پہاڑ پر واقع ہے۔ اس کے چارون طرف خندقین اور نہرین بنی ہوئی ہین پانچ سو ستر گز بلند ہے اوس زمانہ مین اس سے مضبوط ساحل شامی پر کوئی قلعہ نہ تھا۔

اور نہر ہے اہل قلعہ نہایت ہی سخت دل دشمن اسلام ہین مسلمانون کے عداوت مین ہمیشہ سرگرم رہتے ہین۔ دن دہاڑے قافلہ لوٹ لیتے ہین اسلام اور اسلامیون سے انکو اسیقدر عداوت ہے جسقدر اسلامیونکو کفر وکافر سے ہوتی ہے چوبیسوین جمادی الثانی ۵۸۳ھ کے شام کو سلطان اس قلعہ کے قریب پہونچکر قلعہ سے پورب تہوڑی دور پر مقیم ہوا صبح ہوتے ہی چند جان نثارون کو ہمراہ لیکر قلعہ کے چارونطرف پہرا آیا کسیطرف سے موقع حملہ کرنیکا نظر نہ آیا قلعہ کے غربی جانب سے لڑائی کا سلسلہ چہڑ سکتا تہا مگر میدان اسقدر وسیع نہ تہا کہ اسلامی لشکر وہان اپنا مورچہ قائم کرسکتا اسیوجہ سے اوس میدان مین صرف ایک چہوٹا سا خیمہ سلطان کے لئے نصب کردیا گیا۔ یہہ معہ چند جان نثارون کے اس مقام پر ٹہرا اور یہین منجنیقین نصب کی گئین دوسرے دن سے لڑائی کا سلسلہ شروع ہوا دو چار پتہر بہی قلعہ تک نہ پہونچنے پائے تہے کہ اہل قلعہ نے ایک برج پر جو کہ اس وادی کے مقابلہ مین تہا صرف ایک منجنیق نصب کیا۔ دو ہی چار مرتبہ مین عیسائیون نے مسلمانونکی منجنیقین نکمی کردین۔ سلطان کے ساتہیون مین سے ایک شخص چشم دید بیان کرتا ہے کہ مینے پہاڑ کی چوٹی پر سے دیکہا ہے کہ قلعہ کے اس برج سے ایک عورت تنہا سنگباری کر رہی ہے پہلے تو مجہکو اوسکا یہہ فعل مجنونانہ نظر آیا اور کسیقدر اسکے دیکہنے سے تعجب بہی ہوا لیکن زیادہ عرصہ نہ گذرنے پایا تہا کہ ہماری منجنیقین ٹوٹ گئین اور کچہہ نتیجہ نہ ظاہر ہوا۔ اسکے بعد سلطان نے اپنے لشکر کو تین حصونپر منقسم کیا ایک کا کمان افسر عماد الدین زنگی کو مقرر کیا اور دوسرے والیم کی افسری الملک الظاہر غازی کے سپرد کی اور تیسرے حصہ کا کمان اپنے قبضۂ اقتدار مین رکہا رات بہر لوگون کو جہاد اور غزا کی ترغیب دیتا رہا ستائیسوین جمادی الثانی کی سفیدۂ صبح کے نمودار ہوتے ہی

اذان ہوئی لشکریون نے اپنے نیکدل سلطان کے ساتھہ نماز ادا کی سب سے پہلے عماد الدین زنگی معہ اپنے ہمراہیون کے میدان مین آیا اسکے ہمراہیون نے اللہ اکبر کے پُرہیبت نعرہ سے عیسائیون کو اپنی مستعدی سے آگاہ کر دیا چھوٹی بڑی پہاڑیان اس آواز سے گونج اوٹھین عیسائی بھی قلعہ سے نکلکر فصیلون پر آرہے اور ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے۔ عماد الدین زنگی معمولی آدمی تو تھا نہین اوس نے کمال مردانگی سے حملہ کیا اور اپنے فوج کو قلعہ کے فصیلون تک پہونچا دیا۔ لیکن عیسائی فوج بلند مقام پر تھی اور زمین ناہموار تھی اسوجہ سے مسلمان چڑھ نہ سکے کچھہ دیر تک تو یہہ گروہ مقابلہ کرتا رہا آخر کار جب مجبور ہوتا نظر آیا تو اسلامی لشکر کا دوسرا حصہ اوٹھا جسکا افسر اعلیٰ خود ہمارا سلطان تھا۔ باوجودیکہ آفتاب کی تیزی زمین کی گرمی تیز ہواؤن کے جھونکے آگے بڑھنے کی اجازت نہ دیتے تھے لیکن یہہ گروہ تھا جو کہ موت کو حیات سے زیادہ محبوب جانتا تھا مرنے کو شادی پر ترجیح دیتا تھا جسکے مذہب نے پہلا سبق موت ہی کا پڑھایا تھا جسکا افسر اعلیٰ ابو المظفر الملک لناصر سلطان صلاح الدین یوسف فاتح بیت المقدس تھا۔ اونکی جرأت مردانگی آواز بلند سے کہہ رہی تھی کہ اگر اس زمین کے بدلے زمین محشر ہوتی اور اس آفتاب کے عوض آفتاب قیامت بھی ہوتا تو بھی یہہ گروہ ایک ہی لمحہ مین کمال تیزی سے اس میدان کو طے کر جانا بائین ہاتھہ کا کھیل سمجھتا چشم زدن مین یہہ گروہ اللہ اکبر اللہ اکبر کہتا ہوا گروہ سابق کے پاس پہونچگیا۔ عماد الدین زنگی معہ اپنے ساتھیون کے واپس ہوا اور سلطان نے حملہ شروع کر دیا۔ ظہر کا وقت قریب تھا کہ اس گروہ پر بھی تکان اور ماندگی کے آثار پیدا ہو چلے کچھہ لوگ سعادت پر آمادہ ہوئے سلطان ان لوگون کو موقع موقع سے بڑھاتا اور

ٹوٹا تہا۔ جسوقت تیسرا والیم جسکا کمان افسر الملک الظاہر غازی تہا تکبیر کہتا ہوا آگے بڑہا عماد الدین زنگی اپنے اوس جوش کو جو کہ ہر دیندار کے دل مین دین کے حمیت وحمایت کا ہوتا ہے ضبط نہ کرسکا بیتابانہ تلوار کہینچکر الجہاد والجہاد کہتا ہوا اوٹہہ کہڑا ہوا اور الملک الظاہر کے ساتہہ ساتہہ نصرانیون کے مقابلہ پر پہونچگیا دو گہنٹہ کامل بہت سخت لڑائی ہوتی رہی آخر الامر عیسائیون کے پائون اُکہڑ گئے ایک دوسرے پر گرتے پڑتے قلعہ کیطرف بہاگے۔ بدحواسی کے عالم مین قلعہ کا دروازہ نہ بند کرسکے و یا مسلمانون نے انکو اسقدر مہلت ہی نہ دی اسوجہ سے اسلامی فوجین بہی تکبیرین کہتی ہوئین قلعہ مین داخل ہوگئین اونہین کے بعد وہ بقیہ اسلامی لشکر بہی بلاتعرض ومزاحمت قلعہ مین آداخل ہوا جو کہ قلعہ کے پورب جانب خیمون کی محافظت کرتا تہا ان دو لون گروہون کے مل جانے سے نصرانیون پر زیست کا دایرہ تنگ ہوگیا مجبوراً اہل قلعہ خالی کرکے معہ اون مسلمان قیدیون کے جو کہ ایک مدت سے ان کے پنجہ غضب مین گرفتار تہے ایک برج پر چڑہ گئے۔ جسوقت ان قیدی مسلمانون کے کانون تک تکبیر کی خوش کرنے والی ملحدین کو ڈرانے والی آوازین پہونچین یہہ لوگ بہی اللہ اکبر اللہ اکبر کہہ اوٹہے اور زنجیر وطوق کو ایک ہی جہٹکے سے توڑ ڈالا النصرانی یہہ سمجہکر کہ اسلامی اس برج پر بہی چڑہ آئے ہین بید کیطرح تہرا گئے ہزار ہا عیسائی زرفدیہ یکر نکل کہڑے ہوئے۔ والی قلعہ بادشاہ انطاکیہ کا عزیز تہا قیدیون کے سلسلہ مین وہ بہی پیش کیا گیا سلطان نے اسکے ساتہہ محسنانہ سلوک کئے اور اسکی درخواست کے مطابق معہ اسکے اعزہ واقارب کے بعزت تمام انطاکیہ کے طرف روانہ کردیا اور اسلامی پہریرہ خوشی اور کامیابی کی ہوا برزیہ کے بلند اور شاندار مینار پر اوسی روز قریب غروب آفتاب اُڑا دیا گیا۔ الحمد للہ علی احسانہ۔

اِس مہم سے فارغ ہوکر ہمارا فتح نصیب سلطان دوسرے ہی دن
قلعہ برزیہ سے روانہ ہوکر جسر حدید پر پہونچا اور اس مقام پر اوسوقت تک
قیام پذیر رہا جب تک کہ اوسکا بقیہ لشکر نہ آ لیا۔ ایک ہفتہ کے بعد اس مقام
سے روانہ ہوا اور اٹھارہوین رجب یوم جمعہ کو قلعہ دربساک[۱] کے مقابلہ مین
ایک چہوٹے ٹیلہ پر مقیم ہوا یہہ قلعہ انطاکیہ کے اون دو قلعون مین سے تہا جو کہ
سلطان کے قبضہ مین اسوقت تک نہ آئے تہے یہہ قلعہ انطاکیہ کے دہانہ پر تہا
اور اوس سے بہت ہی قریب تہا اونیسوین ماہ مذکور مین لڑائی کا سلسلہ
نہین چہڑا طرفین اپنی اپنی تیاریون مین مصروف رہے اسلام پناہ سلطان نے
قلعہ کے جنوب اور شمال مین منجنیقین نصب کین اور غربی جانب زنبورات[۲] کو
لگا یا شب یکشنبہ سے گولہ باری۔ سنگ باری ہونے لگی ظہر کا وقت نہ آنے
پایا تہا کہ قلعہ کی شمالی دیوار ٹوٹ گئی مگر نہ ایسی کہ جس سے آدمی بخوبی آ جا سکتا
شام ہوتے ہوتے قلعہ کے جنوبی برج تک سُرنگ تیار ہو گئی مسلامیون نے
حملہ کرکے برج کے اندر داخل ہونے کی کوشش کی لیکن چند عرصہ تک ناکام رہے
اِسوجہ سے کہ سُرنگ کا دروازہ چہوٹا تہا دو آدمی برابر نکل نہ سکتے تہے اور اہل
قلعہ نے یہہ انتظام کر لیا تہا کہ اونمین سے سرنگ کے دروازہ پر ایک شخص مسلح آکر
کہڑا ہو جاتا جب وہ مارا جاتا تو دوسرا اوسکا قایم مقام ہو جاتا دوشنبہ کی شام تک
یہی طریقہ لڑائی کا جاری رہا سہ شنبہ کو تہوڑی دیر کے لئے سنگباری
اور گولہ باری موقوف رہی مگر یہہ سلسلہ قایم رہا تا آنکہ سہ شنبہ کو پہر دن چڑہے
جب یہہ سلسلہ منقطع ہوتا نظر آیا تو ہمارا نامی فاتح بیت المقدس خود بذاتہٖ سُرنگ کے

[۱] دربساک کا قلعہ نہایت ہی مضبوط اور بلند بنا ہوا تہا انطاکیہ سے جانب شمال دس کوس کے فاصلہ پر واقع ہے۔ [۲] زنبور ایک قسم کی توپ ہے جو اوس زمانہ مین استعمال کیجاتی تہی۔

راستے قلعہ کے برج تک پہونچا اور اس تیزی سے اوس نصرانی کو جو کہ سُرنگ کے دروازہ پر کھڑا تہا قتل کرکے اندر داخل ہوگیا کہ دوسرے کو اوسکی قایم مقامی کا موقع ہی نہ ملا۔ سلطان کا قلعہ مین داخل ہونا تہا کہ اسلامی لشکر تکبیرین کہتا ہوا کچھہ تو قلعہ کے شمالی جانب سے اور کچھہ اسی سُرنگ سے داخل ہوگیا۔ اور تہوڑی دیر تک اوس ظلمت گاہ مین اسلامیون کی تلوارین بجلی کیطرح کوندتی رہین آخرالامر عیسائیون نے الامان الامان چلانا شروع کردیا سلطان نے اون کو اِس شرط سے امان دیدی کہ وہ لوگ سوائے اوس لباس کے جو کہ ان کے بدن پر ہے کسی دوسرے اسباب کو ہاتھہ تک نہ لگائین اور کسی قسم کا مال ہمراہ نہ لیجائین۔ چنانچہ کل اہل قلعہ خاک مذلت برسر خالی ہاتھہ قلعہ سے نکلکر انطاکیہ کیطرف چلے گئے اور قلعہ کے شاندار مینار پر خوشنما اسلامی پہریرہ اُوڑا دیا گیا سلطان نے اِس قلعہ کا حاکم علم الدین سلیمان کو مقرر کیا اور خود تیئسوین[۲۳] رجب کو قلعہ بغراس کے طرف روانہ ہوا۔ یہی ایک قلعہ انطاکیہ کے حدود مین اور باقی رہ گیا تہا جو کہ عیسائیون کے قبضہ مین تہا اس کے فتح ہونے کے بعد صرف انطاکیہ بے دست و پا باقی رہتا نظر آتا ہے۔

قلعہ بغراس[۱] انطاکیہ کے اور قلعون کے نسبت نہایت ہی مضبوط بنا ہوا تہا معہذا یہان نصرانیون کی فوج بہی زیادہ رہتی ہتی اونکو اسکی حفاظت زیادہ مدنظر ہتی اسوجہ سے امرا سلطانی نے اس قلعہ کے محاصرہ کرنے اور فتح کرنے مین اپنے نامی سلطان کے رائے سے اختلاف کیا لیکن ہمارے شیرِ دل سلطان نے اون کی اختلاف آرا کیطرف توجہ نہ کیا قبل اسکے کہ وہ قلعہ بغراس پر گولہ باری کرتا یا اوسکے محاصرہ مین سعی کرتا اس نے انطاکیہ کے راستہ کو رُوک دیا ہمکو یاد پڑتا ہے

[۱] بغراس کا قلعہ شام کے شمالی قلعون مین شمار کیا جاتا ہے یہ انطاکیہ سے بہت ہی قریب ہے۔

کہ اس قلعہ پر حملہ کرنے والونکی تعداد چار سو سے ہرگز زاید نہ تھی کل فوج انطاکیہ کے سر پر پڑی ہوئی تھی سلطانی جان نثارون نے گولہ باری سنگ باری شروع کردی لیکن اوس کے بلند دیوارون پر انکا نشان تک نہ پڑتا تھا۔ بایں ہمہ پانچروز تک برابر لڑائی ہوتی رہی چھٹے روز اتفاقاً قلعہ کا دروازہ کہلا اسلامیون نے یہہ سمجھکر کہ شاید نصرانی قلعہ سے نکلکر مقابلہ کرینگے زنبورون کو چھوڑکر تلوارین کہینچ لین لیکن جب غور سے دیکھا تو یہہ معلوم ہوا کہ ایک شخص تن تنہا دور سے کہڑا ہوا امان طلب کر رہا ہے سلطان نے اوسکو حاضر ہونیکی اجازت دی اوس قاصد نے حاضر ہوکر صلح کی گفتگو پیش کی فریقین مین شروط مصالحت وہی قرار پائے جو کہ نصارائے دربساک سے طے ہوئے تھے۔ دوسری شعبان المعظم ۵۸۴ھ کو امان نامہ لکھہ دیا گیا اور اوسکے بلند برجون پر اسلامی پہریرہ اُوڑا دیا گیا۔

بعد اسکے صرف انطاکیہ عیسائیون کے قبضہ مین باقی رہ گیا چونکہ وہ تنہا اپنی حفاظت نکر سکتا تہا اور سلطان نے اوسکی مہم کی تیاری کردی تہی اسوجہ سے اہل انطاکیہ مصالحت کے ملتجی ہوئے سلطان نے اس شرط پر صلح کرلیا کہ اہل انطاکیہ کل مسلمان قیدیون کو آزاد کردین اور یہہ صلح سات یا آٹھ مہینہ تک علی اختلاف القول قائم رہے بعد انقضاء میعاد یا تو اہل انطاکیہ اطاعت قبول کرین یا مقابلہ سے لڑین اس صلحنامہ کے تکمیل کے بعد شعبان کے پہلے ہی ہفتہ مین ہمارا نامی ہیرو بغراس سے روانہ ہوگیا رہوین شعبان کو حلب مین پہونچا **الملک الظاہر** نے بڑے دہوم دہام کی دعوت کی تیسرے روز یہان سے روانہ ہوکر حسب استدعا **تقی الدین عمر** ایک شب قلعہ حماۃ مین رہا دوسرے دن حماۃ سے روانہ ہوکر بعلبک کی سیر کرتا ہوا پہلی

رمضان المبارک کو دمشق مین داخل ہوا اور اسی سفر مین جبکہ سلطان قلعہ حماۃ مین ایک شب کے لئے ٹھہرا تھا تقی الدین عمر کو جبلہ اور لاذقیہ کی حکومت مرحمت فرمائی۔

ناظرین کو یہہ خیال گذر رہا ہوگا کہ اس مرتبہ دمشق مین سلطان کا قیام کم از کم ماہ مبارک رمضان تک ضرور رہے گا کیونکہ اوسکو قدرۃً آرام کے لئے یہہ زمانہ ملگیا ہے لیکن شاید اون کو اس سے آگاہی نہین ہے کہ اس کے نورانی آنکھون مین قلعات کوکب و صفد و کرک کا۔ فرانسیسیون کے قبضہ مین رہنا کانٹا سا کھٹک رہا ہے اوس کے متحمل اور قوی دل کو ان قلعون کا نہ فتح ہونا بعید شاق گزر رہا ہے اوس نے قبل روانگی کسی موقع پر یہہ ضرور فرمایا تھا " العمر قصیر و الاجل غیر مامون وقد بقی بید الفرنج ھذہ الحصون کوکب و صفد و کرک وغیرہ (بلاشبہہ عمر قصیر ہے اور موت غیر مامون ہے اور حال یہہ ہے کہ فرانسیسیون کے قبضہ مین یہہ قلعہ کوکب اور صفد اور کرک باقی ہین") اوس کے اس قول سے آپ لوگ خوب اندازہ کرسکتے ہین کہ اسکو آرام وعیش عزیز نہ تھا بلکہ اس کو مدنظر یہی امر تھا کہ ممالک اسلامیہ کی توسیع ہو جہاد فی سبیل اللہ مین جان تک جائے تو منظور ہے چنانچہ اسی خیال نے اسکو ماہ رمضان مین بھی آرام سے اپنے اہل وعیال کے ساتھہ دمشق مین نہ رہنے دیا تقریباً ماہ صیام کا پہلا عشرہ گزر چکا ہوگا کہ یہہ اپنے جری اور بہادر جان نثارون کو لیکر دمشق سے روانہ ہو کر پندرہوین یا سولہوین ماہ مذکور کو قلعہ صفد پر پہونچگیا باوجودیکہ شدائد سفر اور شبانہ روزی محنت سے اسکی طبیعت جادۂ اعتدال سے منحرف ہو رہی تھی لیکن باینہمہ رات بھر نہ سوتا تھا۔ کبھی تو سپاہیون کے خیمہ کے طرف آتا اور سورۂ جہاد آیتین۔ حدیثین جہاد کی فضیلت کی سُناتا اور کبھی منجنیقون کے نصب کرنے کی تدبیرین بتلاتا تھا اور تمام دن لشکریون کے ساتھہ لڑائی کے

میدان مین جنگ کرتا تہا۔ تقریبًا ایک مہینہ کامل لڑائی کا یہی سلسلہ جاری رہا آخر الامر عیسائی اس طول حصار سے تنگ آکر قلعہ کو بصلح و امان اسلامیون کے سپرد کرکے صور کیجانب چلے گئے۔

انہین دنون جبکہ سلطان بذاتہٖ مہم صفد کے سر کرنے مین مشغول تہا الملک العادل اسکا بہائی بہی کرک پر حملے کر رہا تہا اور کرک کے مضبوط قلعہ کو اپنے توانا بازو سے توڑنا چاہتا ہے مگر عیسائیون نے مجبور ہو کر الملک العادل سے امان طلب کرکے صلح کر لیا اور ساتہہ ہی اوس کے قطعات شوبک و ہرمز اور وسیع وغیرہ کو بہی طوعًا و کرہًا سپرد کر دیا۔ قلعہ کوکب جسکا قایماز نجمی چارون طرف سے محاصرہ کئے ہوئے ہے اوسکا یہہ حال ہے کہ اہل قلعہ اس طویل حصار سے گہبرا رہے ہین غلہ وغیرہ بہی ختم ہوگیا ہے فاقہ کشی کی نوبت پہونچگئی ہے اہل صور نے اہل کوکب کے امداد کے غرض سے جو دو سو مسلح سوارون کو کچہہ غلہ اور رسد لیکر روانہ کیا تہا اونپر یہہ واقعہ گزرا کہ یہہ مسلح سوارون کا جتہا رات بہر تو سفر کرتا تہا اور صبح ہوتے ہی کسی غار مین چہپ جاتا تہا رفتہ رفتہ قلعہ کوکب کے قریب جب پہونچے اور ایک یا دو منزل اور باقی تہی کہ اتفاقًا قایماز نجمی کا ایک سپاہی جو کہ شکار کہیلنے کو گیا تہا ان سوارون مین سے ایک سوار کو مشتبہ سمجہکر گرفتار کر لایا قایماز نجمی نے پہلے تو اسکو دم دلاسا دیا جب اس نے اپنے راز کو ظاہر نہ کیا تو کسیقدر تہدید سے کام لیا۔ چور کا دل ہوتا ہی کتنا ہے اوس عیسائی سوار نے کل قصّہ بتلا دیا قایماز نجمی اسیوقت چند سوارون کو لیکر موت کیطرح اون کے سر و نپر پہونچگیا اور ایک دم مین سبکو فنا کر دیا اس واقعہ کے بعد ہی سلطان بہی صفد سے روانہ ہو کر کوکب پر آ پہونچا عیسائیون کو اس کے آنے سے سخت خطرہ کا سامنا ہوا تاہم اونہون نے دو ایک مقابلے کئے مگر آخر الامر مجبور ہو کر نصف ذیقعدہ کو امان طلب کرکے قلعہ اسلامیون کے سپرد کر دیا اور خود بحال پریشان

خاک مذلت بر سر صور کیطرف روانہ ہوگئے۔ یہہ قلعہ وہ ہے کہ جسکو عربی موسخ عنقا سے تشبیہہ دیتے ہین یہہ بہت بلند مقام پر بنا ہوا تہا اسکے فتح کے ایکہفتہ کے بعد سلطان اپنے تجربہ کار سپہ سالار قایماز نجمی کو یہین چہوڑکر منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا آٹہوین ذیحجہ ۵۸۴ھ کو بیت المقدس مین پہونچا اور عید الضحیٰ کی نماز پڑہکر گیارہوین ذیحجہ کو عکا کیطرف روانہ ہوا اور تا اختتام سنہ مذکور وہین مقیم رہا۔ ماہ محرم ۵۸۵ھ کے کسی تاریخ مین سلطان نے بعد ترتیب و اصلاح امور سیاست عکا کی حکومت سے امیر بہاء الدین قراقوش کو سرفراز فرمایا اور اس کے شہر پناہ بنانے کا حکم دیکر خود دمشق کیطرف روانہ ہوا۔ پہلی صفر سنہ مذکور سے تیسری ربیع الاول تک دمشق ہی مین مقیم رہا۔

چوتہی ربیع الاول کو بمقام شقیف[1] ارلون پر حملہ کرنے کی غرض سے دمشق سے روانہ ہوکر مقام مرج برغوث مین بانتظار اجتماع عساکر اسلامیہ گیارہوین ماہ مذکور تک مقیم رہا۔ اور بارہوین تاریخ کو اس مقام سے کوچ کرکے بانیاس ہوتا ہوا سترہوین ماہ مذکور کو مرج عیون مین جا اوترا۔

مرج عیون اور شقیف ارلون مین کچہہ زیادہ فاصلہ نہ تہا ہان اسقدر مسافت ضرور تہی کہ روزانہ آدمی آجا سکتا تہا۔ موجودہ اسلامی لشکر کی مستعدی اور آنیوالے مجاہدین کی کثرت سنے والی شقیف ارلون کو چونکہ ایک تجربہ کار جہان دیدہ آدمی تہا اس امر پر آمادہ کردیا کہ ایک روز وہ تن تنہا سلطان کے خدمت مین حاضر ہوا اور تملق و چاپلوسی سے کہنے لگا کہ آپنے اسقدر زحمت کیون گوارا فرمائی مین آپکا مطیع ہون آپ کے احسانات عمیم کا اعتراف کرتا ہون مجہکو اس امر کا خوف و اندیشہ ہے

[1] شقیف ایک مقام کا نام ہے ارلون کیطرف جو کہ ایک آدمی کا نام تہا مضاف کردیا گیا یہہ مقام بانیاس کے قریب ایک پہاڑ پر واقع ہے قلعہ اسکا نہایت مستحکم اور محفوظ ہے۔

کہ کہین مرکیش اس مراسم سے جوکہ میرے اور آپکے درمیان مین ہین واقف نہ ہوجائے اور یہہ میرے اہل وعیال تک تکلیف کے پہونچنے کا باعث ہو اسوجہ سے مین آپ سے تین ۳ مہینہ کی مہلت چاہتا ہون اس اثنا مین اپنے اہل وعیال کو مین صور سے لے آونگا اُسوقت بخوشی وطیب خاطر قلعہ آپکے سپرد کردونگا اور مین معہ اپنے اہل وعیال کے آپ ہی کے خدمت مین رہونگا۔ جو آپ مرحمت فرمائینگے مین اوسی پر قانع رہونگا" سُلطان ایک سچا پکا صاف دل کا مسلمان تھا اوسکو اِن چالون سے کیا واقفیت ہتی وہ صاحب شقیف کے ان بہولی بہولی باتون مین آگیا اور باہم یہہ امر طے کرلیا کہ والی شقیف ماہ جمادی الثانی تک خود مختار رہیگا بعد ازان اسلامیون کا مطیع ہوجائیگا اور یہہ ایک باجگذار ریاست سمجھی جائیگی سلطان بانتظار انقضاء وعدہ والی شقیف مرج عیون ہی مین مقیم رہا اور اسی اثنا مین صاحب انطاکیہ کی مدت صلح منقضی ہونے کی وجہ سے تقی الدین عمر کو معہ مشرقی فوج کے حدود انطاکیہ کیطرف مجبورانہ بہیجدیا۔ اِسکے بعد یہہ خبر مشہور ہوئی کہ کل وہ ناحق شناس نصرانی جوکہ مختلف لڑائیون مین متعدد مقامات سے گرفتار ہوہو کر آزاد کردیے گئے تھے صور سے مجتمع ہوکر نکلے ہین اور بلاد اسلامیہ کا قصد رکھتے ہین سلطان کو اس خبر سے جسقدر تردد پیدا ہوا ہوگا اسکا آپ لوگ ضرور اندازہ کرسکتے ہین کہ اسکے دل پر اس خبر سے کتنا بڑا اثر پڑسکتا ہے جس نے عیش وآرام کو چہوڑ کر ممالک اسلامیہ کے توسیع مین عرق ریزی اور شب وروز کی لڑائی سے کام لیا ہو اور حالت ایسی نازک پیدا ہوگئی ہو کہ اگر وہ صور کیجانب بڑہتا ہے تو صاحب شقیف کی بدعہدی کا اندیشہ ہے اور اگر صور والونکے جلوگیری نہین کیجاتی ہے تو آیندہ بہت بڑے نقصانات کا سامنا نظر آتا ہے سلطان ہی ایسے مستقل مزاج آدمی کی ایسے وقتمین ضرورت ہتی اوس نے اِن پیچیدہ معاملات مین مبتلا ہونے پر بہی صاحب شقیف کو در خانہ تک پہونچا ہی دیا۔

تین روز مدت معینہ کو اور باقی تھے کہ والی شقیف سلطان کیخدمت مین حاضر ہوا
اور پہر تملق و چاپلاکی سے مدت بڑہانے کی کوشش کی لیکن وہ سلطان کے نزدیک
مشتبہ ہوگیا تہا اسوجہ سے فوراً گرفتار کر لیا گیا اور شقیف کی سپردگی کا حکم صادر
کیا گیا پہلے تو والی شقیف کچہہ حیلہ و حوالہ کرتا رہا مگر آخر آخر ایک قسیس کو بلا کر اہل
شقیف کے پاس بہیجا شقیف والون نے اطاعت سے انکار کیا اور مقابلہ پر آمادہ
ہوئے سلطان نے اسکو تو قید ہوین رجب سنہ مذکور یوم دوشنبہ کو دمشق کیطرف
روانہ کر دیا اور شقیف کے محاصرہ کا حکم دیکر یزک اسلامیہ کے اطلاع دینے پر خود مرج عیون
سے صور کیجانب بڑہا مگر اتفاق کچہہ ایسا ہوا کہ اسکے پہونچنے سے کچہہ دنون پہلے
صور کی عیسائی فوج سے اسلامی یزک کا مقابلہ ہوگیا جسوقتکہ عیسائی فوجین صور سے
نکلکر صیدا کیطرف جارہی ہتین اسلامی سوار گو تہوڑے تہے لیکن انکی ہمت و مردانگی
نے نصرانیون کو صرف آگے ہی نہین بڑہنے دیا بلکہ نصرانیون کو بہت بڑے نقصان کے
ساتہہ پسپا کر دیا اور صور کیطرف لوٹ جانے پر مجبور کر دیا اس واقعہ مین عیسائی
بہت مارے گئے اور ایک کثیر تعداد گرفتار کر لئے گئے اور اسلامیون مین سے صرف
سلطان کا مملوک ایبک آخرش نامی شہید ہوا۔ اس واقعہ کے بعد سلطان
اسلامی یزک مین پہونچا اور باستظار انتقام ایک چہوٹے سے خیمہ مین مقیم ہوا۔ نوین
جمادی الاول ۵۸۵ھ مین یہہ حادثہ پیش آیا کہ سلطان دستور کے موافق
تہوڑے سے سوار لیکر موقع کے دیکہنے کے غرض سے ایک پہاڑی پر چڑہ گیا جہان سے
نصرانیون کے خیمہ دکہائی دیتے تہے مجاہدین عرب و عجم یہہ سمجہکر کہ سلطان لڑائی کے
قصد سے جارہا ہے مسلح ہوکر دوسرے راستہ سے سلطان کے بعد روانہ ہوئے
سلطان تو پیچہے رہ گیا اور یہہ گروہ رفتہ رفتہ نصرانیون کے قریب پہونچ گیا سلطان
نے چند امراء کو ان پُرجوش مجاہدین کے پاس اس غرض سے بہیجا کہ وہ انکو لوٹا لائین

لیکن ایک تو تشنگی اور دوسرے شہادت وغزا کے جوش نے انکو لیٹنے نہ دیا پہلے تو عیسائیون کو انکی جرأت سے یہہ خیال پیدا ہوا کہ شاید انکے پیچھے کمین مین کچھ لوگ چھپے ضرور ہونگے لیکن جب انکو حقیقت حال سے آگاہی ہوئی تو دفعتہً بلائے ناگہانی کیطرح ٹوٹ پڑے فریقین مین لڑائی ہونے لگی سلطان بھی آن واحد مین پہاڑی سے اوترکر بقیہ لشکر کو ہمراہ لیکر نصرانیون کے اوس راستہ کو روک لیا جس راہ سے یہہ صور مین جانے والے تھے پہلے حملہ مین اسلامی بہ نسبت نصرانیون کے زیادہ کام آئے مگر جسوقت سلطان پہونچگیا اوسوقت عیسائی اسقدر بدحواس ہوگئے کہ آپس کے آدمیون کو نہ پہچان سکے موہنہ کے بل ایک دوسرے پر گرنے لگے نہایت پریشانی کیحالت مین خائب وخاسر گرتے پڑتے صور کیطرف لوٹے اور رہا راجری سلطان معہ اسلامی گروہ کے تقبنین اور عکا کی سیر کرتا ہوا اپنے کیمپ مین پہونچگیا۔

عیسائی دنیا کی یورش اور سلطان کا مجاہدہ

پادری بیت المقدس چہر ایکی غرض سے ایک نئی چال چلے

سلطان صلاح الدین اعظم کے احسانات ایسے نہ تھے کہ جسکو عیسائی دنیا نقش برآب سمجھکر فراموش کرجاتی اور اوس کے برخلاف ہتھیار اوٹھانے کی جرأت کرتی مگر یہہ کام اسی کا تہا کہ اوس سے منتین۔ خوشامدین کرکے قسمین کہا کرگئے اور پہر اوسی کے مقابلہ مین لڑنے کو آئے۔ اوس کے احسانات کا یہی بدلہ تہا؟ اوسکی مروت کا یہی بُرا نتیجہ تہا؟ یورپ کے تمام عیسائیون نے اوسکے برخلاف ہتھیار اوٹھایا یروشلیم کے چہوڑانے پر آمادہ ہوئے اور ایک عام خونریزی کے باعث ہوئے۔ یہہ تیسرا کروسیڈ کل کروسیڈون سے (جوکہ اس سے پہلے یا بعد کو ہوئے ہین) مشہور وممتاز ہے کیونکہ اس کروسیڈ مین کل اول درجہ کے خود مختار رئیس اور سلاطین یورپ شریک ہوئے تھے اور اپنی وسعت سے زیادہ غلہ۔ فوج۔ روپیہ۔ سامان جنگ فراہم کیا تہا۔ پادری شہر بشہر

ماتمی کپڑے پہنے ہوے برہنہ پا ایک ہاتہہ مین انجیل اور دوسرے ہاتہہ مین ایسی تصویرین لئے پہرتے تہے جسمین مسیح کے قبر عربی گہوڑے سمون سے روندرہے تہے اور محمدؐ نے مسیح کے چہرے کو زخمی کردیا تہا۔ یروسلیم کی بربادی اور اوس کے بادشاہ کی تباہی اور مسیح کی کواریون کی خواری کے مصنوعی قصّے گیت مین نوحے کیطرح گاتے جاتے تہے۔ علاوہ برین اسی قسم کے خرافات افسانے اور من مانے گہڑے ہوئے قصے عیسائی دنیا مین بیان کئے جاتے اور سلطان صلاح الدین کے برخلاف ہتہیار اوٹہانے اور دنیاء اسلام کے نیست و نابود کردینے پر آمادہ کئے جاتے تہے ان تدبیرون سے عیسائی دنیا مین ایک ایسا جوش پیدا ہوا اور دفعتہً ایسی تبدیلی ہوگئی کہ عیسائی والیان ملک اپنے ممالک کی مصیبتین بہول گئے کہنے والون نے کہنے کا غم فراموش کردیا اور سب کے سب پہر اوٹہہ کہڑے ہوئے۔

صلاح الدین ٹیکس

اس مقدس لڑائی کے لئے بیشمار روپیون کی ضرورت تہی اسوجہ سے ایک خاص کمیٹی مین یہہ فیصل ہوا کہ جو عیسائی بذاتہ لڑائی مین نہ شریک ہوسکے وہ اپنے ہر قسم کی جایداد کا دسوان حصہ خرچ کے واسطے دے۔ انگریزی مورخون نے اسکو صلاح الدین ٹیکس کے نام سے مشہور کیا ہے۔ یہہ ٹیکس انگلستان اور فرانس مین وصول کیا گیا۔ اس ٹیکس کے نہ دینے والیکو وہ مذہب اور قوم سے خارج کردیتے تہے۔ ولیم ارچ بشپ آف ٹائر ہی نے انگلستان اور فرانس کو باہم ملایا اور اونکو صلیب لینے پر آمادہ کیا بعدہ کروسیڈ کا وعظ کہتا ہوا فرانس سے جرمنی کو گیا اور شہنشاہ جرمنی کو بہی اس لڑائی مین شریک کرلیا۔

شاہ جرمنی کا خط اور اوسکا جواب

سب سے پہلے شہنشاہ جرمنی نے سلطان کو خط اس مضمون کا لکہا کہ "چونکہ آپ نے مقدس زمین کو ایک مجرمانہ دلیری سے ناپاک کیا ہے۔ لہذا ہم باختیارات شاہنشاہ دایمی آپ کو بارہ ماہ کی مہلت اس سرزمین کے خالی کرنے کو دیتے ہین

مناسب ہوگا کہ آپ عیسائیون کا ملک چہوڑ دین ورنہ آپکے برخلاف جنگ کیا جائیگا"

سلطان نے بہی اسکا جواب دندان شکن دیا اور یہہ لکہا کہ "عیسائی اگر اپنی خیریت چاہتے ہین تو دو چار شہر جو ان کے قبضہ مین باقی ہین اُسکو بہی وہ چہوڑ کر چلے جائین ورنہ وہ بہی ہماری شمشیر خون آشام کے نذر ہونگے"

جرمنی کی روانگی عیسائیونکا عکا پر جمع ہونا

شہنشاہ جرمنی یہہ خط پاتے ہی ایک لاکہہ فوج لیکر روانہ ہوا۔ اور ہنگری و بلگیریا کو عبور کرتا ہوا آگے بڑہا۔ انگلستان اور فرانس کے بادشاہ بہی اپنی اپنی مستعد فوجین لیکر براہ دریا روانہ ہوئے۔ صور والے عیسائی بہی (جنپر مرکیش (کانرڈ) حکومت کر رہا تہا اور ان دلون گوئی بادشاہ یروشلم بہی وہین تہا) یورپ کے کروسیڈرون کی آمد سنکر آٹہوین رجب ۵۸۵ھ کو اپنے مرکز سے نکلکر عکا کیطرف بڑہے۔ اس خیال سے کہ یورپ کی بیشمار فوجین جو بیت المقدس کے چہڑانیکے واسطے روانہ ہوئین ہین وہ بہی بحیرہ روم مقام عکا مین اوترینگی۔ اور قدرتی طور پر وہ ہمارے معاون ہوجائینگی۔ چنانچہ رچرڈ شاہ انگلستان اور فلپ شاہ فرانس کے پہونچنے سے پہلے جینوا۔ وینس۔ پیسا اور صوبجات اٹلی کی فوجین اور صور کے عیسائی اَسّی ہزار کے قریب عکا کے محاصرہ مین جمع ہوچکی ہین۔

سلطان ان دلون جبکہ یورپ کے دماغ مین کروسیڈ کا جنون عام ہو رہا تہا اپنے فتوحات کے وسعت اور ساحل شامی سے عیسائیون کے نکالنے مین مصروف تہا جسوقت اسکو یہہ خبر پہونچی پہلے تو اسکو ضرور یہہ خیال پیدا ہوا کہ شاید شقیف سے مسلمانون کے ہٹانے کے غرض سے صور والے عیسائیون نے یہہ اجتماع کیا ہو۔ مگر بارہوین رجب کو جب متعدد جاسوسون نے یورپ سے کثیر التعداد عیسائیون کی آمد اور عکا کے محاصرہ مین اونکے شریک ہونیکی کیفیت

سُنائی تو اوس نے اپنی روانگی سے پہلے اسلامی فوجون کو طلبی کے خطوط لکہے اور شقیف
کے محاصرہ مین ہتوڑی فوج چہوڑ کر کل لشکر کو عکا کیطرف روانہ ہونے کا حکم دیا
اور نہایت تیزی سے طبریہ کے راہ سے اپنے لشکر کو لئے ہوئے عکا مین پہونچکر عیسائی
محاصرین کو گہیر لیا۔ اسلامی سردارون مین سے تقی الدین عمر والی حماۃ اور
مظفر الدین ابن زین الدین والی حران بہی پہونچگئے۔

مسلمانون کے لشکر کا قلب تل کیسان پر تہا جسمین سلطان کا خیمہ بہی تہا
اور اوسکا میمنہ تل عیاضیہ پر اور میسرہ نہر حلو کے کنارے اور ساقہ صفوریا تک پہیلا
ہوا تہا اور نصرانیون کے کل لشکر کا کمانڈر انچیف شاہ فرانس تہا اسکا خیمہ تل مصلبین مین
نصب کیا گیا تہا اور باقی لشکر کل شہر کو اسطرحسے گہیرے ہوئے تہا جسطرح سے کہ
دائرہ مرکز کے نقطہ کو محیط ہوتا ہے۔ دریا کا رستہ بالکل رکا ہوا تہا اسلامیون کی
ایک کشتی بہی صحیح سلامت آجا نہ سکتی تہی۔

عکا کی لڑائی کا سلسلہ

تیسویں رجب تک تو معمولی لڑائیان ہوتی رہین جسمین سے اکثر غیر مشہور
اور بعض بعض معروف آدمی بہی کام آئے تہے لیکن پہلی شعبان ۵۸۵ھ کو بعد نماز
جمعہ بہت بڑی لڑائی کا سلسلہ شروع ہوا شام تک برابر کی لڑائی ہوتی رہی
رات آجانے سے لڑائی موقوف ہوگئی لیکن طرفین نے مسلح جاگ کر صبح کیا۔ دوسری
شعبان ۵۸۵ھ یوم شنبہ کو اچہی طرحسے صبح بہی ہونے پائی تہی کہ لڑائی چہڑ گئی
کبہی دو قدم اسلامی لشکر پیچہے ہٹ آتا تہا اور کبہی دس قدم بڑہکر نصرانیونکو
اونکے خیمون تک پہونچا دیتا تہا صبح سے ظہر تک تو لڑائی کا یہی نقشہ رہا۔
ظہر کے وقت تقی الدین عمر نے میمنہ کو لیکر عکا کے شمالی جانب سے ایسا قوی
حملہ کیا کہ عیسائی فوج کو پسپا کرکے اونکے مورچون پر آپ قابض ہوگیا اور پہر
دوبارہ اس تیزی سے حملہ کیا کہ اونکو جواب دینے تک کی مہلت نہ دی اور انکا

وہ حصار جو کہ عکا مین آنے جانے سے مانع ہتا توڑ ڈالا اور ایک گروہ کثیر کو مار ڈالا بعدہ
لڑائی کا بازار سرد ہو گیا اور قلعہ کا دروازہ کہل گیا۔ سلطان معہ چند امرا کے
ظہر کیوقت عکا مین داخل ہوا اور شہر پناہ کے فصیلون سے عیسائی فوج کی کثرت کو
غور کی آنکہون سے ملاحظہ کیا اور نہایت ہوشیاری سے ہر ایک امر کے انتظام مین
مصروف ہوا شہر اور بیرونی لشکر کا ردوبدل کر دیا سلطان کے خادمین یون کا یہہ
بیان ہے کہ اوس نے جمعہ کے روز سے یکشنبہ تک بوجہ مشغولیت و فرط اہتمام
مطلقاً کچہہ نہین کہایا تہا۔ عکا مین جدید داخل ہونیوالون مین سے حسام الدین
ابو الہیجا تہا جو کہ بسطانت اور دلیری مین اُن دنون بینظیر ہو رہا تہا۔

ماہرین فن جنگ کا یہہ بیان ہے کہ اس واقعہ کے بعد اگر اسلامی لشکر
زیادہ سے زیادہ شام ہی تک لڑتا رہتا تو بے شبہہ فایز المرام ہو جاتا اور
نصرانیون کو شکست فاش ہو جاتی مگر مشیت ایزدی بالفعل اس کے
خلاف ہتی اسلامی لشکر کا اس کامیابی کے بعد کسیقدر جوش کم ہو گیا اور نصرانیون
مین تو مقابلہ کا دم ہی نرہا محصور مسلمان شہر کے اندر سے نکلکر اور بیرونی لشکر
باہر سے عیسائیون پر حملہ آور ہوتا تہا اور عیسائی فوجین مدافعت کے سوا اپنے
مورچے سے نکلکر حملہ نہ کرتی ہتی تا آنکہ اسی رنگ و ڈہنگ مین تقریباً ایکہفتہ گزر گیا
آٹہوین شعبان یوم جمعہ کو عیسائی اپنے خیمون سے نکلے اور صفوف مرتب کرکے
اسلامیون کے مورچہ کیطرف بڑہے اسلامیون نے بہی تلوارین کہینچ لین نیزہ
سنبہال لئے اور لپنے آنے والے حریف کا شمشیر اور نیزون سے استقبال کیا
سلطان نے اپنے لشکر کو اس خوبی سے لڑایا اور ایسا قوی و معقول حملہ کیا
کہ عیسائیون کو باوجود فراخی زمین بہاگنے کو کافی نہ ہوتی ہتی جو اون مین
سے صحیح و سالم تہے وہ زخمی ہو کر خاک پر گرتے تہے اور جنگی روحین پرواز

کر گئی ہتین وہ پامال ہو رہے تھے اسلامی بہادرون نے اون عیسائیون کو
جو اپنی بدقسمتی سے انکے تیز تلوارون کے نذر نہ ہونے پائے تھے اونکو مارتے
مارتے خیمون تک پہونچا دیا اسکے بعد اگرچہ عیسائی فوجین اسلامیون کے
حملون کا جواب دیتی رہین مگر اون مین ایک ہل چل سی مچگئی آپسمین مشورہ
ہونے لگا بڑے بڑے تجربہ کار عیسائی جنرل اپنی ناکامیون سے متعجب ہو کر کہہ رہے
تھے کہ "اسلامی لشکر ابہی پورا اس مہم مین نہین آیا اکثر اور زیادہ حصّہ اس کا
حدود انطاکیہ وحمص وطرابلس مین پڑا ہوا ہے اور لشکر مصری۔ دمیاط۔
واسکندریہ کے حدود کی حفاظت کر رہا ہے یہہ حدود دے چند۔ تو یہہ غضب
ڈہا رہے ہین اگر وہ بہی انہین آکر ملجائینگے تو کیا کچہہ آفت برپا نہ ہو گی
تہوڑی دیر کے مشورے کے بعد یہہ رائے قرار پائی کہ کل صبح سے پہلے سبکے
سب دفعتہً مسلمانون پر غفلت کی حالت مین حملہ کرین اور قسمت کے آخری
فیصلہ کو دیکہین۔ حاضرین نے اس رائے سے اتفاق کیا اور اپنے اپنے
خیمون مین واپس آئے۔ صبح ہوتے ہی شاہ فرانس نے صلیبی لشکر کو مرتب کیا
اور خود قلب فوج مین پوری فوج کا کمان کرتا ہوا اپنے ہاتہہ مین صلیبی نشان
لئے ہوئے آگے بڑہا۔ اور اسکے آگے آگے چار پادری اطلس کے غلافون مین انجیل کو
لپیٹے ہوئے لیچلے۔ یہہ تو اس انتظام وشان سے نکلے اور اسلامیون کا یہہ حال تہا
کہ وہ اطمینان سے بعض تو اپنے دوستون سے ملنے گئے تہے اور بعض کسی ضروری
حاجت کے رفع کرنے کے غرض سے خیمون سے نکلکر ادہر اودہر چلے گئے تہے ادہر کچہہ
لشکری پہرہ پر تہے اور اکثر خیمون مین بیٹہے ہوئے چار نوشی کر رہے تہے کہ اسی
اثنا مین نصرانیون کا ٹڈی دل لشکر سامنے سے آتا دکہائی دیا سلطان نے
اپنے لشکر کو تیاری کا حکم دیا۔ اور بیں تیزی و ہوشیاری سے اپنی فوج کو مرتب کیا کہ

عیسائی فوجین دس قدم بہی آگے نہ بڑہنے پائی تہین کہ اسلامی لشکر خیمون سے مرتب و مسلح نکلکر مقابلہ پر آگیا۔ اسلامی فوج کے میمنہ کا کمانڈر تقی الدین عمر تہا اور میسرہ کا افسر سیف الدین یازکج اور قلب کا کمان فقیہہ عیسیٰ کے قبضہ مین تہا میمنہ مین موصلیون کی فوج تہی اور قلب اور میمنہ کے قلب مین دیار بکر و جزیرہ کا لشکر تہا اور سلطان صفوف لشکر مین پہر رہا تہا لوگون کو جہاد کی ترغیب دے رہا تہا ایک مقام پر اسکا قیام نہ تہا کبہی میمنہ والون سے مخاطب ہوکر باتین کرتا تہا گاہے میسرہ کے بلکہ آخری حصّہ مین جہاد کی فضیلت بیان کرتا نظر آتا تہا۔ ایک فرانسیسی مورخ تحریر کرتا ہے کہ سلطان نے اپنی فوج کو کمال ہوشیاری سے مرتب کیا تہا اور عیسائیون کو اس طرح گہیر لیا تہا کہ اگر عیسائی شکست کہاجاتے تو اون کے واپس ہونے کی کوئی صورت نہ تہی۔

عیسائی فوج کے میسرہ نے اسلامی میمنہ پر حملہ کیا تقی الدین عمر جو کہ میمنہ کا کمان افسر اور دریا کیطرف تہا وہ آگے بڑہا اور کمال مردانگی سے لڑتا رہا۔ سلطان نے قلب کی ایک کمپنی سے اوسکی امداد کی اسوجہ سے قلب کسیقدر ضعیف ہوگیا اور وہ میمنہ کیطرف پہر گیا۔ عیسائیون نے یہہ موقع مناسب دیکہکر پے درپے حملے شروع کردئے اور لشکر دیار بکر پر جا پڑے قطب الدین ابن نور الدین نے جو کہ انکا کمانڈر تہا اوس نے اپنی فوج آگے بڑہائی یہہ دوچار ہاتہہ تو اچہے لڑے لیکن معلوم نہین کہ کس وجہ سے لشکر بے قابو ہوگیا اور ایسے پسپا ہوکر بہاگے کہ بعض ایکن سے اقحوانہ سے گزر کر طبریہ کے پُل کو عبور کرگئے اور بعضون کی نسبت تو یہہ مشہور ہے کہ اونہون نے دمشق ہی مین پہونچکر دم لیا۔ دشمن نے اونکا تعاقب تل عیافیتہ تک کیا جب یہہ لوگ پہاڑ پر چڑہ گئے تو وہ واپس ہوکر سلطانی خیمہ کے قریب پہونچگئے اور تہوڑی دیر تک خونریزی کا بازار بہت زور شور سے گرم رہا لوٹتے ہوئے

وہ اسلامی کیمپ کے بازار کیطرف اے اور بازار و بازاریون کے قتل و غارت
مین مصروف ہوگئے۔ اسی اثنا مین سلطان نے اپنے پریشان لشکر کو مجتمع اور
مرتب کرلیا اور بڑہ کر ٹیلہ کے نیچے آکھڑا ہوا اور عیسائی فوج کے سلسلہ کو کاٹ دیا
اور اونپر شدید حملہ کرکے پیچھے ہٹا دیا عیسائی فوج نے جب یہہ رنگ دیکھا تو وہ
ٹیلہ سے اوترنے لگی سلطان نے اونپر حملے شروع کردیئے وہ اس فوری رنگ
بدلنے سے ایسا حواس باختہ ہوئے کہ ایک کو دوسرے کی خبر نہ ہی گرتے پڑتے
اپنے خیمون مین جا گہسے مسلمانون کا اونکا پیچھا وہان تک بہی نہ چھوڑا برابر
انکو مارتے رہے جب تک کہ وہ نہ تہکے واپس نہوے۔ لڑائی کا میدان عیسائی
مقتولون کی لاشون سے بہر گیا۔ علاوہ اون کے جو کہ سمندر مین غرق ہوگئے
یا زخمون سے نیم جان ہو رہے تہے دس ہزار عیسائی اس لڑائی مین کام آئے
ایک جم غفیر کو جو کہ سلطانی خیمہ کیطرف چلے گئے تہے اونکو قید کرلیا منجملہ اونکے
تین عورتین بہی تہین جو کہ بلباس مردانہ میدان کارزار مین آئی تہین اور
اسلامی لشکر کے مشہور امرا سے ظہیر الدین والی بیت المقدس اور امیر مجلی
بن مردان اور شیخ جمال الدین ابو علی ابن رواحہ وغیرہم اور تقریباً ڈیڑہ سو
سپاہی شہید ہوئے عیسائیون کو تو یہہ نصیب ہی نہوا کہ وہ مسلمانون کی
غنیمت لیکر اپنے خیمہ تک پہونچتے مگر اسلامی لشکر کو جو نقصان مالی پہونچا اوسکی وجہ
یہہ بیان کیجاتی ہے کہ جسوقت عیسائی فوجین حملہ کرکے خیمون تک پہونچگئین تہین
اسوقت انکے محافظین نے بہاگتے ہوئے خیمون سے جو کچہہ ہاتہہ لگا تہا لے بہاگے تہے۔
یہہ سلطان ہی کے استقلال کا کام تہا کہ اوس نے عیسائی کی فتح کو بہت جلد
شکست سے بدل دیا اور مسلمانون کی بگڑی ہوئی حالت جنگ کو ایسا درست
کردیا کہ جسکی امید نہ تہی منتشر اور بہاگتی ہوئی فوج کو جمع کرنا اور پہر ایک فتحمند

فوج پر حملہ کرکے اونکو سخت ہزیمت دینا کا رے دارد کا مضمون ہے۔ اس واقعہ کی تصدیق انگریزی اور فرانسیسی مورخ[۱] کرتے ہین۔

سلطان کی علالت اور خروبہ کی روانگی

اس واقعہ کے بعد عیسائیون مین یہہ طاقت باقی نہ رہی کہ وہ مسلمانون کیطرف رخ کرین اونسے ہم نبرد ہونے کو میدان مین آئین اور عفونت ہوا کیوجہ سے سلطان علیل ہوگیا امراء اور رؤساء لشکر کی یہہ راے ہوی کہ بالفعل صلیبی لشکر کو بحالہ چہوڑ کر مقام تبدیل کر دینا چاہیے اس اثنا مین اگر وہ چلے گئے تو فبہا ورنہ بعد اصلاح مزاج پہر وہی لڑائی کا میدان ہوگا اور ہم ہونگے۔ اطبا نے بہی اس راے سے اتفاق کیا۔ چوتہی رمضان کو سلطان نے اہل عکا کو اپنی روانگی سے مطلع کیا اور اس مقام سے خروبہ کے جانب روانگی کا حکم دیا۔

عیسائیون نے پہر عکا کا محاصرہ کرلیا

سلطان کے روانگی کے بعد صلیبی لشکر کو بہت بڑا اطمینان ملگیا اور وہ عکا کے چارون طرف پہر پہیل گیا اور عکا کی مضبوط اور مستحکم پہاڑیون اور مقامات کو آپسمین تقسیم کرلیا اور خیمے نصب کرلئے۔ اور اپنے گرد گہری گہری خندقین کہودنی شروع کردین مناسب موقعون پر دمدمے اور مورچہ قایم کرلئے اسلامی یزک کے ذریعہ سے سلطان کو ان حالات سے اطلاع ہوتی رہی مگر وہ علالت کیوجہ سے جب کبہی کوئی عیسائی فوج محاصر عکا کے مقابلہ پر تحریک کرتا تہا

---

[۱] ایک مورخ فرانسیسی مسلمانون کی ہزیمت اور کامیابی کا حال یون تحریر کرتا ہے کہ صلاح الدین۔ لڑائی کے میدان مین اکیلا رہ گیا اور کئی بار سخت خطرہ مین پڑگیا وہ تو چند وفادار نوکرون کو لیے ہوے اپنی منتشر فوج کو جمع کر رہا تہا اور آخرکار وہ اپنے اس ارادے مین کامیاب ہوگیا جب اسکو سہارے کے اسباب ملگئے تو وہ مشہور اور ممتاز سرگرمی کے ساتہہ لڑائی کے لئے متوجہ ہوا اور عیسائی فوج پر برق کیطرح ٹوٹ پڑا۔ اور اونکی فتح کو پریشان اور تتر بتر کرکے اون کو سنبہلنے تک کی مہلت نہ دی اور نہایت تیزی سے اوسنے عیسائی فوج کے ہر ایک حصہ کو شکست فاش دی۔

تو اکثر سلطان خاموش ہوجاتا تھا اور گاہے صاف صاف یہہ کہہ دیتا تھا۔
"اذا لم احضر معہم لا یفعلون شیئاً و ربما کان من التاخر ضعف ما نرجوہ من الخیر" یعنی جب مین انکے ساتھہ نہ رہونگا تو یہہ کچھہ نکرینگے اور اکثر یہی ہوگا کہ جس بہتری کی امید ہم کرینگے اوس سے دوچند نقصان ہوجائیگا
علالت کی حالت مین اوسنے اطراف وجوانب کے امرا کو طلبی کے خطوط لکھے
دربار بغداد کو بھی اس واقعہ اور عیسائیون کی مستعدی سے مطلع کیا۔
پندرہوین شوال کو خشکی کے راہ سے الملک العادل سیف الدین ابو بکر بن ایوب مصری لشکر ہمراہ لئے ہوئے مع آلات حصار وحرب مقام خروبہ مین اسوقت داخل ہوا جبکہ سلطان کا مزاج صحیح ہوچلا تھا اور براہ دریا امیر البحر حسام الدین لولو نے مصری جنگی جہازون کا بیڑہ عکا مین پہونچا دیا
ماہ محرم ۵۸۶ھ مین سلطان بالکل تندرست و توانا ہوگیا اور صفر کی کسی تاریخ مین شکار کھیلنے کی غرض سے اپنے کیمپ سے باہر نکل گیا عیسائی فوج نے موقع مناسب دیکھہ کر عصر کیوقت اسلامی یزک پر حملہ کردیا پہلے تو تیر باری ہوتی رہی جب موقع اسکا نرہا تو تلوارون نیزون سے ایک دوسرے پر حملہ کرنے لگے مسلمانون نے باوجود قلت جماعت کمال استقلال و مردانگی سے مقابلہ کیا پھر رات گئے تک لڑائی کا سلسلہ جاری رہا اس واقعہ کی اطلاع سلطان کو شکارگاہ سے واپس آنے کے بعد ہوئی اوس نے اسکے دوسرے ہی روز خروبہ سے کوچ کردیا اور عکا کے قریب پہونچکر ٹیلہ کیسان پر مقیم ہوا اور بدستور عیسائیون سے جدال وقتال مین مصروف ہوگیا۔

یوم یکشنبہ پندرہوین ربیع الاول ۵۸۶ھ کو اہل شقیف نے جسکا تذکرہ ہم پیشتر کر آئے ہین امان طلب کی اور بخوشی خاطر شقیف چھوڑ کر صور کے

طرف چلے گئے۔

بیسوین ربیع الاول ۵۸۶ھ کو عیسائیون نے لکڑیون کے تین برج ساٹہہ ساٹہہ گز کے لمبے بنائے اور ہر برج مین پانچ پانچ طبقہ قائم کئے اور ہر طبقہ مین ایک کافی تعداد الات حرب اور لشکریون کی رکہا۔ اور ان برجون کو ایسی روغنون سے رنگ دیا کہ اونکو نہ آگ جلاسکتی ہتی اور نہ اونپر آتشباری کا کچہہ اثر پڑ سکتا تہا یہہ برج عکا کے تین طرف سے قائم کئے گئے اور اسی کے آڑ سے حملہ کرتے ہوئے آگے بڑہے اہل شہر نے سلطان کو اس کیفیت سے مطلع کیا اور ان برجون پر آتشباری کرنے لگے اٹہائیسوین ماہ مذکور کو عیسائی شہر پناہ کے فصیلون کے قریب پہونچگئے کیونکہ وہ برجون کے آڑ مین جارہے تہے برجون کو اہل شہر کے آتشباری سے کچہہ نقصان نہ پہونچتا تہا اور اہل شہر ان برجون کے نہ جلنے سے سخت پریشان ہورہے تہے اونکو اپنی مجبوری وہلاکی کا پورا پورا یقین ہوگیا تہا کہ اسی اثنا مین ایک نوعمر دمشقی نفّاط علی بن عریف نامی تہوڑی سی دوائین لئے ہوئے امیر قراقوش حاکم عکا کیخدمت مین حاضر ہوا اور اوس نے ان برجون کے جلادینے کا اقرار کیا بعضون نے اسکو حقارت کی آنکہون سے دیکہا اور بعضون نے یہہ کہا کہ شاید یہی ہماری نجات کا باعث ہو اسکی رائے پر عمل کرنے سے اگر فائدہ نہوگا تو نقصان ہی کیا ہوگا بعد ردّ وکد کے سبہون نے اس پچہلی رائے سے اتفاق کرلیا اوس نے امیر قراقوش کی اجازت سے یہہ دوائین منجنیق کے ذریعہ سے برجون پر پہینکین اور تہوڑی دیر کے بعد ہانڈیان آگ سے بہری ہوئین یکے بعد دیگرے اون تینون برجون پر پہینکی گئین دفعۃً اون سے شعلے مشتعل ہوئے اور عیسائیون کے آنکہون کے سامنے وہ تینون برج جو کہ شہر پناہ کے فصیلون کے قریب پہونچ گئے تہے مع آلات حرب اور سپاہیون کے جلکر

خاک سیاہ[1] ہوگئے امیر قراقوش نے اس نفاط کو سلطان کے پاس بہیجدیا اس نے سلطان کے کسی انعام و اکرام کو قبول نہ کیا اور یہی کہتا رہا کہ "[2] انما عملتہ للہ تعالیٰ ولا ارید الجزاء الا منہ (مینے یہہ کام خاص اللہ کے لئے کیا ہے اسکا اجر اوسی سے چاہتا ہون)۔

بعد اس واقعہ کے عساکر شرقیہ کی آمد شروع ہوگئی بائیسوین ربیع الثانی ۵۸۶ھ کو عماد الدین زنگی صاحب سنجار ایک جرار لشکر لئے ہوئے آیا پہلا جو کام اس نے کیا وہ یہہ تہا کہ نصرانیون کے زخم کہنہ کو اپنے تیز تلوارون سے تازہ کردیا اور ایک گروہ کو قتل کرکے سلطان کیخدمت مین حاضر ہوا اسکا خیمہ میسرہ کیطرف نہر کے جانب نصب کیا گیا۔ نوین جمادی الاول سنہ مذکور کو سنجر شاہ بن سیف الدین غازی والی جزیرہ ایک مرتب باقاعدہ فوج لئے ہوئے آیا اور عماد الدین زنگی کیطرح نصرانیون پر دو چار پیہم حملہ کرکے کامیابی کے ساتہہ واپس آیا اور حسب اشارہ سلطان اسکا خیمہ بہی میسرہ کے طرف عماد الدین زنگی کے خیمہ کے پاس نصب کیا گیا۔ بعد اسکے علاء الدین ابن عز الدین مسعود اپنے باپ کیطرف سے لشکر موصل کا کمانڈر ہو کر آیا۔ یہہ بہی اپنی مردانگی دکہلا کر ایک خیمہ مین جو کہ الملک الافضل اور الملک الظاہر کے خیمون کے درمیان نصب تہا مقیم ہوا۔

---

[1] فرنسیسی مورخ ان برجون کے نسبت لکہتا ہے کہ یہہ شہر عکا کی دیوارون سے زیادہ بلند تہی اور یہہ ایسے چیزون سے رنگے گئے تہے کہ انکو آگ نہ جلاسکتی تہی اسیوجہ فصیل کے پاس بلا حفاظت چہوڑ دیئے گئے تہے مگر دفعۃً انمین ایک ایسی آگ مشتعل ہوئی کہ وہ کسیصورت سے نہ بجہہ سکی اور انکو اوسنے جلا کر خاک سیاہ کردیا اس آتشزدگی سے کروسیڈرونکو بہت کچہہ نقصان پہونچا اور اونپر خوف طاری ہوگیا بعض اونمین سے خدا کی مدد سے نا امید ہوکر یورپ کو چلے گئے۔

پندرہوین جمادی الاول کو سمندر کے راستہ سے مسلمانون کے جہاز آتے دکھائی دئے سلطان نے انکو مصری جہازون کا بیڑہ خیال کرکے عیسائیون پر اس نیت سے حملہ کرنے کا حکم دیا کہ عیسائی جہازات اس کا مقابلہ نہ کرین۔ مگر عیسائی اوسکے اس ارادے کو تاڑ گئے۔ اور جہازون کو نہایت تیزی سے درست کرکے اونکے مزاحمت کے غرض سے آگے بڑہے سلطان نے خشکی پر ایک طرف سے حملہ کیا اور عکا والون نے دوسرے جانب سے لڑائی چہیڑ دی اور تیسری لڑائی بحری جہازون مین ہونے لگی ایک ہی وقت مین یہہ تین لڑائیان ہو رہی تہین۔ عیسائیون نے مسلمانون کے ایک جہاز کو گرفتار کرلیا اور مسلمانون نے اونکے کئی جہازات اسباب وغلہ سے لدے ہوئے گرفتار کرلئے اور صحیح وسالم عکا مین داخل ہو گئے۔ خشکی پر لڑنیوالے بہی خوشی کے نعرے مارتے ہوئے اپنے کیمپ مین لوٹ آئے۔

شہنشاہ جرمن (ملک لمان) ایک لاکہہ فوج اور بروایت عربی مورخین دو لاکہہ ساٹہہ ہزار کی جمعیت سے قسطنطنیہ مین عیسائی یونانی بادشاہ ایزک انگیلس سے لڑتا ہوا جسوقت اوسکے خلیج سے عبور کرکے قونیہ مین پہونچا اور وہان اسکو ترکون سے مقابلہ کرنے کی نوبت آئی اسیوقت یونانی بادشاہ ایزک انگیلس جسکو عربی مورخ کیکاوس کے نام سے مشہور کرتے ہین اوس نے سلطان کو شہنشاہ جرمنی کے ارادون سے اپنے خط کے ذریعہ سے مطلع کیا سلطان نے ارباب شوریٰ کے مشورہ سے اس تازہ دشمن کے مزاحمت کے غرض سے سرحد پر ناصر الدین ابن تقی الدین والی منبج وعز الدین والی کفرطاب ومجد الدین والی بعلبک سابق الدین حاکم شیرز کو فوجون کے ساتہہ روانہ کیا اور الملک الظاہر کو معہ ایک دستہ فوج کے بلاد حلب کیطرف سرحدی مقامات کے حفاظت کے غرض سے روانہ کردیا اور خود عکا کے محاصرین کے مقابلہ مین موجود رہا۔ اور الملک العادل بفضل علیل ہوکر دمشق چلا گیا۔

ان لوگون کے روانگی کے بعد میمنہ مین عساکر مصریہ کو رکھا اور اسکا کمانڈر
الملک العادل کو مقرر کیا اور میسرہ کا کمان **عماد الدین** زنگی کے سپرد کیا گیا۔
عیسائیون نے مسلمانون کی فوج کی کمی محسوس کر لیا اور اسی خیال سے چارشنبہ
بیسوین جمادی الثانی ۵۸۶ھ کو صبح ہوتے ہی اپنے مورچہ سے نکلکر ناگاہ اسلامی
لشکر کے میمنہ پر آپڑے مصری فوج شور و غل کی آواز سنکر اپنے آنے والے حریف کے
جواب دینے کو تیار ہو گئی۔ پہلے تو دور سے تیر باری ہوتی رہی جب یکدوسرے سے
مڈبھیر ہوگئے تو تلوارین نیام سے نکل آئین اور فریقین کے قسمت کا فیصلہ کرنے لگین
الملک العادل نے تہوڑی دیر کے بعد اپنے لشکر کی ہیت ترکیبی کو توڑ ڈالا دائین بائین
منتشر کر دیا عیسائی یہہ سمجھکر کہ اسلامی گروہ کو شکست ہوئی **الملک العادل** کے
خیمہ تک بڑھ گئے اور لوٹنے مین مصروف ہوگئے ایک طرف سے الملک العادل نے
اور دوسرے طرف سے علاء الدین خرم شاہ بن **عز الدین** مسعود نے حملے
شروع کر دیے چارون طرف سے عیسائی تلوارون سے گہر گئے اور سبکے سب
اون کے خون آشام تلوارون کے نذر ہوگئے الملک العادل کے خیمہ سے لیکر
عیسائیون کے خیمون تک تین کوس کا میدان عیسائیون کے لاشون سے پُر ہوگیا
اون کے مقتولون کی صحیح تعداد بتانے مین مورخین نے اختلاف کیا ہے بعضے
دس ہزار بیان کرتے ہین اور بعضے سات ہزار بتاتے ہین مگر ہر حال مین پانچ ہزار
سے زیادہ تہے اور مسلمانون مین سے دس آدمی غیر معروف شہید ہوئے۔ عکا
کے محصور مسلمانون نے بہی شہر سے نکلکر اسی حالت مین عیسائیون کے کیمپ پر
حملہ کیا اور چند عورتون کو پکڑ لے گئے اور کچھہ اسباب و مال لوٹ لیا۔ عیسائی
کروسیڈرون کو رات کی تاریکی نے بچا لیا ورنہ ظاہرا وہ اس تباہی سے
بچ نہ سکتے تہے

نصرانیون نے پہر حملہ کیا اور ناکام رہے

اس لڑائی کے بعد عیسائیون کو اونکے جانی اور مالی نقصانات لڑنے کی اجازت نہ دیتے تھے۔ اون کے حوصلون کو اسقدر پست کر دیا تھا کہ لڑائی کے نام سے اون کے کانون پر جون تک نہ رینگتی تھی۔ شہنشاہ جرمنی کی شرکت کے بھروسہ وہ عکا مین رُکے تھے ورنہ اوسمین سے اکثر یورپ کبکے پہونچ جاتے۔ لڑائی کے چوتھے روز سلطان کے پاس حلب سے اس مضمون کا خط آیا کہ "شہنشاہ جرمنی شہر طرسوس کے قریب نہر مین ڈوب کر مرگیا اوسکا کل لشکر جرمن کو چلا گیا ہے صرف چالیس یا پچاس ہزار فوج اوس کے قایم مقام لڑکے کا ساتھ دے رہی ہے اور اوس کے ہمراہ بندر عکا پر اترنے والی ہے"۔ سلطان نے اس خط کو اپنے لشکر مین شایع کر دیا رفتہ رفتہ اسکی خبر عیسائیون تک پہونچی پہلے تو اونکو کچھہ شبہہ ہوا مگر بعد تصدیق کے اس خبر نے اونکی امید ونکو توڑ دیا اور وہ مایوسی کی حالت مین ایسے بدحواس ہوگئے کہ صلح کے نہایت شرمناک ذریعے تلاش کرنے لگے ناگاہ اونکی خوش قسمتی سے یورپ کے جہازون کا بیڑہ عکا مین پہونچگیا جسمین شاہ فرانس اور شاہ انگلنڈ[۱] کے بھیجے تھے اور اون کے ہمراہ اطالیہ[۲] کے فوجون کی ایک بہت بڑی تعداد تھی۔ علاوہ اس کے اون مین مال و اسباب بھی بیشمار لدا ہوا تھا انکی آمد سے عیسائیون کو پھر اکبر تبہ ڈھارس بندھ گئی اور اون کے تن مردہ مین روح آگئی۔

ان واقعات کے بعد ہوا مین پھر عفونت آگئی وبا پھیلنے کے آثار نمایان ہو چلے سلطان کی بھی طبیعت بدحظ ہوتی نظر آئی اسیوجہ سے اس نے ستائیسوین[۲۶]

---

[۱] کونٹ ہنری جسکو مسلمان مورخ کندھری کہتے ہین اس جہاز مین تھا اور وہ رچرڈ شاہ انگلستان کا بھیجا تھا۔ اسکے ہمراہ دس ہزار فوج آئی تھی۔

[۲] اطالیہ کی بیس ہزار فوج تھی اور اوسپر کونٹ آف شاہپین حکومت کرتا تھا۔

جمادی الثانی کو اس مقام سے خروبہ کے جانب روانگی کا حکم دیدیا بعد روانگی سلطان پہلے تو نصرانیون نے منجنیقین نصب کرنے کی کوششین کین لیکن اہل عکا کے سنگ باری نے اونکو اس قدر مہلت ہی نہ دی آخرکار اونہون نے ایک دُہس تیار کیا اور بتدریج دُہس کو آگے بڑہانے لگے جسوقت یہہ دُہس ایسے موقع پر پہونچگیا جہان سے کہ قلعہ کے فصیلون تک پتھر پہونچ سکتا تہا فورًا اوسی مقام پر منجنیقین قایم کرکے سنگباری کرنے لگے ایک روز امیر بہاء الدین قراقوش گورنر عکا اور حسام الدین ابو الہیجا کماندر انچیف نے مشورہ کرکے شب کے وقت شہرپناہ کا دروازہ کہولا اور کچھہ سوار و پیادون کو لیکر نصرانیون پر شب خون مارا اِدُہر عیسائی فوجین حملون کے جواب دینے مین مصروف ہوگئین اُدہر اسلامی نفاطون نے منجنیقون کو جلا کر خاک کردیا - اس واقعہ مین عیسائیون کے سات سو آدمی مارے گئے اور اس سے کچھہ زیادہ آدمی قید کرلیے گئے اور منجملہ اون منجنیقون کے جسکو اسلامیون نے جلادیا تہا ایک منجنیق بہت بڑی اور مستحکم تہی جسکو شاہ فرانس کے بہتیجے نے ایک ہزار پانچسو دینار خرچ کرکے بنوایا تہا -

انہین دنون دو ایک روز کے بعد بیروت سے حسب حکم سلطان ایک بڑی کشتی جسمین کہانے پینے کے سامان اور آلات حرب بکثرت تہے روانہ ہوئی کشتی والون نے حدود بیروت سے نکلکر اسلامی لباس اوتار ڈالا اور کشتی پر صلیبی نشان چڑہاکر خود بہی فرانسیسون کے لباس پہن لئے اسیوجہ سے کسی نے اثنار راہ مین کچھہ تعرض نہ کیا اور یہہ کشتی کمال تیزی سے بحفاظت تمام رجب کے عشرہ اول مین داخل عکا ہوگئی - اثناء محاصرہ مین اس قسم کی چالاکیان اکثر ہوا کرتین اسلامی کشتیان اپنے محاصرین کو دہوکا دیکر نکل جاتی تہین اور اونکو خبر تک نہوتی تہی

کبہی ایسا ہی ہوا ہے کہ جب ایک کو دوسرے کی حالت سے آگاہی ہوتی تہی تو اپنے فریق مخالف کو گرفتار ہی کر لیتے تہے چنانچہ شاہ فرانس کی بی بی نے مذہبی جوش مین آکر ایکہزار جری لڑنے والے سپاہیون کو براہ دریا عکا کو روانہ کیا تہا اور خود بہی اون کے پیچہے پیچہے ایک کشتی مین آرہی تہی مسلمانون نے اسکو پہچان لیا اور حملہ کرکے تینون کو گرفتار کرلیا اور کُل مال واسباب وسکا لوٹ لیا۔ صرف شاہ فرانس کی بی بی بہزار خرابی جان بچاکر بہاگ گئی۔ شعبان کے عشرۂ وسط مین ایک بڑی کشتی مصری جس مین ہر قسم کا اسباب لدا ہوا تہا محاصرین کے آنکہون مین دہول ڈالکر محفوظ عکا مین داخل ہوئی اہل عکا اس کشتی کے آنے سے اسقدر خوش ہوئے کہ بعد اس کے پہر کسی چیز نے انکو اس سے زیادہ خوش نہین کیا ہوگا۔

شہنشاہ جرمنی کا لڑکا فریڈرک ڈیوک آف سوابیا جسکے باپ کے ڈوبنے کی کیفیت اس سے پیشتر تحریر ہوچکی ہے اپنی بقیہ پانچہزار فوج کو ہمراہ لئے ہوئے عکا کیطرف چلا آتا ہے رفتہ رفتہ یہہ جرمنی فوج اپنے نئے شہنشاہ کے ساتہہ ساتہہ جسوقت طرابلس مین پہونچی مرکیش والی صور جو کہ اس مذہبی لڑائی کا بانی تہا استقبال کے لئے پہلے ہی سے وہان موجود تہا اوس نے کمال خوشی اور خندہ پیشانی سے جرمنی لشکر کا خیر مقدم کیا اور نئے شہنشاہ جرمنی سے کچہہ صلاح ومشورے کرکے ازسرنو ایک ایسا حیلہ اوٹہایا جس سے کہ عیسائی دنیا کا جنون ازسرنو تازہ ہوگیا اور حلب وحماۃ کو شمالی جانب چہوڑتے ہوئے شعبان کے عشرہ آخرہ مین یہہ دولون عیسائی سردار صور مین پہونچے اور باستثناء چند جان نثارون کے کل لشکر کو اوسی روا روی مین عکا کے طرف روانہ کردیا۔ چہٹی رمضان تک یہہ دولون صور مین مقیم رہے ساتوین ماہ مذکور کو شہنشاہ جرمنی معہ اپنے جان نثارون کے صور سے براہ دریا روانہ ہوکر تیسرے روز

عکا مین پہونچگیا اور دوسرے دن بزک اسلامیہ پر جو کہ مقام عیاضیہ مین مقیم تہا حملہ کردیا
بزک نے تیرباری شروع کردی اور جب اسکا موقع نرہا تو تلوار اور نیزون سے
کام لینے لگے۔ اسلامی بہادرون نے اپنی تیز تلوارون کے ذریعہ سے چند ساعتون
مین نئے شہنشاہ جرمنی کے غرور جوانی کو فرو کردیا۔ اور اگر وہ ایک گہنٹہ اور ٹہرا
رہجاتا تو یقیناً اسلامیون کے ہاتہون سے بچکر اپنے خیمہ تک نہ پہونچتا یہہ بڑی
خیر گذری کہ بدحواسی کے عالم مین وہ بہاگ نکلا۔ جانی نقصان سے اسلامی
بزک بالکل محفوظ رہے اور جرمنی سپاہیون مین سے تقریباً چہہ سو سپاہی
کام آگئے اور تین سو کے قریب زخمی ہوئے۔

نصاریٰ کے برج زبان پر حملہ کیا اور ناکام رہے۔

چونکہ گزشتہ واقعات سے عیسائی افسرون کو یہہ علم یقین کے ساتہہ ہوگیا تہا
کہ جب تک عکا مین فوج اور غلہ اور ہتیار پہونچتا رہیگا اوسوقت تک اس پر
قبضہ حاصل ہوسکیگا اسوجہ سے اونہون نے اسکے روک تہام کی یہہ فکر کی کہ
برج زبان کو جلاکر اوسپر قبضہ کرلیا جائے کیونکہ اسی برج کیوجہ سے اسلامی
جہاز وہان پہونچکر دشمن کے حملون سے محفوظ ہوجاتے تہے عیسائیون نے اسکو
جلانے اور اسپر قبضہ کرلینے کی صورت یہہ نکالی کہ اپنے جہازون پر ایک بلند
مینار بنایا اور اوس مین بارود وغیرہ بہردیا جس سے یہہ مقصود تہا کہ یہہ جہاز
برج زبان کے قریب پہونچکر جلادئے جائینگے تاکہ اسلامی جہاز اور برج معہ
اوس کے محافظین کے جلجائے۔ مگر اتفاق کچہہ ایسا ہوا کہ جسوقت عیسائیون نے
اسمین آگ لگائی ہوا ایسی مخالف چلی کہ بجائے مسلمانون کے نقصان پہونچانیکے
خود عیسائیون کو اونکے بارود اور آتشزنی نے نقصان پہونچایا سوائے ڈیوک آف
آسٹریا کے اور کل عیسائی جو اون جہازون مین تہے بعضے جلکر اور بعضے سمندر
مین ڈوبکر مرگئے۔ خشکی پر یہہ واقعہ گزرا کہ امیر حسام الدین ابوالہیجا دفعتہً

معہ اپنے جری لشکر کے شہر پناہ کا شمالی دروازہ کہولکر نکل آیا اور اپنی چمکتی ہوئی
تلواروں سے نصرانیوں کے چھکے چہوڑا دیئے ایک دوسرے پر مُنہہ کے بل
گرنے لگے تین گہنٹہ کے اندر ہی اندر وہ میدان جوکہ شہر عکا اور نصرانیوں کے
مورچہ کے درمیان مین تہا خالی کرالیا اور اس فرحت افزا واقعہ کے گزارش
کرنے کے غرض سے ایک قاصد دربار سلطانی مین حاضر ہوا اتفاق سے اوسی روز
سابق الدین اور مجد الدین اور الملک الظاہر وغیرہ جوکہ بقصد
جلوگیری شہنشاہ جرمنی روانہ کئے گئے تہے واپس آئے۔ گیارہوین شوال
سنہ ۵۸۶ء یوم دوشنبہ کو عیسائی کروسیڈر پہر جوش مردانگی مین آکر اپنے
مورچہ سے نکلے اور اپنی فوج کو تین حصوں پر تقسیم کرکے ایک حصّہ کو اہل عکا کے
مقابلہ مین رکہا اور ایک گروہ کو جوکہ پہلے حصہ کے بہ نسبت تعداد مین کم تہا
اونکو مورچہ اور خیموں کی حفاظت پر مامور کیا اور سب سے بڑے حصّہ کو عیسائی
افسر اپنے ہمراہ لیکر سلطانی کیمپ کیطرف بڑہے۔ اسلامی لشکر کے قلب کا
کمانڈر الملک الافضل علی سلطان کا لڑکا تہا اور اوس کے ساتہ
الملک الظافر بہی قلب ہی مین تہا اور الملک العادل میمنہ کا
افسر اعلیٰ تہا میسرہ کا کمان عماد الدین صاحب سنجار کر رہا تہا اور سلطان
علالت کے وجہ سے نقل وحرکت نہین کرسکتا تہا اسیوجہ سے ایک چہوٹے
سے ٹیلہ پر ایک خیمہ نصب کیا گیا تہا جسمین ہمارا نامی سلطان ایک کرسی پر
بیٹہا ہوا لڑائی کے نشیب وفراز کو دیکہہ رہا تہا اور موقع موقع سے اون کو
ہر ایک امر کی ہدایت کرتا جاتا تہا۔ عیسائی حملہ آور فوجین اپنے مورچہ سے
نکلکر نہر کے شرقی جانب کو چلین اور اسلامی تیراندازوں نے ایسی تیرباری کی
کہ جس سے مجبوراً مسیحی لشکر شرقی جانب سے مُڑکر نہر کے غربی جانب تیزی سے بڑہا

شام تک طرفین سے ایک دوسرے کا جواب دیتے رہے۔ رات کے آجانے سے عیسائی
اپنے خندقون اور مورچون مین پس پا ہوکر واپس آئے اور اسلامی فوجین اپنے
کیمپ مین چلی گئین

چار سو نصرانی سوار مارے گئے

تیئسوین شوال کے شب کو اسلامی فوج کا ایک دستہ ادہر اودہر پہاڑون
کے درّون مین چہپ رہا صبح ہوتے ہی تہوڑے سے سپاہیون نے نصرانیون
کے مورچہ کے طرف قدم بڑہایا چار سو مسلح نصرانی سوارون نے پہلے تو تیر سے
بعد اسکے نیزہ اور تلوارون سے آنے والے حریف کا خیر مقدم کیا۔ اسلامی
گروہ نصرانیون کے حملون کا جواب دیتے ہوئے پیچہے ہٹتے آتے تہے اور
نصرانی سوارون کا دستہ آگے بڑہتا آتا تہا تاآنکہ اپنے مورچہ سے باہر آگئے
اور اون لوگون سے بہی تجاوز کر آئے جو کہ پہلے سے انکی تاک مین بیٹہے ہوئے
تہے اسلامیون نے دفعۃً درّون سے نکلکر حملہ کیا اور ایک متنفس کو بہی اون
چار سو سوارون مین سے زندہ نہ چہوڑا اسی قسم کے طرفین سے اکثر واقعات
ہوا کئے عیسائی اور مسلمان ایک دوسرے کے نقصان پہونچانے اور ہزیمت دینے پر
تلے رہے تاآنکہ موسم سرما آگیا اور جاڑے کی شدت نے لڑائی کا بازار سرد
کردیا۔ دریا کی شورش بڑہگئی نصرانیون نے مجبوراً اپنے جنگی جہازون کا
بیڑہ معہ معمولی باربرداری کی کشتیون کے صور اور جزائر کیطرف روانہ
کردیا۔ رستہ دریا کا کہل گیا۔ عکا کے امراء کے قایم مقام دوسرے
امیر روانہ کئے جانے لگے الملک العادل حیفا کے مقابل دریا کے
کنارہ بنظر حفاظت آیندوروندگان عکا جا ٹہیرا۔ امیر حسام الدین ابوالہیجا
لشکر عکا کا کمانڈر انچیف اسلامی کیمپ مین آگیا۔ اور بجائے اس کے
سیف الدین علی ابن احمد مشطوب اور عز الدین بہیجے گئے

مجاہدین اور عساکر سلطانی اور نیز نامی نامی جری جنرل اپنے اپنے بلاد کو حسب دستور واپس ہونے لگے چنانچہ پچیسوین ۲۵ شوال کو عماد الدین صاحب سنجار اور اوس کے دوسرے دن صاحب جزیرہ اور پہلی ذیقعدہ کو علاء الدین نوین محرم ۵۸۶ھ کو الملک الظاہر تیسری صفر کو الملک المظفر یکے بعد دیگرے سلطان سے رخصت ہو کر اپنے اپنے دار الحکومت کو واپس ہوئے اور سلطان معہ دستہ فوج جان نثارون کے عکا کے باہر عیسائیون کے مقابل ٹہیرا رہا عکا مین ہمرتبہ فوجی اور ملکی افسر پہلے کی بہ نسبت کم داخل کئے گئے۔ پہلے ساٹہہ مختلف درجے کے افسر تہے تو ہمرتبہ معلوم نہین کس وجہ سے صرف بیس ہی بہیجے گئے۔ اور وہانکی موجودہ فوجین بہی تبدیل کر دیگئین۔ مگر اس تبدیلی نے آیندہ نہایت مہلک غلطی مین ڈالدیا نئی فوجین بالکل ناتجربہ کار تہین اور اونکے افسر بہی ایسا ہی تہے۔

عیسائی فوجین جو اسوقت موجود تہین جنکے مقابلہ مین سلطان اپنے جان نثارون کو لئے ہوئے پڑا تہا اونکی یہہ کیفیت تہی کہ وہ لڑائی کا میدان چہوڑ کر پہاڑیون اور ٹیلون پر چڑہ گئی تہین۔ سارا میدان جنگ پانی سے بہرا ہوا تہا نہ تو وہ خشکی کی راہ سے اپنے ملک کو جا سکتے تہے اور نہ دریا کے شورش سے دریا کا سفر کر سکتے تہے۔ قحط کی یہہ شدّت تہی غلہ بمشکل تمام دستیاب ہوتا تہا اپنی ضروریات زندگی مین وہ اسقدر محتاج ہو رہے تہے کہ بعضون نے مجبور ہو کر تیم جان سے اسلام قبول کر لیا تہا اور بعض دوسرے مسلمانون کے جہازون پر جا کر جزیرہ قبرس اور ساحل شام پر غارت گری کر رہے تہے۔ اور گاہ گاہ کروسیڈرونکی جماعتین اپنے گرد و نواح کے سرزمینون پر غلہ کی فراہمی کے غرض سے لوٹ مار کرنے کو نکلتی تہین جنکو مسلمانون کی فوجین کمینگاہون سے نکلکر مار کر ہٹا دیتی تہین لوٹے لٹرون کو ایک پیمانہ غلہ کا ملتا تہا جسمین ۵۰ پچاس پونڈ آٹا ہوتا تہا۔ اس نرخ و قیمت سے بڑے بڑے امرا و رؤساء و شہزادے خرید نکر سکتے تہے۔ معمولی اور

اونسکے درجے کے عیسائی کروسیڈر گہوڑون کو مار کر کہاگئے اور اسکے بعد چمڑا اوہساز اور پورانی کہالین کہانے لگے۔ اس مصیبت کے علاوہ اونپر ایک مصیبت یہہ اور وارد ہو رہی تہی کہ جو لاشین ادہر اودہر خندقون اور دریا کے کنارون پر پڑی رہگئین تہین اونکی عفونت کی وجہ سے متعددی بیماریان پیدا ہوگئین جسسے روزانہ دوسو تین سو کروسیڈر مرجاتے تہے۔ اسی بیماری مین بعض نامی نامی سردار[۱] بہی ضایع ہوگئے اور اونکی ماتحتی کی فوجین اونپر حسرت کے آنسو بہاکر یورپ کو لوٹ گئین۔

موسم سرما تک تو یہی کیفیت رہی مگر فصل بہار کے آتے ہی فلپ شاہ فرانس اور رچرڈ بادشاہ انگلینڈ کی آمد کی خبرین مشہور ہوئین۔ سلطان کے طلبی پر اسلامی امرا بہی آنے لگے۔ چنانچہ سب سے پہلے علم الدین سلیمان اور اوس کے بعد عزالدین آیا اور عیسائیون مین ۲۳۔ ربیع الثانی ۵۸۷ھ کو شاہ فرانس ایک جنگی جہازون کا بیڑہ لئے ہوئے آپہونچا اور اس کے بعد رچرڈ شاہ انگلستان تیرہوین جمادی الاول سنہ مذکور مین آیا۔ عیسائیون کو اس کے آنے سے اسقدر خوشی ہوئی کہ بقول فرانسیسی مورخ اونہون نے اسکے آنے کی خوشی مین فوج مین روشنی کی۔ اور اپنے اوس تازہ جوش سے جسکو کہ کوئی چیز مانع نہوسکتی تہی حملہ کی تیاریان کرنے لگے۔ سلطان بہی شفرعم سے کوچ کرکے عکا کے قریب آپہونچا۔ اور فریقین مین چہیڑ چہاڑ شروع ہوگئی۔

---

[۱] فریڈرک ڈیوک آف سوابیا (شہنشاہ جرمنی متوفی کا لڑکا) اہنین دنون یروشلیم کی تمنا دل مین لئے ہوئے بہوکہون اپنے خیمہ مین مرگیا اور اوس کے بدنصیب ہمراہی عیسائیون کے معاملات سے تنگ آکر اپنے ملک کو واپس گئے۔

اتنا راہ مین جسوقت شاہ انگلینڈ جزیرہ قبرس سے نکلکر عکا کو آرہا تہا ناگاہ مسلمانون کی ایک بڑی کشتی سے مڈبہیڑ ہوگیا جسمین سات سو سپاہی اور سامان جنگ و غلہ تہا۔ انگریزون نے اوسپر حملے شروع کردیئے۔ یعقوب حلبی نے اپنے کو مقابلہ سے مجبور سمجہکر کشتی مین رخنہ کردیا جس سے کل مال و اسباب مع اون لوگون کے جو کہ اس کشتی پر تہے ڈوب گیا۔ اور انگریزون کے ہاتہہ کچہہ نہ لگا۔

چودہویں جمادی الاول کو اسلامی یزک نے عیسائیون کے کیمپ پر شب خون مارا۔ اون مین سے دو سو آدمیون کو مار ڈالا۔ اور پچاس کو گرفتار کرلائے ان قیدیون مین ایک کمسن بچہ بہی تہا جسکے واپس دینے کا ماجرا جس سے ہمارے سلطان کی رحمدلی کامل طور سے ثابت ہوتی ہے اس سے پہلے تحریر کرچکے ہین۔ سولہوین ماہ مذکور کو جب عیسائیون نے پتہر پہینکنے کی کلین اور سامان جنگ تیار کرلئے تو اونہون نے شہر پر حملے شروع کردیئے اوسی سامان جنگ مین ایک مرتفع برج بہی تہا جسکا پہلا طبقہ لکڑی کا اور دوسرا رانگہ کا اور تیسرا لوہے کا اور چوتھا تانبا کا تہا اور ہر طبقہ مین ایک کافی تعداد فوج کی تہی اس برج کے طبقات سے عیسائی فوجین گولہ باری کرتے ہوئے آگے بڑہین۔

اہل شہر نے اسکے جلانے کی ہرچند تدبیرین کین لیکن کسیمین انکو کامیابی نہوئی اتفاق وقت سے خود عیسائیون کے ہاتہون سے اوس برج مین آگ لگ گئی اور کل عیسائی جو اوس مین موجود تہے مع اسباب جل گئے۔ اونیسوین جمادی الاول کو پہر عیسائیون نے ایک تازہ جوش سے عکا پر حملہ کیا اہل شہر کے نقارون کی آوازون نے جب سلطان کو عیسائیون کے حملون سے آگاہ کردیا تو وہ بہی اپنی فوج کو مرتب کرکے سوار ہوکر نکلا اور آن واحد مین اسکا لشکر عیسائیون کے مورچہ تک پہونچگیا آٹہہ گہنٹہ کامل تلوار کی لڑائی ہوتی رہی کشتون کے پشتہ لگ گئے۔

عیسائیون کے حملاور گروہ نے جب اپنے خیمہ کے محافظین کی ابتر حالت دیکھی تو اہل شہر پر حملہ کرنے سے اعراض کرکے اپنے مورچہ کیطرف مائل ہوا اور شام تک لڑتا رہا۔ اس لڑائی مین صرف دو مسلمان سپاہی شہید ہوئے اور نو یا دس آدمی زخمی ہوئے اور عیسائیون کے دو ہزار آدمی کام آئے اور ایکہزار کے قریب مجروح ہوئے۔

اس واقعہ کے بعد شاہ انگلینڈ (رچرڈ) گہبرا کر یا یہہ کہ بیمار ہوگیا تھا اسوجہ سے ایک قاصد الملک العادل کے توسط سے سلطانی بارگاہ مین روانہ کیا اور ملاقات کرنے کی درخواست کی سلطان نے ملنے سے انکار کیا مگر برف اور میوے جو اوسنے مانگ بھیجے تھے بھیجدیا۔ عیسائی مورخین یہہ شہادت دیتے ہین کہ رچرڈ اور فلپ دونون بادشاہ سلطان سے خط وکتابت کرتے تھے اور سلطان نے اونکے بیماری کے زمانہ مین برف اور میوے بھیجے تھے۔

الغرض اٹھائیسوین جمادی الاول کو جب صلیبی لشکر کے کمانڈرون نے اپنے خیمون کی حفاظت کا اہتمام کرلیا تو اسکے بعد شام ہوتے ہی خندقون سے نکلکر شہر عکا کے طرف بڑہے۔ ترک اسلامی اور اہل شہر کے نقارون نے سلطان کو اس واقعہ سے مطلع کیا۔ سلطانی جان نثارون نے کمرین باندہ لین طرفین سے لڑائی کا بازار گرم ہوگیا۔ عیسائی لشکر نے دریا کے شمالی جانب سے رخ پہیر کر نہر کے جانب راست سے شہر پر حملہ کیا اہل شہر نے کمال استقلال سے جواب دینا شروع کیا۔ یہہ اپنے وحشیانہ ظلم سے عالم کو تہ و بالا کررہے تھے جسکو گرفتار کرتے تھے روغن نفط چہڑک کر جلا دیتے تھے اور مسلمانون کے ہاتہہ جو عیسائی پڑجاتے تھے وہ بحفاظت تمام قیدخانہ پہونچا دئیجاتے تھے

اسی اثنا رمین شاہ انگلینڈ علیل ہوگیا اور شاہ فرانس ایسی لڑائی مین زخمی ہوگیا
لیکن عیسائیون کے جوش کی کوئی انتہا نہ تھی تیسوین جمادی الاول کو لشکر
پہنچا جسکا کہ نذر مجاہد الدین پر نقش تہا سلطان نے اسکو میسرہ مین ٹھیرایا
بعد اس کے پہلی جمادی الثانی کو مصری لشکر بسر گروہی علم الدین کرخی اور
علاء الدین صاحب موصل معہ اپنے فوج کے آیا اور میمنہ کیطرف خیمہ زن ہوا
دوسری جمادی الثانی سے شبانہ روز لڑائی شروع ہوگئی کبھی گولہ باری
سے فضاء آسمان دہوان دہار ہوجاتا تہا اور کبھی منجنیقون کی سنگ باری سے
کان نہین دیے جاتے تھے کسی کسی وقت آتشباری کا بھی بازار گرم ہوجاتا تہا
جب محاصرین حلہ کرکے شہر کے دیوارون کے نزدیک ہوجاتے تھے تو مسلمان
انکو نہایت سختی سے پیچھے ہٹا دیتے تھے - عیسائی ہر روز شہر کے فتح کرنے کے لئے
ایک تازہ کوشش کرتے تھے مگر سلطان کے حملہ سے اپنے خیمون کے حفاظت
کے غرض سے پیچھے ہٹ آتے تھے - ایکمرتبہ کے حملہ مین عیسائیون نے شہر کے
خندقون کو اپنے مردہ لاشون اور گھوڑون کی لاشون سے پاٹ دیا
اور مسلمانون نے انکی لاشون کو اوٹھا کر دریا کیطرف پھینک دیا اور خندق کو
پھر خالی وصاف کرلیا - اور اپنے دشمن کو قربانی کرنے پر تلے رہے کبھی وہ
عیسائیون کی کلین جلاڈالتے تھے اور کبھی اون کے دمدمون کو اوکھاڑ کر
میدان سے دور پھینک دیتے تھے مگر عیسائی ہر روز ایک تازہ جوش سے
آگے بڑہتے جاتے تھے - آخرکار متواتر راتون کے جاگنے اور کمی فوج اور شبانہ روزی
لڑائی سے اہل شہر تھک گئے اور مجبور ہوکر سلطان کی خدمت مین ایک
عرضداشت بھیجی جسکا خلاصہ یہہ تہا کہ "شبانہ روزی لڑائی سے ہم لوگ
تنگ آگئے ہین آج سات روز سے کمر تک نہین کھولی گئی رات دن ہمن

ایک لحظہ بہی آرام نہین کرسکے عکا کی شہرپناہ کی شمالی دیوار بالکل کمزور ہوگئی ہے اگر اس لڑائی کا سلسلہ ایسا ہی قایم رہا تو یقینی عکا پر خدانخواستہ صلیبی نشان اوڑا دیا جائے گا - ہملوگون کی ہمتین پست ہوگئی ہین ہاتہہ پانون ڈہیلے پڑگئے ہین آپ اسکا انتظام جہانتک ممکن ہو جلد کیجئے ورنہ عنقریب ہم عکا کو چہوڑ دینگے" سلطان کو اس خط نے اسقدر مشوش کردیا کہ رات بہر اسکو نیند نہ آئی صبح ہوتے ہی اسکا جواب لکہکر قاصد کو عکا کیطرف روانہ کیا۔ اور شہر مین فوج وسامان جنگ داخل کرنے کی کوشش کی مگر کافی طور سے داخل نہ کرسکا - دسوین ماہ مذکور یوم جمعہ کو الملک العادل کے پاس عیسائیون کا پہر ایک قاصد آیا اور کچہہ دیر تک باتین کرکے واپس گیا جسکا نتیجہ کچہہ معلوم ہوا گیارہوین تاریخ کو سیف الدین مشطوب محصورین عکا کیطرف سے شاہ فرانس کے پاس صلح کرنے اور امان طلب کرنے کے غرض سے گیا شاہ فرانس نے یہہ تجویز کیا کہ مسلمان کُل بلاد ساحل جو جنگ طبریاس کے بعد فتح کیا ہے چہوڑ دین اسپر امیر سیف الدین سخت برہم ہوا اور یہہ کہکر کہ "ہم اور ہمارے ہمراہی عکا کی دیوارون کے نیچے مرجائینگے اور اوسکو ہم بے حفاظت ہرگز نچہوڑینگے" شاہ فرانس کے پاس سے چلا آیا اور بارہوین تاریخ کو پہر ایک عریضہ سلطان کے خدمت مین بہیجا جسکا مضمون یہہ تہا کہ "ہملوگون نے موت سے بیعت کرلی ہے جب تک دم مین دم باقی ہے برابر لڑتے رہین گے جیتے جی عکا کو نچہوڑینگے۔ اور نہ عیسائیون سے صلح کرینگے آپ جو مناسب سمجہین انتظام کرین" سلطان اس خط کے پانے سے کسیقدر زیادہ مشوش ہوا اور عیسائیون سے صلح کے بارے مین گفتگو کرنے لگا مگر شدنی امر اہل عکا نے سامان جنگ کی کمی سے تنگ ہوکر بہاگنا شروع کردیا ان بہاگنے والون نے اہل شہر کو اور پست ہمت بنادیا آخرکار

خود سلطان نے بھی اہل شہر کے بچانیکی بھی تدبیر نکالی مگر اتفاق سے عیسائیون کو اسکی اطلاع ہوگئی اونھون نے ناکون کی حفاظت کرلی۔ اہل شہر نے تنگ ہوکر عیسائیون سے پھر صلح کے خواستگاری ظاہر کی اور مجبوری شہر عکا سپرد کرنے کے علاوہ دولاکھہ دینار اور پانچسو قیدی اور صلیب اعظم واپس کرنیکا وعدہ کیا اور چودہ ہزار دینار مرکیش صاحب صور کو دینے کا اقرار کیا اور تا ایفاے وعدہ اہل عکا بطور ضمانت عیسائیون کے قبضہ مین رہنے کا قرار پایا سلطان ان شرایط کو سنکر بھڑک اوٹھا اور اوس نے ایک آخری کوشش شہر کے بچانے کی کی مگر یہہ سب بیسود تھی کیونکہ تیاری کے اثنا مین اہل شہر نے شہر عیسائیون کے حوالے کردیا تھا یہہ واقعہ ۱۷ جمادی الثانی یوم جمعہ کو ہوا اور بعد دوپہر عکا کے منارون پر صلیبی پھریرہ اوڑایا گیا اور ستائیس رجب ۵۸۷ھ کو عیسائیون نے نقض عہد کیا اور عصر کیوقت اون بیگناہون کو جنھون نے کہ بصلح و آمان عکا سپرد کردیا تھا اور جو کہ تعداداً تین ہزار سے زیادہ تھے کیسان اور عیاضیہ کے مابین بیکسی اور بے بسی سے شہید کرڈالا[۱] انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اس ماجراے عبرت افزا نے جسقدر صدمہ اسلام پناہ سلطان کو پہونچا ہوگا اوسکا اندازہ ہر شخص کرسکتا ہے عربی مورخین لکھتے ہین کہ سلطان کا رنج

---

۱ عیسائی مورخ انکی تعداد پانچہزار بیان کرتا ہے ایک فرانسیسی مورخ رچرڈ کی اس بیجا حرکت کی نسبت لکھتا ہے کہ نہ تو اس نے اُن بغیر مسلح اور بے پناہ دشمنون پر رحم کیا اور نہ عیسائیون پر جن سے مسلمان اس خون کا عوض لئے بغیر رہ نہین سکتے تھے۔ اور پانچہزار مسلمانون کا خون بہا دیا پھر آگے چلکر لکھتا ہے کہ رچرڈ کے اس فعل سے جس سے تمام عیسائی فوج کو صدمہ پہونچا اوسکے خصلت کا پورا اندازہ ہوسکتا ہے۔

اُس شفیق والدہ کے طرح تہا جو اپنا پیارا بچہ کہو بیٹہی ہو۔ سلمان اُسکو تسلی دیتے تہے مگر اسکو تسکین نہ ہوتی تہی۔

سلطان نے عکا کے اسطرح کہوئے جانے کے بعد صلیب اعظم اور مسیحی قیدیون کو دمشق کی جانب روانہ کر دیا۔ اور بلاد ساحل کے شہرون اور بیت المقدس کے اطراف و جوانب کی حفاظت مین مع اپنے جری لشکر کے منزل بمنزل کوچ کرتا ہوا عسقلان کیطرف روانہ ہوا۔ الملک الافضل سیف الدین یازکوش عزالدین جر دیک وغیرہ اسلامی یزک کے کمانیر تہے انلوگون نے اپنا دل ٹہنڈا کرنے کی غرض سے نصرانیون کے ساقہ پر حملہ کر دیا اور ایک گروہ کو قتل اور کثیر التعداد مسیحیون کو گرفتار کر لیا۔ شاہ انگلینڈ یہہ واقعہ دیکہہ کر مقدمۃ الجیش کا کمان شاہ فرانس کے سپرد کر کے ساقہ مین آگیا جبکہ لڑائی کا بازار سرد ہو گیا تہا۔ شام ہوتے ہوتے حیفا کے قریب پہونچکر خیمہ زن ہوئے اور اسلامی لشکر ایک دوسرے قریہ مین جو کہ حیفا کے قریب تہا مقیم ہوا۔ دوسرے دن عیسائی قیساریہ کیطرف روانہ ہوئے اونہین کے ساتہہ ساتہہ اسلامی لشکر بہی اونکو چارون طرف سے گہیرے ہوئے چلا اثنا راہ مین جب موقع پاتے تہے تو وہ عیسائیونپر اسطرح سے گرتے تہے کہ جس طرح بہوکا شیر شکار پر گرتا ہے۔ عیسائی فوجین جسوقت قیساریہ کے قریب پہونچین مسلمانون نے سخت اور قوی حملہ کیا۔ چار گہنٹہ کامل لڑائی ہوتی رہی اس لڑائی مین جسقدر اسلامیون کو کامیابی ہوئی اوسیقدر نصرانیون کو نقصان پہونچا۔ رات کو عیسائیون نے قیساریہ ہی مین قیام کیا اور اسلامی بہی اوسی کے قریب ایک گانون مین مقیم ہوئے۔ رات کے وقت نصرانیون کا ایک گروہ اپنے کیمپ سے باہر نکلا اسلامی یزک نے جسوقت کہ یہہ اپنے کیمپ سے کسیقدر فاصلہ پر آگئے تہے حملہ کیا اور سبہون کو اپنی تیز تلوار روشنے

ذبح کرڈالا۔ بعداس کے قیساریہ سے ارسوف کیطرف روانہ ہوئے چونکہ
اسلامی لشکر نصرانیون سے پہلے ارسوف مین پہونچگیا تہا اسوجہ سے اثنا راہ
مین کسی قسم کا واقعہ نہین پیش آیا بلکہ جسوقت عیسائی لشکر ارسوف کے قریب
پہونچا اسلامیون نے حملہ کیا پہلے حملہ مین تو اونکو کامیابی ضرور ہوئی لیکن
جبکہ نصرانیون نے مجتمع ہوکر اسلامی سوارون کے فوج پر حملہ کیا اوسوقت البتہ
لڑائی نازک ہوگئی اسلامی سوارون کے ترپ کے ساتہہ پیادون کی فوج بہی
میدان جنگ سے مونہہ موڑکر بہاگی عیسائیون نے ان کا تعاقب کیا یہہ منہزم گروہ
جسوقت قلب مین پہونچا جہانکہ خود ہمارا سلطان تہا اسوقت اوسنے پہر آگے
بڑہایا اور خود تکبیر کہتا ہوا اون کے آگے چلا۔ عیسائی یہہ رنگ دیکہکر پیچہے ہٹے
اور تہوڑی دیر کے بعد لڑائی خودبخود رُک گئی۔ اس لڑائی مین عیسائیون کے
مشہور آدمیون سے کند اعظم مارا گیا اور اسلامی لشکر سے ایاز طویل جو کہ شجاعت
وجرأت مین بےنظیر تہا شہید ہوا۔ دو روز تک یہہ دونون فوجین ایک دوسرے کے
مقابلہ مین مقیم رہین تیسرے روز عیسائیون نے تو یافا پر پہونچکر قبضہ کرلیا اسوجہ
سے کہ اسلامیون نے اسکو پہلے ہی سے خالی کردیا تہا اور سلطان معہ اپنے جری
فوج کے ارسوف سے کوچ کرکے رملہ مین جا پہونچا۔ نماز عشا کی پڑہ کر ارباب شوریٰ
سے عسقلان کے نسبت مشورہ کرنے لگا سبہون نے باتفاق عسقلان کے
ویران کرنے کی رائے دیدی اور وجہ یہہ بیان کی کہ اولاً عکا کی کامیابی سے
عیسائیون کی ہمتین بڑہ گئی ہین مال و اسباب حرب بہی اون کے پاس کافی
طور سے موجود ہے ثانیاً ابہی کل کا ذکر ہے کہ ارسوف مین کیا واقعہ پیش آیا تہا
بہتر یہہ ہوگا کہ عیسائیون کے آنے سے پہلے عسقلان ویران اور اوسکا قلعہ
مسمار کردیا جائے۔ سلطان نے اس رائے سے مخالفت ظاہر کی اوسکی

غیرت وحمیت ایک آباد اور اسلامی شہر کو ویران کرنا پسند نہ کرتی تھی مگر اہل شوریٰ
نے سلطان کی رائے سے سخت مخالفت کی اور ایکزبان ہو کر بول اوٹھے ان
اردت حفظها فادخل انت مع بعض اولادك الكبار و الا
فمايدخلها منا احد (اگر آپ اس کے محفوظ رکھنے کا ارادہ رکھتے
ہین تو آپ معہ اپنے بڑے لڑکون کے عسقلان مین جایئے ورنہ ہم مین سے کوئی
اسمین نہ جائے گا) سلطان نے جب لوگون کی اسقدر ہمتین پست دیکھین تو
چار ناچار اونکی رائے سے اتفاق کرلیا اور رملہ سے عسقلان کیطرف روانہ ہوا
اور اٹھارہوین ماہ شعبان سنہ مذکور کو عسقلان مین پہونچکر اونیسوین ماہ مذکور
سے اوسکی خرابی و مسمار کرنیکا حکم دیدیا اور خود بذاتہ اوس کے توڑنے مین شریک ہوا
عیسائی فوجین عسقلان کی خرابی سے مطلع ہونے پر بھی آگے نہ بڑھین - مرکیش جو کہ
کروسیڈ کا بانی مبانی تھا اور بعد کامیابی عکا کروسیڈرونکی جماعت سے
علٰحدہ ہو کر صور چلا گیا تھا اوس نے شاہ انگلینڈ کو ملامتانہ خط لکھا کہ
"اگر مین موجود ہوتا تو عسقلان ہرگز ہاتھ سے نہ جانے پاتا عسقلان کا ویران کرنا
ظاہر کر رہا ہے کہ سلطان مین اوس کے بچانے کی قوت نہین ہے - تم نے
بہت بڑی غلطی کی - تم ہرگز اتنی بڑی فوج کی افسری نہین کرسکتے تمکو لازم تھا
کہ عسقلان پر اوس کے خراب کئے جانے سے پہلے قبضہ حاصل کرلیتے" شاہ انگلینڈ
یہہ خط پاکر اپنے خود کردہ پر پشیمان ہوا مگر اوس سے کیا حاصل تھا -

الغرض دوسری رمضان کو سلطان رملہ کیطرف واپس آیا اور اوس کے
قلعہ اور کلیسا لد کے مسمار کرانے مین مشغول ہوا اور الملک العادل ابوبکر بن ایوب
نصرانیون کے مقابلہ مین منزل بمنزل کوچ کرتا رہا وقتاً فوقتاً موقع و مصلحت دیکھکر
دو چار حملے بھی کرگزرتا تھا عیسائی فوجین بھی مسلمانون کے نقصان رسانی پر

ٹلی ہوئی ہتین چنانچہ ایک روز شاہ انگلینڈ نے چند دستہ فوج لیکر مسلمانون پر حملہ کر دیا باوجودیکہ اسلامیون کی تعداد جسپر شاہ انگلینڈ نے حملہ کیا تہا نصرانیون کے نسبت کم ہتی لیکن اسلامیون نے جی توڑ کر مقابلہ کیا اور ایسا لڑے اور اسقدر عیسائیون کو پریشان کیا کہ شاہ رچرڈ کی گرفتاری مین کوئی حالت منتظرہ باقی نہ رہی ہتی ۔ مگر وہ اپنی قسمت سے چارسو عیسائی سپاہیون کو قربان کراکے بچگیا - اور مسلمانون مین سے صرف دس آدمی شہید ہوئے - اسکے بعد رچرڈ اپنی فوج لئے ہوئے یافا کی تعمیر مین مصروف رہا کیونکہ سلطان نے اسکو بہی اس قابل نہ رکہا تہا کہ عیسائی کسیوقت اسمین پناہ گزین ہوجاتے اور الملک العادل اسکو گہیرے ہوئے پریشان کر رہا تہا   سلطان رملہ کو ویران کرکے بیت المقدس مین آیا اوس کے انتظام سے فارغ ہوکر پہر اپنے کیمپ کیطرف لوٹ کہڑا ہوا آٹہوین رمضان کو وہان سے بہی کوچ کرکے نطرون مین جا اوترا - رچرڈ یافا سے جس وقت عسقلان مین آیا اوسکی خراب حالت پر وہ بہت پچتایا اور اسلامیون کی سرگرمی دیکہکر پہر صلح کا خواستگار ہوا سلطان نے جو کچہہ جواب دیا ہو اوس کا حال معلوم نہین ہوا البتہ ہم یہہ کہہ سکتے ہین کہ یہہ قاصد یہان سے رخصت ہوکر الملک العادل ابوبکر بن ایوب کے خدمت مین حاضر ہوا اسکے بعد چند روز تک شاہ انگلینڈ اور الملک العادل سے خط وکتابت کا سلسلہ جاری رہا تو ن دونون ایک دسترخوان پر کہانا کہایا گیا آخرکار اس ایک نئی شرط پر صلح[1] کا استقرار ہوناٹہیرا کہ شاہ انگلینڈ کی بہن جین جو

۱؎ بہاؤد بیان کرتا ہے کہ رچرڈ چونکہ اصلی صلیب کی واپسی کو چندان مہتم بالشان نہین سمجہتا تہا ہوجہ سے اوسنے اپنی یہہ درخواست دوبارہ نہین پیش کی بلکہ اوسنے اور تجاویز پیش کین جنہین اوسنے کمال ہوشیاری سے سلطان کے بہائی "عادل" کی ہوس کے لئے دلچسپی پیدا کردی - رچرڈ کی بہن جین - والی صقلیہ ولیم کی بیوہ اوس مسلمان شاہزادہ (الملک العادل) م باقی صفحہ ۱۸۹ مین

والی صقلیہ کی بیوہ تہی اوسکا نکاح الملک العادل کے ساتہہ کردیا جائے۔ قدس شریف اور وہ بلاد ساحلیہ جو کہ مسلمانون کے قبضہ مین ہین الملک العادل کے مقبوضات مین شمار کیے جائین اور عکا اور وہ بلاد جبلیہ جنپر نصرانیون کا قبضہ ہے شاہ انگلینڈ کی بہن کو دیدیے جائین الملک العادل تو اسبات پر راضی ہی تہا سلطان کو اس ماجرے سے بذریعہ عماد کاتب آگاہ کیا۔ پہلے تو سلطان کو یہہ خیال ضرور پیدا ہوا کہ اس سے پہلے شاہ انگلینڈ چہہ مہینہ کی مہلت چاہتا تہا لیکن بنظر مصلحت وقت لڑائی موقوف نہ کی گئی اس کے بعد ہی صلح کے پیام بہیجے جب اوس مین بہی اوسکو ناکامی ہوئی تو مصالحت کی یہہ جدید صورت قرار دی بہرکیف سرسری نظر سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس نامہ وپیام مین کچہہ خطرہ ضرور ہے لیکن بعد کو جب الملک العادل کے اصرار سے سلطان اس شرط پر راضی ہوگیا اور عقد وصلح کے دن مقرر کیے جانے لگے تو رچرڈ نے یہہ کہلا بہیجا کہ ہمارے مذہبی پیشوا اس رشتہ داری سے سخت غضبناک ہین وہ ہمکو گرجا سے نکال دینے کی دہمکی دیتے ہین ہم اس امر کو پوپ سے دریافت کرتے ہین اگر اوس نے اجازت دیدی تو فوراً علی الفور ورنہ مین اپنی بہتیجی سے الملک العادل کا عقد کردونگا اور حسب قرارداد شرط صلح کرلونگا" سلطان اسکے فقرون مین آگیا اور اپنے جری لشکر کو نظرون مین چہوڑ کر تنہا معہ دستہ

ص(بقیہ نوٹ صفحہ ۱۸۸) کے نکاح کے لیے پیش کی گئی تاکہ وہ دونون زیر نگرانی صلاح الدین اور رچرڈ کے یروشلیم پر حکومت کرین۔ پہر آگے چلکر لکہتا ہے کہ صلاح الدین بظاہر اس تجویز پر توجہ کرنے کے بہانہ سے یروشلیم کی مضبوطی کے لیے وقت حاصل کیا چاہتا تہا جسکو کہ عیسائی اب تک اوس سے طلب کر رہے تہے ہمارے خیال مین یہ مجاہد کی خیالی باتین ہین کیونکہ پہلے رچرڈ نے اس نئی شرط کو پیش کیا تہا اس لحاظ سے خود رچرڈ کسلی اپنی ضرورتون کے لیے وقت تلاش کر رہا تہا۔ مولف

فوج جان نثارون کے رملہ کیطرف واپس آیا اور تقریباً بیس روز تک مقیم رہا عیسائی جو
اثنا میں بیت المقدس پر حملہ کرنے کی تیاریان کرتی رہین۔ عربی مورخ اس کے بعد
سوائے صلح کے نامہ وپیام کے اور کوئی قابل ذکر واقعہ نہین تحریر کرتے مگر انگریزی
مورخ رچرڈ کی دلیری کی کہانیان[1] خوب خوب بیان کرتے ہین جنکو ہم خلاف قیاس
سمجھکر ترک کئے دیتے ہین۔ تیسری ذیقعدہ کو سلطان رملہ سے روانہ ہوکر چوتھی
نطرون مین داخل ہوا۔ اور عیسائی یافا سے رملہ کیطرف بڑہے۔ اثناء راہ مین
دونون لشکرون کا مقابلہ ہوگیا۔ پہر دن چڑہے سے تقریباً شام تک لڑائی
ہوتی رہی صلیبی لشکر نے پہلے حملہ مین مسلمانون کی صف اول کو منتشر کردیا
مگر چند ہی لمحہ کے بعد اسلامیون نے اونکو اپنی برق افشان تلوارون سے گہیر لیا
اور کمال تیزی سے اون کے جان وتن کا فیصلہ کرنے لگے۔ عیسائی لشکر لڑائی
کے خوفناک میدان سے ایسی بدحواسی سے بہاگا کہ ایک دوسرے کو پہچان
نہ سکتا تھا اس لڑائی کی ظاہری حالت تو یہی کہہ رہی تہی کہ یہہ لڑائی دو چار
دن مین تو تمام نہو گی البتہ ہفتہ عشرہ کے بعد یہہ سلسلہ منقطع ہو تو ہو لیکن
اوسوقت مین جبکہ چارون طرف لڑائی کی گہٹائین چہائی ہوئی تہین
قدرتی بجلیان کوندنے لگین اور کسیقدر ترشح بہی ہونے لگا۔ شاید اسیوجہ
سے حملہ کرنے والون کے ہاتہہ کشت وخونریزی سے رک گئے اور لڑائی کا
بازار سرد ہوگیا بعد اسکے موسم بارش کے آجانے سے سلطان نے حسب دستور

---

[1] منجملہ اون کے ایک قصہ یہہ بیان کیا جاتا ہے کہ جب سلطان نے یافا کو دو روز مین فتح
کرکے جلاکر خاک وسیاہ کردیا تہا۔ رچرڈ اس خبر کو سنکر آٹہہ دس سوارونکو لیکر وہان جا پہونچا
اور کل سلطانی لشکر کو بہگا دیا۔ عربی مورخ اسکا کچہہ تذکرہ نہین کرتے ہمارے نزدیک
یہہ بہی کروسیڈرون کے معجزات مین داخل ہے۔

اُمرا لشکر کو رخصت کیا اور خود مع حلقہ خاص کے مصاحبون اور دستہ فوج جان نثارون کے بیت المقدس مین پہونچکر قمامہ کے متصل دار الاقصی مین مقیم ہوا۔ اسکے دوسرے یا تیسرے روز مصری لشکر بہی جس کا کمانیر امیر ابو الہیجا سمین تہا آپہونچا اور یہی لشکر تیسری ذیحجہ کو بقصد بیت المقدس رملہ سے روانہ ہوکر نظرون مین آیا۔ اتفاق سے اس مقام پر بہی عیسائی لشکر یزک اسلامیہ سے مڈبہیڑ ہو گیا تہا مسلمانون نے نصرانیون کے پچاس یا اس سے کچہہ زیادہ نامی جنرلون کو گرفتار کر لیا اور اس سے کچہہ زیادہ عیسائیون کو مار ڈالا سلطان نے سب سے پہلے بیت المقدس مین پہونچکر یہہ کام کیا کہ اوس کے شہر پناہ کی دیوارون کو مضبوط اور اوسکی مضبوط فصیلون کو از سر نو درست کرا دیا۔ شہر پناہ کے فصیلون کے باہر ایک عمیق خندق بنوا دی اور یہہ کل کام اپنے شہزادون کے سپرد کیے تہا اور خود بہی اونکی نگرانی کر رہا تہا مزدورون کے ساتہہ خود سلطان ضرورت کی چیزین اوٹہا کر لاتا تہا اسیوجہ سے جو کام ایک ہفتہ مین درست ہو سکتا تہا وہ ایک دن مین تمام ہو رہا تہا۔ بیسوین ذی حجہ کو صلیبی لشکر نظرون سے پہر رملہ کے جانب لوٹا کیونکہ انکو پہر رسد و غلہ کی کمی ہو چلی تہی شاہ انگلینڈ نے رملہ مین پہونچکر ایک فرانسیسی افسر سے بیت المقدس کا نقشہ طلب کیا اور اور دیر تک غور کی آنکہون سے فکر کی عینک لگا کر دیکہتا رہا ایک لمحہ کے بعد سر اوٹہا کر کہنے لگا کہ "یہہ وادی جو کہ یروشلیم کو چارون طرف سے باستثناء شمالی جانب گہیرے ہوئے ہے کسقدر عمیق ہے اور راستہ اسکا کیسا ہے" فرانسیسی افسر نے جواب دیا کہ "اس وادی کا راستہ نہایت دشوار گزار ہے ہمارے نزدیک یہہ بالکل ناممکن قیاس ہے کہ صلاح الدین کی

سوجودگی مین یروشلیم ہمارے قبضہ مین آجائے ہملوگ اگر یروشلیم کا شمالی جانب
سے محاصرہ کرین گے تو اوس کے دوسرے اطراف غیر محصور رہجاینگے اسطرف
سے اسلامیون تک بخوبی ہر قسم کی مدد پہونچ سکتی ہے اور اگر یہہ انتظام کیا جائے
کہ ہم مین سے کچھہ لوگ وادی کے طرف سے حملہ کرین اور کچھہ یروشلیم کا محاصرہ
شمالی جانب سے کرین تو ہم مین سے ایک دوسرے کی اعانت نہ کرسکین گے
علاوہ اس کے اسلامی لشکر جسوقت یروشلیم کے جس دروازہ سے قصد کریگا
نکلکر ہمکو اپنی تیز تلوارون کی ٹھنڈی ہواؤن سے ہمیشہ کے لئے موت کی
خواب غفلت مین سُلادیگا۔ صلاح الدین نے یروشلیم کے مقدس شہر کو پورے
طور سے محفوظ و مضبوط کرلیا ہے"۔ شاہ انگلینڈ یہہ باتین سُنکر تھوڑی
دیر تک خاموش رہا اور اہل شوریٰ بھی بے حس و حرکت بُت کیطرح بیٹھے رہے
آخر کار شاہ انگلینڈ ہی نے مصلحتاً نظرون سے رملہ کیجانب واپس چلنے کی
رائے ظاہر کی سب کے سب اپنی تمناؤن کا خون کرکے رملہ کے طرف
واپس ہوئے۔ اور ماہ محرم ۵۸۸ھ مین عیسائیون نے عسقلان کی
تعمیر شروع کی اور شاہ انگلینڈ کھسیانا ہو کر ڈاکہ زنی کرنے لگا کبھی وہ
اسلامی رسد پر حملہ کربیٹھتا تھا اور کبھی راہ چلتے ہوئے کاروالون کو لُوٹ
لیتا تھا مگر ان سب مین اسکو بدنامی کے سوا اور نہ کچھہ ہاتھہ آتا تھا۔ اسلامی
فوجین بھی وقتاً فوقتاً عیسائیون پر شبخون مارتی تھین کبھی اون کے ایک
گروہ کو قید کرلاتی تھین اور کبھی اون کے رسد و غلہ کو لُوٹ لیتی تھین ایکمرتبہ
فارس الدین میمون قصری نے جو کہ خدام سلطان کا سرگروہ تھا نصرانیون
کے ایک بڑے قافلہ پر حملہ کردیا اور اُنکے دوسو آدمیون کو گرفتار کرلایا
اور اندازہ سے زیادہ مال غنیمت لُوٹ لایا۔ چوتھی ربیع الاول ۵۸۸ھ کو

جمعہ کے دن نماز عصر کی پڑھ کر الملک العادل ملک ہنری کے ساتھ جو کہ شاہ انگلینڈ کی سفارت لیکر آیا تھا قدس شریف سے نصرانیون کے کیمپ کیطرف شرایط صلح کے مقرر کرنے کی غرض سے روانہ ہوا لیکن اتفاق کچھ ایسا ہوا کہ جسروز الملک العادل اور ملک ہنری یحیی کیمپ مین پہونچے اوسیدن شاہ انگلینڈ یافا کیطرف روانہ ہو گیا تھا اسیوجہ سے الملک العادل سولھوین ربیع الاول کو بیروت ہوتا ہوا قدس شریف کیطرف لوٹ آیا۔ اور پہلی جمادی الاول یوم پنجشنبہ کو سیف الدین مشطوب والی عکا عیسائیون کے پنجۂ غضب سے معلوم نہین کسطرح سے اپنے کو چھوڑا کر قدس شریف مین سلطانکی خدمت مین حاضر ہوا۔ اس کے ہمراہ چار پانچ اسلامی افسر اور بہی تھے جو کہ اس کے ساتھ گرفتار ہو گئے تھے سلطان انکے آنے سے بہت خوش ہوا۔

رچرڈ نے صلح کے نامہ و پیام کے زمانہ مین نوین جمادی الاول کو قلعہ دارم (دارون) پر بہی حملہ کیا تھا۔ علم الدین قیصر والی قلعہ جب تک اوس مین قوت باقی رہی اوسوقت تک اونکو وہ دندان شکن جواب دیتا رہا۔ آخرکار دو روز متواتر لڑائی کے بعد وہ معہ اون مسلمانون کے جو کہ اوسوقت قلعہ مین موجود تھے رات کے وقت قلعہ کے شمالی دروازہ سے نکلکر اسلامی کیمپ کے طرف روانہ ہوا اور روانگی سے پہلے میگزین مین آگ لگا دی آلات حرب کو ضایع کر دیا صبح ہوتے ہی صلیبی افسرن نے قلعہ دارون کے دیوارون پر قبضہ کر لیا۔ اور اسکے بعد مجدل یابا کیطرف بڑہے لیکن وہان سے کسیقدر نقصان اوٹھا کر حسرت اور افسوس سے انکھونسے مجدل یابا کو دیکھتے ہوئے واپس آئے۔ اور تیئسوین جمادی الاول یوم شنبہ کو صلیبی فوجین عسقلیم کے قصبہ سے روانہ ہو کر صافیہ کے ٹیلہ پر آ ٹھیرین۔ دو روز تک یہین مقیم رہین

جب اسطرف سے حملہ کرنیکا موقع نہ دیکہا تو مجبورانہ چہبیسوین ماہ مذکور کو قدس شریف کے شمالی جانب (یعنی نطرون) کیطرف چلی گئین - اور اوسطرف سے حملہ کی تجویز کرنے لگین اسلامی فوجین ہنوز اپنے اپنے شہرون سے واپس نہین ہوئی تہین - الملک الافضل اور الملک العادل ایک ضرورت سے بلاد جزریہ کو گئے ہوئے تہے عیسائی فوجین بیت المقدس کے اردگرد گہوم پہر رہی تہین موقع دیکہکر حملہ کرنے پر آمادہ ہوجاتی تہین مگر سلطان کی مستعدی دیکہکر خاموشی سے کام لیتی تہین - سلطان بہی - انکی نقل وحرکت سے مطلع ہوکر روزانہ شہر کی حفاظت کے لئے ایک جدید انتظام کررہا تہا اور پے در پے شبخون مارنے سے اونکو تنگ کررہا تہا کوئی رات ایسی نہ گزرتی تہی جس مین سو دو سو نصرانی نہ مارے جاتے تہے عیسائی لشکر یہ رنگ دیکہکر قصبہ قلونیہ مین چلا آیا جو کہ قدس شریف سے تین چار میل کے فاصلہ پر تہا اور تاریخ نوین جمادی الثانی کو مصری قافلہ پر جسکا امیر قافلہ فلک الدین سلیمان الملک العادل کا علاتی بہائی تہا شبخون مارا جسوقت کہ یہ قافلہ قدس شریف کے قریب اطراف خلیل مین پہونچگیا تہا عیسائیونکو اس شبخون سے سوائے خونریزی کے اور کچہہ حاصل نہین ہوا کیونکہ جسوقت عیسائیون نے قافلہ پر حملہ کیا جو لوگ قافلہ کے آگے تہے وہ لڑنے مین مصروف ہوگئے اور وہی لوگ اس واقعہ مین کام آئے اور اونہین مین سے بعض قید بہی ہوگئے باقی رہا قافلہ وہ جسوقت کہ فریقین دست بدست لڑرہے تہے جبل خلیل پر چڑہ گیا اور یہی اونکے نجات اور محفوظ رہنے کا باعث ہوا - بعد اس واقعہ کے رچرڈ نے بیت المقدس کے

فتح کرنے کی ایک آخری کوشش کی اور اپنے کل ماتحت فوج کو جمع کرکے
اپنی پرزور تقریر سے اوبہارتا رہا جب اونمین انتقام ناجایز کا جوش
بھرا ہوا پایا اور کمسریٹ کا پورا پورا انتظام بہی کرلیا تو لشکر کا ایک دایلم
جسمین تقریباً پچیس ہزار سوار تہے راستہ کی حفاظت کی غرض سے
کیمپ سے چار کوس کے فاصلہ پر بہیجدیا اور ایک حصہ فوج کو بسرگروہی
کندہری صور اور طرابلس کیطرف مسلمانون کے راستہ روکنے اور یزک
کا منصبی کام انجام دینے کے غرض سے روانہ کردیا۔ اور باقی صلیبی لشکر
کو جوکہ تعداد مین بائیس ہزار سے ہرگز کم نہ تہا اپنے ہمراہ لیکر بیت المقدس
اور قلونیہ کے درمیان آٹہرا سلطان بہی ارض مقدس کی حفاظت مین عرق
ریزی سے کام لے رہا تہا۔ بیت المقدس کے باہر جسقدر چشمے اور چاہ تھے
سبہون کا پانی خراب اور غیر قابل استعمال کررکہا تہا۔ پتہریلی زمین ہونے کی
وجہ سے کسی جدید خندق کہودنے کی ضرورت نہ تہی اسلامیون کے دل مین
جوش اور جوش کے ساتہہ واقعہ عکا سے کسیقدر خوف اپنی جہلک دکہا رہا
تہا لطف یہ ہے کہ اس جوش اور خوف مین انتقام کی دہیمی آواز بہی سنائی
دیتی ہے۔ انیسوین [۱۹] جمادی الثانی کو سلطان نے امرار لشکر کو رات کے وقت
نماز عشا کے بعد ایک جلسہ خاص مین جمع کیا پہلے مورخ کتاب نوادر سلطانیہ
فی محاسن یوسفیہ نے حفظ بلاد اسلامیہ اور جہاد کی فضیلت کو مدلل اور مبرہن
ایک طویل خطبہ مین بیان کیا بعد اسکے سلطان نے اپنی دلاویز تقریر سے
سامعین مین ایک سچا جوش پیدا کردیا سب سے پہلے سیف الدین مشطوب
نے لبیک کہکر اپنی مستعدی ظاہر کی بعد اسکے اور امرار لشکر نے بہی مشطوب
کی اس راے سے اتفاق کیا۔ مگر یہ جوش دودہ کا سا اوبال تہا کہ دفعتہً پیدا

ہوا اور فوراً فرد ہوگیا جیسا کہ آپلوگون کو امراور وسار قدس شریف کے طرز عمل سے معلوم ہوگا نجر ہوتے ہوتے سلطان کے کانون تک یہ خبر پہونچی کہ امرا لشکر اور روسا شہر سانحہ عکا سے ایسے برداشتہ خاطر ہورہے ہین اور عام طور سے اسی امر پر تلے ہوئے ہین کہ بیت المقدس چھوڑ کر عیسائیون سے مقابلہ کیا جاے سلطان یہ سنکر سناٹے مین ہوگیا اوسکی پرجوش حمیت اور سچی ہمدردی وغیرت یہ کہہ رہی تہی کہ ہرچہ بادا باد۔ جیتے جی قدس شریف نہ چھوڑا چاہیے جان جائے تو جائے لیکن بیت المقدس کی مقدس زمین ہاتھ سے نہ جائے اور نہ اسکے بلند اور منور مینارون پر (خدانخواستہ) شرکی صلیبی پھریرہ اوڑنے پائے آج اگر مین ان عوام کالانعام کی موافقت کے خیال سے قدس شریف چھوڑ دونگا تو کلہ اپنے منعم حقیقی کو جسنے کہ ایک صدی کے بعد اس مقدس زمین کو مقدس بندون کے قبضہ مین دیا ہے کیا منہ دکھلاؤنگا اوسکے سچے رسول کو کیا جواب دونگا ہاے یہ مقدس شہر اور مسیحی! افسوس یہ نورانی دیوارین اور پاک بندون کی خونریزی! بیت المقدس کی منور مینارین اور صلیبی شرکی پھریرہ!۔ ایخدا یہ کیا ہوگیا؟ تیرے اس ناچیز بندہ سے کیا خطا ہوئی؟ تیری بے نیازی کا یہ وقت نہین ہے! مجھکو کسی کی پروا نہین ہے! اور نہ کسی کی مدد کی ضرورت ہے! مجھکو تیرے ہی لطف واحسان پر بھروسہ ہے! تیری بندہ پروری سے کچھ بعید نہین ہے! تو ذرہ پرور غریب نواز ہے! تیرے ہی امداد سے بیت المقدس کی بلند پہاڑیان وحدانیت ورسالت کی دلپسند روشنی سے منور ہورہی ہین! تیرے ہی آفتاب فیض کی یہ روشنی ہے! جس سے مسجد اقصیٰ کی شاندار مینارین چمک رہی ہین! مجھکو کامل یقین ہے کہ تو اپنے سچے دین کی تائید کریگا! ایسی مقدس زمین پر صلیبی قومین

ہرگز قابض نہ ہونے پائینگی! یہ اہل شہر اور امرار لشکر کی نافہمی ناعاقبت اندیشی ہے جو کہ وہ عیسائیون کی کثرت سے پریشان ہوکر قدس شریف کے چھوڑنے کی عزیمت رکھتے ہین مجھسے ہرگز یہ نہوگا کہ جیتے جی بیت المقدس کو چھوڑ دون! اور ایسی بڑی نعمت کو تیرے فضل و کرم کے حامی ہوتے ہاتھ سے دیدون! خداوندا!! تو خوب نیک جانتا ہے کہ مین نیکنامی کی غرض سے یہ کام نہین کرتا بلکہ محض تیرے پیارے مذہب اسلام کے توسیع اور اس مقدس مکان کو پاک رکھنے کے غرض سے یہ پاپڑ بیل رہا ہون - انت حسبی ونعم الوکیل۔"

سلطان اسی خیال مین ڈوبا ہوا تھا ہنوز اسکے زبان سے آخری فقرہ پورا ہونے پایا تھا کہ عزالدین جبردیک کی ایک رپورٹ آئی جس سے یہ بات ظاہر ہو رہی تھی کہ مسیحی لشکر سردست اپنے مورچہ سے ہٹ کر ایک دوسرے تیلہ پر خیمہ زن ہوا ہے شنبہ کی صبحکو ایک دوسری رپورٹ آئی کہ نصرانی یروشلیم پر حملہ کرنے کے بارے مین مختلف الرائے ہو رہے ہین عجب نہین صبح شام مین عیسائی اپنا سامنہ لیکر واپس چلے جائین سلطان کے قوی دل مین تو پہلے ہی سے اطمینان بھرا ہوا تھا اسکے اوس خوشنما چہرہ سے بھی جسپر کہ صرف اہل شہر اور امرار کی مخالفت کی وجہ سے کسیقدر فکر کے آثار ظاہر ہو رہے تھے بشاشت ظاہر ہونے لگی - اس دوسری رپورٹ کے پونہچنے کے بعد صدقات تقسیم کئے دوگانہ شکریہ ادا کر کے امرا زور و سار شہر و لشکر کو اس رپورٹ سے مطلع کیا انلوگون کے بھی پژمردہ چہرو نسے خوف کی زردی دور ہونے لگی رفتہ رفتہ جوش مسرت و اطمینان کی دلپسند سرخی نمایان ہو چلی آپس مین تسلی آموز الفاظ سے ایک دوسرے کی مزاج پرسی کرنیلگے

وہ کس مپرسی کی حالت جو کہ اس سے چند لمحہ پیشتر تھی اس رپورٹ کے شایع
ہوتے ہی دفع ہو چلی اور مسیحی لشکر جسکے کمانیر شاہ فرانس شاہ انگلینڈ وغیرہ وغیرہ
لارڈ نصاریٰ تھے جبوقت بیت المقدس کے قریب جا اوترے پانی کی
عدم موجودگی سے پریشان ہونے لگے کسی نے یہ راے ظاہر کی کہ یروشلیم
پر حملہ کرنا لاحاصل ہے ٹھنڈے ٹھنڈے واپس جانا چاہیئے کوئی یہ کہنے
لگا کہ یہ راے بالکل عمل کرنے کے قابل نہین ہے کیا ہملوگ ان معدودے
چند ملحدون (مسلمانون) کے لئے کافی نہونگے اور ان ناپاکونکو یروشلیم کی
مقدس زمین سے نہ نکال سکینگے شاہ انگلینڈ کی یہ راے تھی کہ چونکہ پانی چشمونکا
خراب کردیا گیا ہے دوسرے مقام سے پانی لانا دقت سے خالی نہین ہے اسوجہ
سے یروشلیم پر حملہ کرنے سے دست کشی کرکے واپس چلنا چاہیئے ۔ شاہ
فرانس یہ کہہ رہا تھا کہ کل لشکر تین حصون پر منقسم کیا جاے ایک حصہ تو نہر تقو
سے پانی لایا کرے اور لشکر کا دوسرا ایلیم خیمون اور لشکر کے پہلے حصہ کی
حفاظت کرے باقی رہا تیسرا گروہ وہ یروشلیم پر حملہ آور ہو۔ اگرچہ یہ راے
بہ نسبت اورونکے مناسب ضرور تھی لیکن اس کسے بھی لوگون نے اختلاف کیا
تھوڑی دیر تک آپسمین بھی رد و بحث ہوتی رہی آخرالامر کل نصرانیون نے تین سو
مسیحیون کی ثالثی کے لئے منتخب کیا ان تین سو آدمیون نے بارہ آدمیون کو
اور اون بارہ آدمیون نے تین آدمیون کو منحصر علیہ مقرر کیا ۔ یہ تینون منحصر علیہ
رات بھر غور و فکر کرتے رہے صبح ہوتے ہی واپسی کا حکم دیدیا چنانچہ اکیسوین (۲۱)
جمادی الثانی سنہ مذکور کو اپنی امیدونکا خون اور تمناؤنکا خاتمہ کرکے جس سرزمین
کو فتح کرنے آئے تھے اور جسکے خاطر ہزارہا عیسائیونکو ذبح اور قربان کرایا تھا اوسکو
حسرت سے دیکھتے ہوے رملہ کی جانب واپس ہوئے ۔

رفع خجالت کے غرض سے پہر صلح کے پیغام بھیجنے لگے کبہی تو شاہ انگلینڈ قدس شریف کا کلیسہ مانگتا تہا اور کبہی قدس شریف کے قلعہ مین بیس آدمیون کی رہنی کی اجازت چاہتا تہا کبہی عسقلان تعمیر کی خواہش ظاہر کرتا تہا اور کبہی متنازعہ فیہا بلاد کو نصفا نصف تقسیم پر راضی ہوتا تہا مگر سلطان ان مراسلات کے جواب مین صاف انکار کرتا جاتا تہا ان مراسلات کا سلسلہ منقطع نہ ہونے پایا تہا کہ لڑائی پہر چہڑ گئی پہر کشت و خون کا بازار گرم ہوگیا۔ کیونکہ نصرانیون نے جبکہ وہ بیت المقدس سے ناکامی کے ساتہ واپس ہو رہے تہے تو راستہ کے چہوٹے چہوٹے دیہاتون کو غارت کرنا اور راہ چلنے والون کو لوٹنا شروع کردیا تہا سلطان ان واقعات سے مطلع ہوکر اسکے انسداد کی طرف تو متوجہ نہوا کیونکہ عیسائی فوجین منزلون دور جا چکی تہین البتہ پندرہوین رجب سنہ مذکور یوم سہ شنبہ کو صبح کی نماز پڑہکر یافا کیطرف روانہ ہوا ظہر کا وقت تمام نہ ہونے پایا تہا کہ اسلامی فوجین یافا کے قریب پہونچ گئین چارشنبہ کے صبح سے لڑائی شروع ہوگئی تمام دن یہی کیفیت رہی کہ جسوقت اسلامی فوجین آگے بڑہتی تہین اہل یافا قلعہ فصیلون سے آتشباری کرتے تہے شام ہوتے ہی فریقین لڑائی سے خود بخود رک گئے رات کو کسی قسم کی کسی طرف سے کوئی چہیڑ چہاڑ نہین ہوئی سترہوین رجب کی صبح نہ ہونے پائی تہی کہ اہل شہر اسلامیون پر گولہ باری کرنے لگے انلوگون نے اپنے فریق مخالف کے حملون کے جوابات اسوقت تک نہین دینے شروع کئے جب تک کہ وہ ضروریات اور نماز سے فارغ نہین ہو بیٹہے اس اثنا مین مسلمانون کی چند جانین ضرور تلف ہوئین لیکن جب سلطانی لشکر نماز اور ضروریات سے فارغ ہوکر یافا پر حملہ آور ہوا۔ پہلے ہی حملہ مین الملک الظاہر نے جو کہ میمنہ کا کمانیر تہا شہر پناہ کی شمالی فصیل پر قبضہ کرلیا اور قلعہ کی شرقی دیوار جسپر اہل

قلعہ کو بیحد ناز تہا اسکو سنگ باری نے مضمحل کر دیا اٹہارہوین ماہ مذکور کو اہل شہر نے صلح کا پیغام بہیجا سلطان نے صلح کرنے کا اُسی شرط سے اقرار کیا جس سے اس سے پہلے اہل قدس کے ساتہ عہد و پیمان کیا تہا انیسوین ماہ مذکور سے پہر لڑائی شروع ہوئی۔ اور اڑتالیس گہنٹہ سخت لڑائی کے بعد شہر پر اسلامی فوجون نے قبضہ کر لیا اہل قلعہ نے بعد و پہر اپنے پطرس کو معہ چند امرا کے سلطان کی خدمت مین روانہ کیا یہ لوگ اسلامی کیمپ مین نہ پہونچنے پائے تہے کہ شاہ انگلینڈ اہل یافا کے اعانت کے لئے آپہونچا اسیوجہ سے وہ لوگ جو کہ امان مانگنے کے غرض سے اسلامی دربار مین آرہے تہے واپس گئے اور پہر تہوڑی دیر کے لئے لڑائی بازار گرم ہوگیا انجام اس لڑائی کا یہ ہوا کہ سلطان کی طبیعت بدحظ ہو جانیکی وجہ سے مسلمانون نے شہر کو جلا دیا اور قلعہ یافا سے دست کشی کر کے رملہ کیطرف واپس چلے آئے۔

بعد اسکے عساکر اسلامیہ اطراف و جوانب سے جوق جوق آنے لگے اور شاہ انگلینڈ گہبراکر پہر صلح کا خواستگار ہوا اسمرتبہ خلاف معمول اپنے کل شرایط چہوڑ کر سلطان کی شرطونکو منظور کر لیا اور بیسٹ یا بائیسٹ ماہ شعبان ۵۸۸ھ کو ان شرایط پر کہ عیسائی یروشلیم کی زیارت کو آ ئین۔ صلیب اعظم انکو واپس نہ دیجائے جسکو وہ بہت اصرار سے مانگ رہے تہے اور صور و عکا عیسائیون کے قبضہ مین رہے۔ عقلان مسمار و ویران کر دیا جائے کسیکو فریقین مین سے اوسکے آباد کرنیکا اختیار نہو۔ رملہ اور لُد عیسائی اور مسلمانون مین نصفا نصف رہے) تین برس آٹہہ مہینہ کے لئے صلحنامہ لکہا گیا سلطان کی خواہش سے بلاد اسماعلیہ اور انطاکیہ اور طرابلس بہی اس صلح مین داخل کیا گیا۔ رچرڈ اور سلطان کے سب امرا نے ایک مجلس مین قسمین کہا کر صلحنامہ پر دستخطین کر دین عیسائی مورخین لکہے ہین

کہ تکمیل صلحنامہ کے بعد صلح کا اعلان کمبلون اور اکہاڑون اور جلسون کے ذریعہ سے کیا گیا اور فریقین اپنے مذہبی جوش کو بالائے طاق رکھکر ایک دوسرے کی دعوت مین شریک ہوئے۔ اور مغربی جنگ اوربیت المقدس مین صلاح الدین کی دعوت کہاکر یورپ کو روانہ ہو گئے۔

سلطان نے یہ صلح اپنی طبعی خواہش سے نہین کی اور نہ صلح کرنے کی اوسکی مرضی تہی۔ کیونکہ ہمکو یاد پڑتا ہے کہ آسنے کسی موقع پر لانزول عن الجہاد حتے نخرجہم من الساحل او یاتینا الموت۔ (ہم جہاد سے درگزر نہ کرینگے جب تک کہ نصرانیون کو ساحل سے باہر نہ کرینگے یا یہ کہ ہماری موت آجائے) ضرور اپنی مبارک زبان سے فرمایا تہا لیکن چونکہ علم الہی مین اقتضاء وقت کے اعتبار سے یہی مصلحت تہی کہ سلطان خواہ مخواہ صلح کرنے پر آمادہ ہوجائے اور مصالحت کے تہوڑے ہی دنون بعد ایسے عالم مین سیر کرنے کو چلا جائے جہانکہ نہ کفر و الحاد کے تیز جہونکونکا اندیشہ ہے اور نہ اسلامی بلاد پر عیسائیون کے قبضہ کا کہٹکا ہے اور نہ خود اسلامیون کو تکالیف شرعی کے پابند ہونیکی ضرورت ہے۔

اس تیسرے کروسیڈ مین عیسائیونکو سوائے عکا کے فتح اور عقلان کی بربادی کے اور کچہ حاصل نہین ہوا وہ عکا کے سامنے چہ لاکہ کروسیڈر لائے تہے اور بمشکل تمام ایک لاکہ بچا کر لیگئے۔ یورپ کے بڑے بڑے جنگجو۔ جنگ آور۔ نامور بہادر ہتیار اوٹہا کر آئے تہے اور اونمین بجز معدودے چند اپنی قوم کو تباہ و ہلاک کرکے یورپ کو واپس گئے۔ یورپ ان نقصانات سے مدتون نوحہ کرتا رہا اور اوسکا نوحہ کرنا بیجا نہین تہا کیونکہ جو سلطان کے مقابلہ مین کروسیڈر آئے تہے وہ بمقابلہ اونکے جو کہ انسے پہلے فلسطین مین داخل ہوئے نہایت مسلح اور ترتیب یافتہ اور نامی تھے۔

سلطان نے بعد مصالحت اپنے ممالک محروسہ مین منادی کرادی کہ عیسائیون اور مسلمانون مین صلح ہوگئی ہے۔ مسلمان عیسائیونکے شہرون مین اور عیسائی مسلمانونکے

شہرون مین آزادی آجا سکتے ہین - اور شام سے حج کا راستہ کہلگیا ہے اسکے بعد اوسنے اسلامی فوجونکو روانہ کرنا شروع کردیا چنانچہ سب سے پہلے غرہ رمضان المبارک کو لشکر اربل اور اوسکے دوسرے روز موصل اور سنجار اور حصن کی فوجین رخصت کیگئین بعد اسکے کسی تاریخ مین الملک العادل کرک کیجانب اور الملک الظاہر حلب کیطرف اور الملک الافضل دمشق کو روانہ ہوئے اور چند آدمیونکو عسقلان کی جدید دوبارہ بنائی ہوئی فصیلون کے گرانے اور وہانسے عیسائیونکے نکالنے کے لئے مقرر کرکے خود چوتہی رمضان یوم یکشنبہ کو قدس شریف مین داخل ہوا اور ماہ مبارک اسنے اسی مقدس شہر مین ختم کیا اور اثنار قیام مین بیمارستان - سرائے - مدرسے کی بنیادی پتھر اپنے مبارک ہاتہونسے رکہی اور اونکی تعمیرات کا قاضی ابن شداد[1] کو امین مقرر کرکے خود سرحدی مقامات کا دورہ کرتے ہوئے اور اونکو ملاحظہ کرتے ہوئے دمشق کی روانگی کا قصد کیا - اسنے اس سال سفر حج کا ضرور عزم بالجزم کرلیا تہا اور اپنے دیوان خاص کو فہرست تیار کرنے کا حکم دیچکا تہا لیکن مصاحبون اور مشیرون کے اختلاف رائے اور اتفاق وقت سے وہ اپنے اس ارادے کو اس سال پورا نہ کرسکا اور سال آیندہ کی موت نے مہلت نہ دی پہلی شوال کو نصرانیون کا بقیہ لشکر اور شاہ انگلینڈ معہ اپنے جنگی جہازون کے بیڑہ کے روانہ ہوا اور چہٹی ماہ مذکور یوم پنجشنبہ کو سلطان قدس شریف سے رخصت ہوکر نابلس حماۃ جینین بیسان بعطیہ بیروت

[1] قاضی ابن شداد کی کنیت ابو المحاسن تہی اور نام یوسف تہا رافع بن تمیم بن عتبہ بن محمد بن عتاب اسدی قاضی حلب کے لڑکے تہے ابن شداد کے نام سے مشہور اور بہاء الدین کے لقب سے معروف تہے چونکہ انکا باپ انکے صغر سنی مین مرگیا تہا اور اونہون نے اپنے ماموں کے گہر مین پرورش پائی تہی اسیوجہسے بنی شداد کیطرف منسوب ہوکر ابن شداد کے نام سے مشہور ہوئے ۵۳۹ھ مقام موصل مین پیدا ہوئے یوم چہارشنبہ چودہوین صفر ۶۳۲ھ مقام حلب مین انتقال کیا سلطان انکو بہت عزیز رکہتا تہا انکی علمدوستی اسکو گوارا تہی اسیوجہسے انکو اپنے لشکر ظفر پیکر کا قاضی مقرر کیا تہا -

جلوہ۔ ہونین وغیرہ اسلامی شہرونکی خوشنما شاندار فصلین دیکھتا ہوا پچیسوین یا چھبیسوین شوال یوم چارشنبہ یا پنجشنبہ کو دمشق مین داخل ہوا اہل دمشق مرج بتوس تک اسکے استقبال کو آئے تہے اونکی آنکھین اسکے دیدار کو ترس رہی تہین وہ لوگ اسکے واپسی کے دنکو عید سے بہتر سمجہ رہے تہے۔ ستائیسوین شوال یوم جمعہ کو سلطان نے دربار عام کیا اہل علم و امراء شہر جمع ہوئے سلاطین کے سفراء دور دور از ملکونسے آئے شعراء نے قصیدے پڑہے لوگون نے مبارکبادیان دین ہر کہ دمہ نے اپنے عدل گستر بادشاہ سے مصافحہ و معانقہ کیا اور یوم چارشنبہ سترہوین ذلقعدہ کو الملک العادل بہی کرک کے حالات دیکہکر دمشق مین آپہونچا اسکے آنے سے دوچند سہ چند مسرت بڑہگئی سیر و شکار مین سب کے سب مصروف ہوگئے مصر کی عزیمت کو سلطان نے بہولا دیا یوم سہ شنبہ بارہوین صفر ۵۸۹ھ کو ابن شداد بہی حسب طلب سلطان دمشق مین داخل ہوا پندرہوین صفر یوم جمعہ کو اسلام دوست سلطان نے قافلہ حجاج کا استقبال چار میل سے کیا یہ آخری سواری تہی کہ جسکے بعد پہر سلطانکو سوار ہونیکی نوبت نہین آئی۔

عیسائیون سے ایک معین اور وقت صلح ہوجانے سے بظاہر سلطان کو آرام کا زمانہ ملگیا تہا مگر اوس سے نچلا بیٹہا رہنا ناممکن سا تہا اوسنے الملک العادل اور الملک الافضل سے زمانہ صلح کی اوقات گزارنیکے لئے مشورہ کیا الملک العادل نے خلاط کے فتح کرنے کی رائے دی اور الملک الافضل نے فتح روم کی سلطان نے فرمایا کہ دونوںپر حملہ کیا جاے مین روم پر حملہ آور ہونگا اور عادل ایک شاہزادے کو لیکر خلاط پہ حملہ کرے ان دونون کی کامیابی کے بعد آذربائیجان اور بلاد عجم پر حملہ کرنیکی رائے قایم کرکے الملک العادل کو مصر کیطرف کرک پر حملہ کرنے کی تیاری کے لئے روانہ کیا مگر اسکی واپسی پر سلطان خود اوس سے نہ مل سکا اور یہ کام ناتمام رہگیا۔

شب شنبہ کو شام ہی سے سلطان کی طبیعت کچھ کچھ بدخط تھی صبح ہوتے ہوتے
خاصے طور سے تپ موجود ہوگئی اگرچہ تپ کے آثار اوسکے نورانی چہرہ سے ظاہر ہو رہے
تھے لیکن اوسنے اسدن اپنی زبان سے اسکا اظہار تک نہ کیا الملک الافضل -
قاضی فاضل - ابن شداد وغیرہ سلطان کیخدمت سے تقریبا ظہر کے وقت واپس آئے
یہ پہلا دن تہا کہ دسترخوان پر یہ فتح نصیب سلطان نہین دکھلائی دیا بلکہ بجاے آسکے
الملک الافضل اوسکا بڑا لڑکا بیٹھا نظر آرہا تہا - علالت کے چوتھے روز فصد لیگئی مرض
کا زایل ہونا تو درکنا ضعف اسقدر بڑہگیا کہ نقل وحرکت سے مجبور ہوگیا رطوبت فاضلہ
کے ساتہ اصلی رطوبت بہی خارج ہوگئی جون جون حرارت عزیزیہ گہٹتی جاتی تہی غریبی
حرارت بڑہتی جاتی تہی تا آنکہ نوین روز غشی وغفلت کی ایک نئی شکایت اور
پیدا ہوگئی کہانا پینا بالکل چہوٹ گیا دسوین روز دو بار عمل دیا گیا بظاہر اس سے
مرض مین خفت ضرور محسوس ہوئی لیکن بعد کو طبیعت اور زیادہ بے لطف ہوگئی -
الملک الافضل حسب صلاح ومشورہ رؤسا رملت روحانیہ امراء ونوابین سے بیعت لینے
لگا چہبیسوین ماہ مذکور یوم سہ شنبہ سے اوسکے بلند وشاندار پیشانی پر ٹہنڈے سے
پسینہ کے قطرات نمایان ہوچلے جسقدر پسینہ بڑہتا جاتا تہا اسیقدر قوت گہٹتی جاتی
تہی ضعف کا یہ حال تہا کہ لحظہ بلحظہ ترقی پذیر تہا ستائیسوین صفر ۵۸۹ھ یوم چارشنبہ
کے صبحکو جسوقت قاری قرآن اس آیہ کریمہ انه لا اله الا هو علیه توکلت پر پہونچا
یہ باخدا سلطان بہی یہی مبارک وپاک کلمات کہتا ہوا عالم بقا کیطرف کوچ کرگیا - انا للہ
وانا الیہ راجعون - سلطان کی وفات کا دن اہل دمشق کے نزدیک قیامت
کے دن سے سوا تہا - ہر شخص گریہ وزاری مین مبتلا تہا اسکا مورخ کہتا ہے کہ خدا کی
قسم اکثر لوگ اوسپر اپنی جان قربان کرنے کو مستعد تہے اگر قربانی قبول کر لیجاتی تو
ایک عالم اوسکے عوض مین جان دیتا اور اوسکی قابل قدر اور قیمتی جان بچا لیتا

الملک الافضل عزاداری کے خیال سے دیوان خاص مین بیٹھا اور خطیب دولعی[1] قدس سرہ کو غسل دیا قاضی فاضل نے اپنے رزق حلال سے سلطان کا تابوت اور کفن مہیا کیا اور بعد ظہر کے جنازہ اوٹھایا گیا قاضی محی الدین معروف بہ ابن الزکی نے نماز پڑھائی پھر اوسکے جنازہ کو اوس باغ مین لائے جسمین کہ وہ حالت علالت مین رہا تھا اور اوسکے پچھم کے دالان مین دفن کیا۔

ثم انقضت تلک السنون واھلھا
بعد ازان یہ سن (زمانہ) اور اہل زمانہ گذر گئے

فکانھا وکانھم احلام
گویا کہ وہ زمانہ اور اہل زمانہ خواب تھے

سلطان کی وفات پر اوسکے سترہ[۱۷] لڑکے اور ایک لڑکی رہگئی تھی سب سے بڑا اون مین الملک الافضل نور الدین ابو الحسن علی تھا جو کہ مصر مین عید الفطر کے دن عصر کے وقت ۵۶۵ھ مین پیدا ہوا تھا اور بعد انتقال سلطان دمشق بلاد ساحل بعلبک صرخد بانیاس۔ شوش وغیرہ کی حکومت کرنے لگا۔ اس سے چھوٹا الملک العزیز عماد الدین ابو الفتح عثمان تھا یہ بھی مصر ہی مین ۸ رجمادی الاول ۵۶۵ھ کو پیدا ہوا تھا اور چونکہ وقت وفات سلطان یہ مصر مین تھا اسوجہ سے بعد وفات بھی مصر پر قابض و متصرف رہا اور الملک الظاہر غیاث الدین غازی اندنون حلب مین تھا لہذا بعد وفات سلطان حلب اور اوسکے مضافات حارم۔ تل باشر۔ عزاز۔ برزیہ۔ دربساک وغیرہ کا حاکم بن بیٹھا اور صاحب حماۃ ناصر الدین محمد بن تقی الدین عمر نے اسکی اطاعت قبول کرلی۔ آپکو اور اسکے بقیہ لڑکونکو بقید سنین ولادت عماد کاتب نے ایک نقشہ مین فہرست کی صورت مین لکھا ہے جسکو پہلے ہم ہدیہ ناظرین کیا چاہتے ہین بعد اسکے سلطان کے شجرۃ النسب کو پیشکش کرینگے

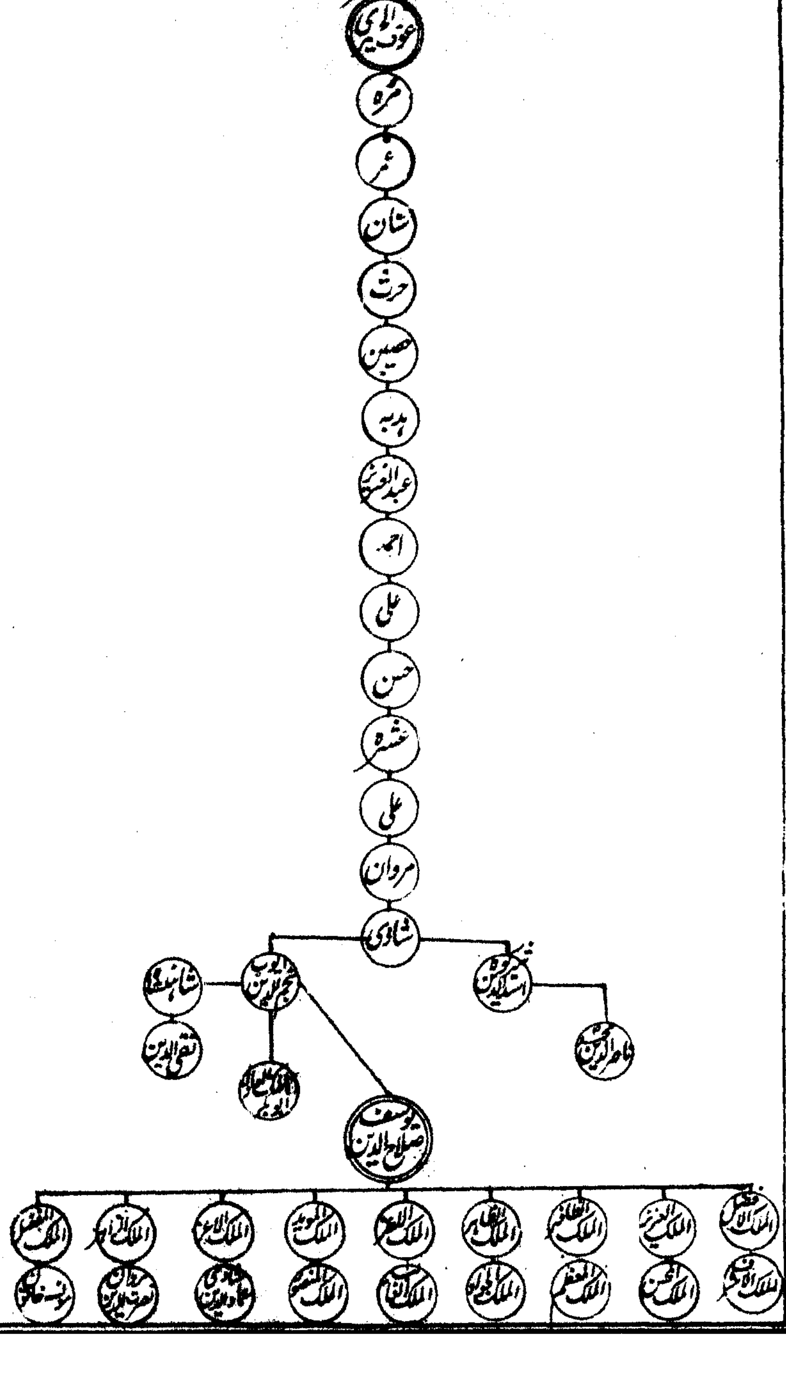
[1] ضیاء الدین ابو القاسم عبد الملک ابن عیسیٰ بن یاسین بن قاید بن جمیل الثعلبی الہانی الدولعی شافعی المذہب جامع مسجد دمشق کا خطیب تھا ۵۱۶ھ ہجری مین پیدا ہوا اور بارہوین ربیع الاول ۵۹۸ھ ہجری مین انتقال کیا۔

سلطان کے اولاد کا نقشہ

نام	جاے ولادت	تاریخ ولادت	زاید حالات
الملک الافضل نور الدین ابو الحسن علی	مصر	عید الفطر بروز عید وقت عصر ٥٦٥ھ	سلطان کے بعد دمشق وغیرہ کا حاکم ہوا
الملک العزیز ابو الفتح عثمان	"	۸ جمادی الاول ٥٦٧ھ	مصر اور اسکے اعمال کا حاکم ہوا
الملک الظافر ابو العباس خضر	"	۵ شعبان ٥٦٨ھ	الملک الافضل کا حقیقی بہائی -
الملک الظاہر ابو منصور غازی	"	۱۵ رمضان ٥٦٨ھ	حلب وغیرہ کا بادشاہ ہوا -
الملک المعز ابو یعقوب اسحاق	"	ربیع الاول ٥٧٠ھ	
الملک المؤید ابو الفتح مسعود	دمشق	ربیع الاول ٥٧١ھ	الملک العزیز کا حقیقی بہائی -
الملک الاعز ابو یوسف یعقوب	مصر	ربیع الثانی ٥٧٢ھ	الملک العزیز کا مادری بہائی -
الملک الظاہر ابو سلیمان داؤد	"	ذو القعدہ ٥٧٣ھ	الملک الظاہر کا مادری بہائی -
الملک المفضل ابو موسیٰ قطب الدین مظفر	"	٥٧٣ھ	الملک الافضل کا مادری بہائی -
الملک الاشرف ابو عبد اللہ محمد	شام	٥٧٥ھ	
الملک المحسن ابو العباس احمد	مصر	ربیع الاول ٥٧٧ھ	الملک الاشرف کا مادری بہائی -
الملک المعظم ابو منصور توران شاہ	"	ربیع الاول ٥٧٧ھ	
الملک الجواد ابو سعید رکن الدین	"	ربیع الاول ٥٧٨ھ	الملک المعظم کا مادری بہائی -
الملک الغالب ابو الفتح ملک شاہ	سام	رجب ٥٧٨ھ	"
الملک المنصور ابو بکر	حران	بعد وفات سلطان	الملک المعظم کا حقیقی بہائی -

یہ پندرہ لڑکے تو وہ ہین جنکو عماد نے اس موقع پر اس ترتیب سے ذکر کیے ہین اور فتح القدسی کے اخیر مین لکہا ہے کہ سلطان کی وفات پر اسکے سترہ لڑکے اور ایک لڑکی موجود تہی پندرہ کا تو ذکر ہو چکا اور دو باقی یہ ہین - عماد الدین شاذی - نصرت الدین مروان لڑکی کا نام مونسہ خاتون تہا اور الملک الکامل سلطان کے بہتیجے سے منسوب تہین

سلطان کا شجرۃ النسب



اعلان

اس کتاب کے جملہ حقوق تالیف بذریعہ رجسٹری محفوظ کرائے گئے ہین کوئی اہل مطبع اسکے طبع کرنے کا قصد نہ فرمائین۔ اور جسقدر نسخے مطلوب ہون بارسال زر قیمت نقد یا بصیغۂ ویلیوپے ایبل منشی حامد حسین صاحب مالک رسالۂ الاسلام الہ آباد دیا مولف کتاب ہذا سے طلب فرمالین۔ دس جلدون کے خریدارون اور تاجران کتب کو کمیشن بہی دیا جائے گا جسکو وہ خط کتابت سے طے کرسکتے ہین ÷

المشتہر

خادم الاطباء۔ احمد حسین الہ آبادی مؤلف کتاب ہذا و مترجم تاریخ علامہ ابن خلدون۔ محلہ سبزی منڈی شہر الہ آباد